

اپنے طرف آسما کے کہتا ہے اسی رب اسی رب انا لاکہ یا لاکہ اور مکا حرام ہے اور مشرب اور مکا حرام ہے
 اور بلبس اور مکا حرام ہے اور غذا دیا گیا ہے وجرام سے اب کس طرح اوسکی دعا قبول ہو اگرچہ مسیلم
 والترمذی لفظ حدیث کا اشتدک اغبر ہے دیع کے کما اشتدک وہ ہے جو بعد الامد جو مین غسل
 ونافت سے اسی طرح اغبر انتلی سفر مین آدمی سے انتظام نہانے دوسرے سرد و بن صاف کہنے
 منین ہوتا ہے گرد آلودہ پر نشان صورت رہتا ہے طلب رزق مین دور دور تک مارا پھرتا ہے اللہ
 پاک سے دعا کرتا ہے وسعت رزق چاہتا ہے لکن دعا قبول نہیں ہوتی اسلئے کہ کمانا پیا پنا سب
 تو مال حرام سے ہوتا ہے اور اللہ حرام قبول نہیں کرتا اسلئے وہ دعا ناممک ہوتی ہے معلوم ہوا کہ
 قبول دعا کے لئے حلت رزق کی شرط ہے قید سفر کی اس جگہ اتفاقی ہے ورنہ جسکی غذا خضر مین
 رزق حرام سے ہے اوسکی دعا بھی قبول نہیں ہوتی ہے عدم قبول دعا دلیل ہے عدم قبول عبادت
 پر اسلئے کہ دعا عبادت بلکہ قیام عبادت ہے سو جب عبادت قبول نہوئی اور یہ شخص بے عبادت ٹھیکر
 اب لاکن مغفرت و جنت کے نہوگا بلکہ مستحق نارا کا ہوگا اس حدیث مین حش و تحریص فرمائی ہے
 کسب رزق حلال پر توجہ نہ کی ہے کسب مال حرام سے ذلک انصاریہ کہتے ہیں حضرت فرماتے تھے
 کچھ لوگ تنحوض کر کے تین اللہ کے مال مین ناحق اونکے لئے آگ ہے دن قیامت کو اخرجہ البخاری
 والترمذی دیع کے کما مراد تنحوض سے یہ ہے کہ ہر طرح پر اشتدک مال کا بغیر حق کرے جس طرح
 کوئی آدمی اپنی مین و لکین بائین اپنے ہاتھ پاؤں باتا ہے انتلی یعنی اسی طرح یہ شخص بھی
 ہر طرف مال لیتا ہے کچھ پروا حلال حرام کی نہیں کرتا ہے حق ناحق کو نہیں پہچانتا ہے ابو ہریرہ کا
 لفظ مرفوع یہ ہے آویٹا لوگوں پر ایک زمانہ پروا نہ کر لگا آدمی کہ کمانے لیا مال سے یا حرام سے
 سردا لا البخاری و الترمذی رزق مین آسما اور زیادہ کیا ہے کہ پورا وسعت اونکی دعا قبول نہو
 وہ زمانہ یہی زمانہ ہے بلکہ ایک عمر دراز سے اہل زمانہ نے تمیز سے حلال حرام رزق کے آکامہ بند کر لی ہے
 کانون مین تیل ڈال کر بیٹھ رہے ہیں مطلب حصول مال سے رکھا ہے نہ حرام و حلال سے
 عبد اللہ بن مسعود مرفوعا کہتے ہیں منین کمانا کوئی بندہ مال حرام پر صدقہ دیتا ہے اوسمیں سے

اور وہ قبول ہو اوس سے اور نہیں نفقہ کرتا ہے اوس مال حرام سے پہر بکتہ بجا وادوسین اور
 نہیں چڑھتا جو اوسکو لیا ہے مگر ہوتا ہے وہ زاد سادہ اوسط طرف آگ کے اللہ برائی کو برائی سے
 نہیں مٹاتا ہے مگر برائی کو برائی سے مٹاتا ہے نایک کیا ناپاک کو محو کر دیکر سوا والا احمد وکذا فی
 شرح السنۃ معلوم ہوا کہ صدقہ دینا مال حرام سے موجب دخول نار کا ہے نہ سبب معفرت ہر دو
 کا صدقہ دینے سے آدمی آگ و نزع سے بچتا تھا اسی لئے حدیث میں آیا ہے انقوا النار ولو بشق
 تمرۃ اور صدقہ اللہ کے غضب کا بھانا ہوا تھا کما قال صلعم الصدقۃ تطغی غضب الرب
 لکن جب یہ صدقہ مال حرام سے واقع ہوتا ہے تو پہر صدقہ دینے والے کو سیریزہم کی کہتا ہے اللہ
 اصریر قصہ آتا ہے اوسے تو یہ صدقہ اسلئے دیتا کہ کفارہ اوسکی مہذبات کا ہو گا لکن وہ صدقہ سبب
 اوسکے دخول نار کا ہو گیا جس طرح کوئی شخص مثلاً شہوت کا مال جمع کرے پہر اوس مال کو کسی
 خیر میں صرف کرے کہ یہ صدقہ اوسکے لئے جالب ہلا ہو جاوے گا۔ رادقنا ابوہریرہ مرفوعاً کہتے ہیں
 جسے جمع کیا مال حرام پہر صدقہ دیا تو نہیں ہے واسطے اوسکے کچھ اجبلیکے اوسپر اوسکا اصر ہے
 رواہ ابن خزیمۃ و ابن حبیل فی صحیحہما کورواہ ابو داؤد فی المراسیل عن القاسم
 بن علیہ لفظ ابو داؤد کا ہے جسے کہا یا مال گناہ سے پہر سارے جمع کیا یا صدقہ دیا یا راہ خدا میں
 خرچ کیا تو وہ سارا مال جمع کر کے جہنم میں بھیج دیا جاوے گا اور اس سے جاناہ احب مال حرام کا
 و نزع میں جابر کا لفظ مرفوع یہ ہے داخل نہوگا جنت میں وہ گوشت جو آکا ہو سکتی ہوئی مال حرام سے
 ہر گوشت ہی کا ہے سحت سے نار لائی نہ پہر ساتھ اوسکے سوا والا احمد والداسری والبیہقی فی
 الایمان معلوم ہوا کہ حرام خوار و نزع میں جائیگا ابوہریرہ کہتے ہیں حضرت علی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
 پوچھا تاکون چیز لوگوں کو اکثر داخل نا کرتی ہے فرمایا فعدو فرجہ سوا والا الترمذی یعنی مال حرام
 کما ناہ امرکاری کرنا علیہ بعدی مرفوعاً کہتے ہیں بندہ درجہ متفقین کو نہیں پہنچتا ہے بیان تک
 چھوڑ دے وہ چیز جس میں کچھ ڈر نہیں ہے واسطے مذکر کے اوس چیز سے جس میں کڈر ہے سوا والا الترمذی
 و ابن ماجہ یعنی واسطے حصول مرتبہ تقویٰ کے یہ بھی ضرور ہے کہ مباحات سے بچے کچھ خبی حرام

چیز سے ہی بچنا کیسے متقی نہیں بنا دیتا ہے ابو بکر رضی اللہ عنہ مرفوعاً کہتے ہیں اُصل منہو کا جنت میں
 وہ جسے جو غذا دیا گیا ہے حرام سے سوا الا البیہقی فی شعب الایمان ابن عمر کا لفظ یہ ہے جسے
 خرید کیا کوئی کثیر اوس درہم کو اور اوس میں ایک درہم حرام ہے قبول نہیں کرتا اللہ نماز اوس تک
 کہ وہ کثیر اوس کے بدن پر ہے پھر داخل کین ابن عمر نے دونوں اور نگلیان اپنے دونوں کا نون میں
 اور کہا ہنرے ہو جائیں یہ کان اگر انہوں نے اس حدیث کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نہ سنا ہو کہ وہ اسی طرح فرماتے تھے سوا الا الحمد والبیہقی فی شعب الایمان وقال اسناد
 ضعیف معلوم ہوا کہ جب ناپاک مال اگرچہ قلیل ہو کسی مال پاک میں اگرچہ کثیر ہو مل جاتا ہے تو اوس
 سارے مال کو ناپاک کر دیتا ہے جس طرح کوئی شخص سو روپیہ پر ایک دو روپیہ سود کا لیوے تو
 یہ سود اوس سارے روپیہ کو ناپاک بنا دیتا ہے حلال مال ناحق ذرا سے اختلال سے حرام ٹھہر جاتا
 یا مشتبہ ہو جاتا ہے ایک جماعت اہل علم کا یہی قول ہے دوسری جماعت کا مذہب یہ ہے کہ جب
 حرام کثیر اور حلال قلیل ہوتا ہے تو اوس کا یہی حکم ہے اور اگر حلال کثیر اور حرام قلیل ہے تو ہر سارا
 مال حرام نہیں ہوتا اسکی متقیج باب ششم سالہ نہائیں آئیگی **ف** اسلئے طلب حلال میں تمیز
 شدید آئی ہے حدیث عبداللہ میں فرمایا ہے طلب کرنا حلال کمائی کا فریضہ ہے بعد فریضہ کے سوا
 البیہقی فی شعب الایمان یہ طلب اوس شخص پر فرض ہوتی ہے جو اپنی جان کے لئے محتاج مال کا
 ہے یا جسکے سر پر نونت اہل و عیال کی پڑی ہے ہر شخص مخاطب ساتھ اس فرضیت کے نہیں ہے
 کیونکہ اکثر لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ جب تک نفقہ دوسروں کے ذمہ پر ہوتا ہے مراد فریضہ ہونیسے بعد
 فریضہ کے یہ ہے کہ پہلا فریضہ نماز روزہ حج وغیرہ ہوتا اوسکے بعد کماتا رزق حلال کا اسلئے فرض نہیں
 کہ کسب حلال اصل و رعہ و اساس تقویٰ ہے النس کا لفظ مرفوع یہ ہے طلب کرنا حلال کا واجب
 ہے ہر مسلمان پر سوا الا الطبری فی الاوسط ابو سعید قدسی کا لفظ مرفوعاً یوں ہے جسے کمایا
 پاک یعنی رزق حلال اور عمل کیا سنت پر اور اس میں رہے لوگ اوسکے بوائق یعنی شر و رغوئل
 سے وہ داخل ہوگا جنت میں سوا الا الترمذی ابن عمر مرفوعاً کہتے ہیں حضرت نے کہا چار چیزیں

ہیں جب تہہ میں مونگی تو نہیں کچھ ڈرتے ہیں جو فوت ہو دنیا سے حفاظت مدد مدد حسن خلق
 عفت بصر و الا احمد ابو سعید نے مرفوعاً کہا ہے جس شخص نے کمایا مال حلال پر کھلایا اپنی جان
 کو اور پہنایا تو اب جو کچھ اوسکے سوا ہے وہ اوسکے لئے زکوٰۃ ہے سوا الا ان حبان فی صحیحہ
 نے کہا حضرت نے ایک دائرہ کھجور کا راہ میں پڑا یا فرمایا اگر یہ ڈرتے ہو تو انکے کہیں صدقہ کا ہو تو میں اوسکے
 کہنا سوا الا البخاری و مسلم مراد مطلق ہے یہ ہے کہ حرام قیقن نہ ہو تاکہ مثال مشتبہ سے حد
 میں جو مکمل نہ ہو کا مشتبہ سے آیا ہے لیکن امتیاز کے ہے نہ بطریق فرض کے کذا فی المرقاة لکن جو
 مشبہات سے نہیں بچتا ہے وہ متقی نہیں ہوتا ہے اوسکے لئے ڈر و قوع کا حرام میں ہر دم لگا
 ہوا ہے حدیث نعمان بن بشیر میں آیا ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا مطلق کھلا ہوا
 ہے حرام کھلا ہوا ہے ان دونوں کے بیچ میں مشبہات ہیں جنکو اکثر لوگ نہیں جانتے سو جو
 کوئی بچائشبات سے اوسے پاک مان کیا اپنے دین و بارہ کو اور جو کوئی گر بچائشبات میں دنگہ ڈرا
 حرام میں جیسے چرنے والا اگر وہ چراگاہ کے قریب ہے کہ چرنے لگے وہ چراگاہ میں من رکھو ہر بادشاہ کا
 ایک چراگاہ ہوتا ہے اللہ کا چراگاہ اوسکے محام بہن جب میں ایک بار گھوشت ہے جب وہ درست
 ہو تو سارا جسد درست ہو جاتا ہے اور جب وہ بگڑ گیا تو سارا جسد بگڑ جاتا ہے وہ بار گھوشت ملے
 متفق علیہ وسیع نے کہا ہے اخراجہ الخمسة اس حدیث کی شرح بہت دراز ہے جہن کتاب
 دلیل الطالب میں لکھی ہے یہ حدیث جو اسع الکلم سے ہے دار مداریت سے احکام مطلق جو
 اسی حدیث پر ہے سلمان فارسی و ابن عباس کہتے ہیں حضرت علیؓ نے فرمایا ہے
 حلال وہ ہے جسکو اللہ نے اپنی کتاب میں حلال کیا ہے حرام وہ ہے جسکو اللہ نے اپنی کتاب
 میں حرام فرمایا ہے اور جس شے سے اللہ نے سکوت کیا ہے وہ عفو ہے تم خواہی نخواہی اوسکا
 سوال نہ کر اخراجہ میں حدیث طویل ابن مسعود میں مرفوعاً آیا ہے تم شر او خلا سے حق
 شرانے کا پھر فرمایا یہ شرنا یون ہوتا ہے کہ تحفظ البطن و ما حوی لینے پیت کو رنق حرام
 سے محفوظ رکھے سوا الا الترمذی مسافر کا افطام فرمایا یون ہے جنبش نہ کرے قدم بندے کے

دن قیامت کو نہایت تک کہ سوال کیا جائیگا وہ چار چیزوں سے سنبھالوئے ایک یہ فرمایا و عن مالک
 من این التنبہ و فیہ النفقہ مرواۃ البیہقی وغیرہ یعنی تو نے مال کما لئے کمایا اور کس
 جگہ اوٹھایا کعب بن عجرہ کہتے ہیں حضرت نے مجھے فرمایا اسے کعب اخل نہیں ہوتا ہے جنت
 میں وہ گوشت و خون جو آگاہ ہے سخت پر یعنی مال حرام سے ناراضی تر ہے ساتھ اس کے اسی کعب
 لوگ دو طرح میں جہنم کرتے ہیں ایک اپنی جان کو چھڑا لیتا ہے و غیرہ اس کو ہلاک کر دیتا ہے مرواۃ
 الترمذی یعنی اگر بیع کو اوٹھ کر رزق حلال طلب کیا تو ناجی رہا اور اگر مال حرام کمایا تو ہلاک
 ہوا حسن بن علی علیہما السلام کہتے ہیں میں نے حضرت علیؑ علیہ السلام سے یہ بات یاد کر لی
 کہ چھوٹے سے تو اوس شے کو جو شک میں ڈالے تجھ کو اور لے تو وہ شے جو شک میں ڈالے تجھ کو
 مرواۃ الترمذی یہ حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ جس مال کی حلیت و حرمت میں شک ہے
 اس کو ترک کر دے معلوم ہوا کہ مال مشتبہ الحال سے بچنا ضروری ہے ابن عمرؓ فرماتے ہیں افضل
 ورع ہے یعنی پرہیزگارنا لقمہ میں مرواۃ الطبرانی فی معاجمہ الثلاثۃ حذیفہ کاللفظ مرفوع ہے
 بہترین تمہارا ورع ہے یعنی پرہیزگاری کرنا مرواۃ الطبرانی فی الاوسط ۛ

باب اول

اس بیان میں کہ بہتر رزق وہ ہے جس کو اپنے ہاتھ لے کما یا ہے اور طلب رزق میں اجمال چاہی
 نہ حرص مال پر بمقدام بن معدیکرب مرفوعاً کہتے ہیں نہیں کما یا کسی شخص نے کوئی طعام بہتر
 اس سے کہ اپنے ہاتھ لے کے عمل سے کماوے نبی اللہ داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کے کام سے
 کھاتے تھے مرواۃ البیہقی حضرت داؤد علیہ السلام زہرہ بناتے تھے اس کا ذکر قرآن میں
 میں بھی آیا ہے یہ حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ انبیاء علیہم السلام اہل حرفہ سے حرفہ میں
 اگر عیب ہوتا تو اللہ اپنے نبیوں کو اوس سے بچاتا لفع علیہ السلام تجارت سے ابراہیم علیہ السلام
 نذر دتے اسمعیل علیہ السلام عتیا دتے ہمارے حضرت نے ثبانی اگر سفند کی کی تھی صحابہ اکثر

تیار و مزاج سے اپنے عرصے میں حضرت سے پوچھا کہ کون سا کسب افضل ہے فرمایا کہ تم کرنا آدمی کا
 اپنے ہاتھ سے اور ہر بیع سرور سے والا الطبرانی فی الاوسط والکبیر نے ہاتھ سے مزدوری کر کے
 کھانا افضل کسب ہے کتب بن عجز کہتے ہیں ایک آدمی کا گز و حضرت پر ہوا اصحاب نے اس کی
 مضبوطی و نشاۃ دیکھ کر کہا اسی رسول خدا اگر یہ حال اس کا راہ خدا میں ہوتا تو کیا اچھا ہوتا فرمایا
 اگر یہ اس لئے باہر نکالے کہ اپنی جان پر سعی کر کے اور کمزور بنائے تو یہ راہ خدا میں ہے اور اگر
 اس لئے نکالے کہ اپنی اولاد و منار پر سعی کرے تو یہی یہ راہ خدا میں ہے اور اگر اس لئے نکالے کہ
 بڑے مال یا بیک کے لئے سعی کرے کما لے تو یہی یہ راہ خدا میں ہے اور اگر اس لئے نکالے کہ
 ریاضت و عافیت میں سعی کرے تو پھر راہ شیطان میں ہے و الا الطبرانی معلوم ہوا کہ کسب
 مال کا اپنے اور والدین اور اولاد کے لئے موجب اجر و ثواب کا ہے یہی ثابت ہوا کہ مال کا واسطے
 ریاضت و عافیت کے گناہ ہے بعض لوگ جیکے پاس مال با قدر کفایت بلکہ حاجت سے زیادہ موجود ہوتا ہے تو کوئی
 چاکری کرتے پھرے ہیں دو مطلب سے ایک واسطے جمع مال کے بلا امتیاز حرام و حلال کے دوسرے
 واسطے طلب حکومت و علو کے سو یہ دونوں صورتیں راہ شیطان کی ہیں اللہ پاک نے قرآن مقدس
 میں فرمایا ہے تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَتْنًا
 فِی الْعَاقِبَةِ لِلْمُتَّقِينَ **ف** عبداللہ بن مرتضیٰ مرفوعاً کہتے ہیں کہ سمعت و تواتر و اقتصاد
 ایک جز ہے جو میں اجزا نبوت سے و الا الترمذی مراد اقتصاد سے میانہ روی ہے جو
 میں کسب مال ہو یا اکل حلال جائز ہے مرفوعاً کہا ہے تم میرے سمیع و رزق میں کیونکہ نہیں فرما ہے
 کوئی بندہ یہاں تک کہ اپنے آخر رزق کو پہنچے جو اس کے لئے مقدر ہے تم اجل کرو طلب میں حلال و
 حرام کو جو پڑو و الا ابن حبان فی صحیحہ معلوم ہوا کہ رزق مقدر ضروری ملنا ہے خواہ اس کے
 لئے کوشش کرے یا کرے **ع**

بے گس ہرگز نہ خدمت کبوت	رزق را روزی سالان پر مید بخ
یہ بھی معلوم ہوا کہ جمع مال و کسب مثال میں بالکل جہت نہیں کہ مستغرق ہو جائے کہ شغل	

رسولہ محمد علی والہ والا حساب الی یوم الحساب

مقدمہ بیان میں علوم کے

مطلق علم کا تصور کرنا ضروری ہے یا نظری جسکی تعریف بیان کرنا مشکل ہے یا مشکل نہیں ہے پہلی بات مذہب ہے امام رازی کا دوسری بات مذہب ہے امام الحرمین وغیرہ کی تعمیری بات مذہب ہے جو کایسی رائج بھی ہے سو جب یہ تصور نظری سہل التعریف سمیرا تو اسکی تعریف میں پندرہ قول ہیں ہر قول پر ایراد آتا ہے وہ قول جسکو علامہ شریف نے احسن باقیل فیہ کہا ہے یہ ہے **وصفۃ یجلی لہا المذکور** لمن قامت ہی بہ وصفۃ انصفۃ یکشف لہا لمن قامت بہ عامر مشاہدہ ان یدکر انکشافا تا مالا انقیاد فیہ **۱** اتھی **۲** علم الشی مستلزم ہے وجود کو اس شئی کے ذہن میں یا ایک علاقہ ہے درمیان عالم و معلوم کے ذہن میں اول مذہب ہے فلاسفہ وبعض متکلمین کا اور ثانی مذہب ہے جو ہر اہل کلام کا پہلے قول پر یہ امر بلا نزاع ثابت ہے کہ جب کوئی شے معلوم ہوتی ہے تو تین امر متحقق ہوتے ہیں ایک صورت جامعہ ذہن میں دوسرے ارتسام اوس صورت کا ذہن میں تیسرے قبول کرنا نفس کا اوس صورت کو یہی بات کہ علم نہیں سے کون شئی ہو اسو ہر طرف ایک گروہ گیا ہے پھر اس میں اختلاف ہے کہ علم مقولہ کیف ہے یا انفعال یا اضافت اشیاء یہ سبکہ کہ مقولہ کیف ہے رہا معلوم سو وہ مقولہ جو ہر ہے یا کوئی اور مقولہ **۳** معنی حقیقی لفظ علم کے ادراک ہیں اگرچہ اطلاق علم کا کہی نام علم پر آتا ہے جیسے علم تفسیر و علم حدیث اور کہی مسئلہ خاص پر جسطرح کہ فلان شخص علم حدیث یا قرآن جانتا ہے اور کہی تصدیق پر اوس مسئلہ کی دلیل سے اور کہی اوس ملکہ پر جو کچھ سے اوس تصدیق کے حاصل ہوتا ہے **۴** تمار علوم کا فی انفسہا موضوعات سے ہوتا ہے اگرچہ کہی کسی دوسری شے سے بھی یہ امتیاز حاصل ہونا جائز ہے جیسے فایت و محمول پھر موضوع علم کا وہ شئی ہے جسکی طرف موضوعات مسائل متعلی ہوں یہی مطلب ہے اس قول کا مابین بحث فیہ عن عوارضہ الذاتیۃ مبادی وہ معلومات ہیں جنکا استعمال علوم میں واسطے بناو مطالب کے

ہوتا ہے مسائل علوم وہ تصانیف ہیں کہ ہر علم میں نسبت اور کے محمولات کے ہر ادھار دلیل و طریقہ و فوائد
 معلوب ہوتی ہے غایت معلومہ ہے جس کے لئے قائل طلب کیا جاتا ہے جسے غایت علم کتاب و سنت
 کی یہ ہے کہ اور سہل کیا جائے کہ فیہ تعصبات معتبرہ فائز علم کے پانچ ہیں ہر علم کے قسمت علوم
 کی اعتبارات مختلفہ سے کی ہے سب سے مشرکہ تفسیر ہے جو صاحب مفتاح البیان نے لکھی ہے جسے
 بیٹے کا وجود یا طریقہ ہوتا ہے کتابت عبارت از بیان اعیان میں اور ہر ساق و سیدہ ہے طرف لاجل
 حذایں ہے لفظ پر لفظ دلیل ہے مافی الذہن ہے مافی الذہن دلیل ہے مافی الاعیان پر وجودی ہے
 کامل و جو حقیقی ہوتا ہے اور جو ذہنی میں اختلاف ہے کہ حقیقی ہے یا مجازی دونوں نوع اول
 قطعاً مجاز ہیں اور جو علم متعلق سرستہ قمر کے ہے وہ اللہ تعالیٰ ہے اور جو علم متعلق باعیان ہے وہ علی ہے
 یا طبری میرزا ایک میں انہیں سے اگر بحث اس ماہ سے ہے کہ وہ مافوق ہے شرع سے تو وہ علم شرعی
 ہے اور اگر اس ماہ سے ہے کہ تناسلی عقل ہے تو علم حکمی ہے یہ سب یہ اصول ہوتے ہر اصل کی
 انواع ہیں اور ہر نوع کے فروع ہیں جن کی گنتی ڈیڑ سو نوع تک پہنچتی ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ
 اصل مشتمل ہیں ہر ماہ نام شریف افضل ہیں اور یہ اصول کے اعتبار سے تین سو یا پانچ علم ہوتے
 انہیں ہے ذکر ان علوم کا کتاب ایجاب العلوم میں کیا ہے ۱۵ تعقب کرنا کسی کتاب پر خصوصاً اسی
 کتاب پر جو طول طویل ہو بہ نسبت الیاف و وضع و تصنیف کے بہت سہل بات ہوتی ہے انیس
 عقیدہ و ہیاکل قدیمہ کو دیکھو کہ شخص قوت و قدرت نہیں رکھتا ہے وہ ان کے بانی پر اعلیٰ
 کرتا ہے اور اگر اس موضوع سے کہا جائے کہ تو ایک خشت یا سنگ دو سری خشت یا سنگ پر
 اسی طرح رکھ دے جس طرح کہ بانی نے رکھا ہے تو ہرگز وہ نہ کہہ سکتا کہ انا جو ابی ہما میر چلی کتبی
 ایضاً حکایت استاد البیضا تافعی عبد الرحیم بیانی نے علماء اصنافی کو حکیمانہ انہوں نے ان کے کلام
 پر استدلال کیا تھا بطور قدرت یہ کہا تھا انہ قد وقع لی قتی و ما ادری او وقع الک ام لا وھا
 اما اخلو بہ و ذلک انی رايت اہ لا کت انسان کما فی یومہ الا قال فی عذہ لوالی علی
 ہذا کان احسن ولو یدلک استحسن ولو قدم ہذا کان افضل ولو ترک ہذا کان احمول

وہذا من اعظم العبد وهو دليل على استيلاء النقص على جملة البشر انقضى هذا اعتدال
 دليل المقدار عن جميع الاحداث والافطار اجمالا واما التفصيل فحسبى من ضم على
 منع توجيه الانصاف وحلم اسی طرح معاشرت اصل منافرت ہوتی ہے سوا اون لوگوں کے جو
 صاحب حظ عظیم ہیں ایسے لوگ ہر عمد میں کم ہوئے ہیں جنہوں نے انصاف کیا اور اعتدال
 دور رہے ورنہ بالیق کرنا نشانہ اعتراف بننا ہے مثلاً اعتراض کا غالباً جہل یا قلت علم و اطلاع یا احتیاج
 طبع و رسم ہوتا ہے لکن عاقبت جسکی اکثر اسطے مقتضی علیہ کے ہوتی ہے

مسنون شوم نہر کہ من کج کند نگاه
 تیر کچ ست آئی رحمت نشانہ را

وہ شرف و فضل علم کا اتنا ہی کافی ہے کہ اللہ نے فرمایا ہے اهل بيوتى الذين يعلمون
 والذين لا يعلمون یعنی عالم و جاہل برابر نہیں ہوتا ہے عالم عالم ہے اور جاہل جاہل ہے
قال تعالى ارفع الله الذين امنوا وكنتم والذين اوتوا العلم جبريات اور احادیث
 فضائل علم کی مشہور میں بسبب قوت دلیل کے حاجت ذکر کرنے اخبار کی اس عکسہ نہیں ہے
 اور اگر دل نہ مانے تو طرف کتاب بکلام الافلاک ترجمہ ریاض الصالحین نووی کے اور طرف
 کتاب الدلائل احیاء العلوم کے رجوع کرنا چاہئے آپر ہی قناعت نہ ہو تو کتاب مشکوٰۃ الصالحین و کتب
 صحاح ستہ و کتاب تیسیر الوصول موجود و متداول ہیں و فیہا ما یستفی العلیل و یروی الغلیل
و کوئی شے دنیا میں علم سے زیادہ غریہ دار اور فائدہ بخش نہیں ہے کیونکہ یہ ایک لذت روحانی
 محض ہے اور لذت جسمانی حقیقت میں دور کرنا عالم کا جوتا ہے مثلاً گھاسنے میں جو مزہ ملتا ہے وہ
 دور کرنا عالم کی گلی کا ہی باجو لذت جماع میں حاصل ہوتی ہے وہ دفع الم امتلا ہے بخلاف لذت روحانی
 کے کہ وہ لذت جسمانی سے الذوا شہی ہوتی ہے امام محمد بن حسن شیبانی وقت محل مشکل علم کے
 یہ کہتے تھے این ابناہ الملوك من هذه الذلة فخذوا حجباً تفکر حقائق ملکوت و اسرار لاہوت
 میں ہو کہ پیراویس کے برابر کوئی لذت نہیں ہے کتاب التفکر احیاء العلوم کو دیکھو اللہ کی قدرت نظر
 آتی ہے یہ وہ لذت ہے جسمین عزل و نصب نہیں ہوتا ہمیشہ قائم رہتی ہے اور کوئی اور چیز

منہیں ہر قسم سے معلومات نہایت وسیع و بڑی ہیں ایسی طرح شکر کا یہی بہت بہین معنی ہے جس الی باطل
 کو دیکھو وہ ویسی تمنا کر رہے ہیں کہ اس کی غنت مثل عزت اہل عالم کے ہو کیونکہ ان میں سے ایک ایک کو ذیل اس
 مستحب سے مانع ہیں یہ شرف علم کا لذت ہے را شرف بغیر یہ ہو گا آخر اسی میں یوں ہے کہ علم ایک وسیلہ
 قوی ہے ہر طرف احاطہ خدا و رب و سعادت ابدی کے اور دنیا میں عز و تار و نفوذ ملک ہے علم کہ ہر
 اور ہر اسے طلب علم اہل علم کا شوق ہے جن اقبیا ترک و انکاف عرب کو دیکھو کہ اس کی طبیعتیں ہی
 پر پیدا ہوئی ہیں کہ وہ اپنے خبیث کی تو قیر سمجھتے ہیں یہ اس لئے کہ وہ مختص ہیں ساتھ مزید علم کے
 یہ علم تحریر سے حاصل ہوا ہے بلکہ یہ علم ہی انسان کی توفیر کرتے ہیں کیونکہ اس کو ہر آسان شعور
 حاصل ہے کہ وہ یہ بات جانتے ہیں کہ انسان ہر سے دھبے سے آگے بڑھا ہوا ہے و لہذا وہ آدمی
 کسی باخدا کو زبرد کر رہے تو وہ منکر ہو جاتا ہے حالانکہ قوت میں انسان سے انسان مضاعف ہے
 ایک فیلبان اتنے بڑے جانور کو قابو میں کر لیتا ہے ایک رٹ کا سواونٹ کی قمار کو لیکر مدہر مایہ
 ہر ایک ایسا علم کی یہ صورت ہے کہ سعادت و قسم میں نہ صرف کہیں پنا نفع کا دہر کرنا
 مضرت کا ہر ایک انہیں سے دینی و دنیوی ہے یہ چار قسمیں ہیں علم ان سب اقسام پر مشتمل ہے
 علم میں کوئی نئے کھیت علم ہونیکے یہ مضرت ہے اور نہ مہوم اس لئے لکھا ہے کہ علم شے بیا دہل شے
 جس طرح کہ جل میں کوئی شے کھیت چل ہونیکے نافع نہیں ہے وہ کون قسم ہے کہ نہیں کوئی منفعت
 امر عادی یا معاش کے نہیں ہے یا کوئی کمال انسانی نہیں ہے بعض علوم میں جو اس بات کا وہم
 ہوتا ہے کہ وہ مضرت و غیر نافع ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ جن شرط کے مراعات علم و علم میں کرنا
 ہے اور ان کے انہیں کیا مابا لیکو کہ ہر علم کے لئے ایک مدد ہے جس سے وہ تجاوز نہیں کرتا
 کوئی کسی علم کی نسبت گمان زیادہ اس کی نایت سے کرے جیسے یہ خیال کرے کہ علم طب سائنس
 امراض سے صحت دیتا ہے حالانکہ یہ بات نہیں ہے کوئی ایسا مرض ہی ہے کہ اس سے بغیر
 کے صحت نہیں ہوتی ہے یا کسی علم کی نسبت گمان زیادہ اس کے رتبہ سے شرف میں کرے جیسے
 یہ خیال کرے کہ علم فقہ اشرف علوم ہے حالانکہ یہ بات نہیں ہے علم تو حیدر و قلما اشرف تر ہے علم فقہ

یا کسی علم سے وہ قصد کرے جو اس کی فائیت نہیں ہے مثلاً اس کے سیکھنے کے مال و جادو حاصل و حلال الہام
 علوم سے یہ غرض نہیں ہے بلکہ غرض اویں سے اکتساب بلکہ اطلاع ہے حقائق امور و تنزیہ نفوس پر
 حالانکہ جو کوئی علم واسطے احتراف کے سیکھتا ہے وہ عالم نہیں ہوتا ہے بلکہ شاہ عالم ہوتا ہے علمائے
 ماوراء النہر پر جب یہ بات مستوف ہوئی اور ان کو یہ خبر ملی کہ بغداد میں مدرسے بنائے جاتے ہیں تو
 انہوں نے علم کا اہم کیا اور کہا کہ ارباب ہم علمیہ و انفس زکیہ قصد علم کا بسبب شرف و کمال علم کے
 کیا کرتے تھے اور انہیں مشغول ہوتے تھے اور اہل علم کے پاس اگر نفع لیتے تھے تو وہ برب علم پر
 اجرت و مزدوری نہیں دے کر ان کو بے وقار و ذلیل و کمال لوگ وہاں آئینگے اور علم گنت جائیگا
 اور بخار و ذلیل نہیں رہے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور بغداد اسی سہارے ملک میں دیکھو کہ جب تک مدارس
 نہ تھے علم نہ تھا اور اولیٰ شرفاؤں و شیوخ غالب علم میں سفر پر و بکر کرتے تھے اور ان کے علم میں کثرت
 ہوتی تھی یہ سب سے کثرت مدارس کی ہوئی قلب اجیت ہو گیا علم اوٹ گیا جملہ رنگیاب یہی مدارس
 اب وکل رنگے ہیں اور صاحب علم و دل مفقود ہو گئے ۹ تعلیم کے لئے مراتب میں اہم فالہام
 کو قصد کرنا چاہیے وسیلہ پہلے ہوتا ہے پھر قصد یعنی غرض میں کو مقدم کرے غرض کفایہ پر پھر
 او سکون و یالید پر پھر او سکون و یالید پر پھر کفایہ مختلف ہوتا ہے تاکہ وہ عدم تاکید میں یکجہ
 علماء و اصحاب کے علم اس سے دیکھو محبت سے شہر ایسے ہیں کہ ان میں فرائض و ان فی ایک جہا
 شخص یا دو شخص نہیں آتے ہیں بلکہ بعض جگہ اب ایک ہی عالم فرائض نہیں ملتا حالانکہ فقہا کو تلاش کر
 تو میں آدمی طبع کے ایسی جگہ جناب کا سیکھنا پسندیت اصول فقہ کے موکر تر ہوتا ہے یا محبت سے بلاد
 ایسے ہیں کہ وہاں ایک ہی مفسر محدث و لیس شناس نہیں ہے اور اہل فقہ کثرت سے موجود ہیں تو وہاں
 نظام قرآن و حدیث کا فقہ پر و کثرت ہے ۱۰ غرض میں جہا سیکھنا واجب ہے وہ چیز ہے جسکو
 شرع نے خاص نفس پر ایک شخص کے واجب کیا ہے اور غرض کفایہ وہ ہے جسکو ایک جہا
 پر واجب نہیں ہے کہ وہ سب او سکون و یالید میں ہر اگر ایک نے بھی او نہیں سے وہ کام کیا تو
 اور ان کے ذمہ سے واجب او سکون و یالید ہوتا ہے وہ علوم جو یکجہ شہرت غرض کفایہ میں

ہر وہ علم ہے جس سے قوم امر و نواہی و قانون شرعی میں لیے نیازی حاصل نہیں ہو سکتی ہے جیسے
 فہم کتاب و سنت اور خطائن و وزن کا تحریفات غالبین و انتحال مبتذلین و تاویل عالمین سے
 اور معرفت عقائد کے ساتھ اقامت برہان حدیث و قرآن کے ارازالہ شہدات کا اور شناخت کلام
 اوقات عبادت کا اور معرفت فرائض و احکام فروعیہ کے و حفظ ابدان و اخلاق و سیاسیات کا اور
 جو علوم ان کے وسائل ہیں اور کچھ بھی یہی حکم ہے جیسے علم صرف و نحو و لغت و معانی و بیان و اصول
 فقہ و تفسیر و حدیث و اسرار و جہاں و غیرہ اور تفاوت ان کے درجات کا تاکید میں بحسب حاجت کے سمجھو تا کہ
 وال علم واسطے بشر کے ایک اطریشی ہے بشر اور کی طرف محتاج ہوتا ہے امتیاز انسان کا سائر
 حیوانات سے ساسی فکر و ادراک کلیات سے ہے جس کے سبب تحصیل معاش کرتا ہے اور ملت
 و رسول کی بات کو مان کر صل و اصلاح آخرت میں مشغول ہوتا ہے و رہ حس و حرکت و غذا و عضا
 و دل و غیرہ امور لازم حیوانیت میں ماریے بہائم بشریک انسان کے ہیں یہ علم و کتابت کو لازم
 تحمل سے ہے حکمت اللہ کی اقتضا سے انسان کو لطف و ملاحظہ و ملاحظہ و ملاحظہ ہوئے پر ترکیبات
 حرون سے مختلف زبانیں فطریہ علوم متنوعہ عادت ہوئے پر جنگی ہمتیں بلند نہیں اور نہایت
 زیرے محاورہ پر کثافت نکلیا بلکہ استنباط معارف کا فرمایا لاحق افکار سے اندیاد علوم کا ہوا
 اول طور علم و کتاب کا یوں ہوا کہ آدم علیہ السلام عالم جمیع لغات سے لقولہ تعالیٰ
 و علما آدم الہاماً و کلاماً امام رازی نے کہا ہے المراد اسماء کل ما خلق اللہ تعالیٰ
 میں اجناس المخلوقات جمیع اللغات الہی تکلمہ لیا ولدہ الیوم ہر سب پہلے جسے
 علم سے لکھا اور پس علیہ السلام میں یہ پر ورتے تھے شیت بن آدم کے الکا لقب ہر سب الہامہ
 شلت النعمہ تہا یہ چیمیر بادشاہ حکیم سے طوفان سے پہلے جتنے علم دنیا میں ظاہر ہوئے وہ ان میں
 سے ہوئے علم طب ہی انہیں دے لکھا ۱۳ یہ بحث کہ منشا انزال کتب کا کیا ہے اور لوگ
 بحسب مذہب و دیانت کے کتنی قسم پر ہیں اور بحسب علوم کے کتنے اقسام پر ہیں اس جگہ ضرور
 نہیں ہے اس کا ذکر الہیہ علوم و کشف النعمہ میں ہے تفصیلاً لکھا ہے وہی پس ہے یہ علوم اسلام

سواد کی ضرورت یہ ہے کہ عرب کا ملک آخر عصر جاہلیت میں متفرق و پریشان ہو گیا تھا اللہ نے ہمارے
 حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبیاً قبائل عرب ایمان لاکر ملتزم شریعت اسلام ہو گئے اعتقاداً
 و عملاً بعد حضرت کے زمانہ عثمان رضی اللہ عنہ بین مشارق و مغارب ارض مفتوح ہوئے دولت
 فرس و روم سب ہاتھ میں اسلام کے آئی عرب کو صدر اسلام میں کچھ توجہ طرف علوم کے نہ تھی
 یہی لغت عرب تھی اور معرفت احکام شریعت کے اور قدر سے وارث طلب تھے آخر عمر بالعین
 تک اتحاد کلمہ کا اور اجتماع اخذ و عمل کتاب و سنت پر باہر اختلاف آراء و انتشار مذاہب کا ہوا
 قوت تدوین و تحسین کی آئی **۱۵۱** حاجت تدوین کی یوں ہوئی کہ صحابہ و تابعین کا عقیدہ
 بسبب برکت صحبت نبوی و قرب محمد مصطفوی و قلت اختلاف و ندرت واقعات کی مخلص
 تھا وقت حاجت و ضرورت کے طرف لغات کے رجوع کرتے تھے تدوین علم شریع و احکام سے
 مستغنی تھے بلکہ بعض سلف کتابت علم کو مکروہ رکھتے تھے کہتے تھے کتابت میں بیاد و نقصان
 ممکن ہے اور حفظ میں تغیر ناممکن حافظہ تکلم و علم کو راست ہے اور خبر من الکتابہ خبر بالظن ہوتا ہے لکن
 ٹھیک بات یہی ہے کہ کتاب و سنت دونوں اسے ثابت ہے اور حفظ میں بھی تغیر بطریق
 نسیان و سہو وغیرہ آسکتا ہے ہر حال جب اسلام منتشر ہوا و افسار میں وسعت ہوئی اور صحابہ
 اقطار زمین میں پھیل گئے اور فتنے برپا ہو گئے اور اختلاف آراء کا ہوا اور کثرت فتاویٰ کی ہوئی
 اور لوگ طرف کبر و اکابر کے آنے لگے تب اہل علم و دین نے تدوین حدیث و فقہ میں ہاتھ ڈالا
 اور علوم و فنون و سنت کو جمع کیا اور نظر و استدلال و اجتہاد و استنباط و تمسید قواعد و اصول و ترتیب
 ابواب و فصول و تفسیر مسائل مع الدلائل و آیر و شبهات مع الاجوبہ و تعیین اوضاع و اصطلاحات و
 تبیین مذاہب و اختلافات کرنے لگے یہ ایک مصاعف عظیمہ و فکریت مستقیمہ تھی جسکو مستحکم کیا
 واجب **۱۵۲** سب سے پہلے تالیف اسلام میں جسے کی وہ امام عبدالملک بن جریج بصری بن متوفی
 یاسعید بن ابی عروہ متوفی ۱۵۴ یا ربیع بن جریج متوفی ۱۵۳ تھے پھر سفیان بن عیینہ و مالک بن
 النضر نے مدینہ میں اور عبدالدین و یحییٰ بن یحییٰ و محمد بن عبد الرزاق نے شام میں و سفیان

سوطا امام مالک کے اور سند امام احمد کا مشہور ہے اسکے زمانہ سے متصل زمانہ اسماعیل صحاح
 کا تھا اور انکی تالیفات علم حدیث و صحیح سنن و تنقیح صحیح و ضعیف سنت میں ہوئے۔ انھوں نے انکا
 علم نقد و حدیث کے اہل زمانہ مشہور و بالآخر میں گزریے ہیں موصیبا و حسن حدیث کے بہترین
 چار قرن کا ذکر آیا ہے اور مسلم نے اسکا روایت صحیح میں روایت کیا ہے اسلئے یہ کتب بہت گرانہ
 یعنی موقادسند احمد و منہاج مستطافضل کتب رومی زمین میں بعد کتاب اللہ کے میر تقی و تاتار
 صاحب کا بحسب محنت و شہرت و قبول کے ایک علم و بات ہے محمد اویس نے انکا کتب اصول حدیث
 میں دلائل و مدار سے اسلام و احکام دین کا اسنین کتب ہشت گاہ پر ہے اگر کسی کو علم ان کتب کا
 سد و جہ اتفاق و سماع صحیح و ہرگز شروح کے حامل ہو تو غنیمت کبریٰ ہے اور وہ شخص لائق
 ضبط و سہا یا جائے گا اور ایسے شخص کو ہرگز حاجت طرف کسی اور کتاب کے ہوگی ان کتب
 کے مسنون و اسطے حوادث و کتب کے تاقیام ماعت لمومات و کلیات و غیر لیا
 ح و رعایت کرتی ہیں بشرطیکہ عالم انکا نہ صرف متقین متقنین سے محدود رہی مسلم اور یہی علماء اور جو لوگ
 کہ مثل انکے یا انکے روش پر ہیں یا انسے قریب تر ہیں قول و فعل و مال میں مصداق اور ان
 فعاصل علم و نتائج علم کے ہیں جو آیات و اخبار میں آئے ہیں نہ وہ علماء و یہاں طلبہ یا کار
 فاضل ظرار جو پہلے و غلام حکما و یونان کے ہیں اعدا و نمونہ نے فنون مکملہ یونان اور ارد کے
 افشاخ کو معلوم حدیث و قرآن پر اختیار کیا ہے یا اختیار نہیں کیا بلکہ واقف علم دین میں نقیہ

نزدیک بخاری کے آئی ہے اس باب میں اور بھی احادیث آئی ہیں **ف** حدیث عمرو بن شعیب عن
 ابیہ عن عبدہ میں بیع عربوں سے منی فرمائی ہے اخرجہ احمد والنسائی والوداؤد عربوں
 کہتے ہیں بیعہ دینے کو قبل بیع کے مثلاً خریدار نے ایک درہم فروشنہ کو اس شرط پر دیا کہ اگر
 میں اوس بیچ کو بول نہ لوں تو یہ درہم تیرا ہو البتہ کسی شے کے حدیث زید بن اسلم حبشین ملت
 عربوں کی آئی ہے اخرجہ عبدالمہ زاق وہ اولاً تو مرسل ہے ثانیاً اوسمیں ابراہیم راوی
 ضعیف ہے اسلئے معارض اس حدیث باب کی نہیں ہو سکتی ہے موطا ومنہاج میں بھی ذکر کیا
 صحت اس بیع کا آیا ہے **ف** فروخت کرنا عصارہ انگور کا ایسے شخص کے ہاتھ جو اس سے
 شراب بنائیگا حرام ہے بدلیل حدیث الشرفوعا ملعون ہے بائع وشارب وشتري وعاصم خمر واداء
 الزمذی وابن ماجہ ورجالہ ثقات واخرج بخوہ احمد وابن ماجہ وابوداؤد
 وصحیہ ابن السکن دوسری حدیث میں دربارہ خمر دس نفر پر لعنت آئی ہے اوٹین بائع و
 شتری وساتی وخال وحمول الیہ وغیرہ بھی داخل ہیں بریدہ کا لفظ مرفوع یہ ہے جسے
 انگور کو ایام قطاف میں تاکر فروخت کرے اوسکو ہاتھ کسی یہودی یا نصرانی کے یا ایسے شخص
 کے جو اوسکو شراب بنائیگا تو بیشک وہ گسارگ میں بصیرت پرور والا الطہراتی فی الہا وسط
 واستادہ حسن یعنی ویدہ وداؤد استہ جنہم میں گیا حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ شمن خمر علی اطلاق
 حق میں ہر شخص کے فروشنہ ہو یا خریدار حرام ہے گو مسلمان کے ہاتھ فروخت نہ کرے بلکہ کسی
 کافر ہی کے ہاتھ کیوں نہ تیجے تجارت خمر کا نام آجکل راکاری ہے امر اور کوسا اوس تجارت
 وخرید پر محصول لیتے ہیں یہ سارا مال حرام خالص ہے مالک کہتے ہیں کچھ لوگوں نے سبخلہ
 ابن عراق کے ابن عمر سے یہ کہا تھا کہ ہم کچھ پہل کبجو واناگور کے خرید کر کے شہرہ اور نکال پور خمر
 کے نکال کر بیچتے ہیں کہنا میں گواہ کرتا ہوں تمہارا خدا و اس کے فرشتوں کو اور جو کوئی جن و
 انس سے اس بات کو سنتا ہو اوسکو اس بات پر کہ میں حکم نہیں دیتا ہوں تمکو کہ تم اونکو
 خریدو یا بیجو یا پجو رو یا لاؤ کہ وہ ایک رحس ہے عمل شیطان سے منسوی میں کہا ہے

وعلیہ اعلیٰ العلم **ف** بیع کالی ویکالی حرام ہے ملاویہ ہے کہ قرض کو قرض سے فروخت نہ کرے
 حدیث ابن عمر میں آیا ہے کہ نبی فرمائی ہے حضرت علی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بیع سے
 رد ادا لدار قطعی واکو لکھو صحیحہ سائق بن ندیم کا لفظ مرفوع ہے کہ نبی من بیع الکالی
 بالکالی دین بدین اخر جہ الطہراتی اسکی سند میں موسیٰ زبیدی منہجین ہے امام احمد نے کہا کہ
 باب میں کوئی حدیث صحت کو نہیں پہنچی لیکن لوگوں کا عدم حرج از بیع دین بیدین پر اجماع ہے جو
 ارادیت اشتراط قابض من آتی بہن جیسے حدیث اذا کان یداً ابید و حدیث مالہ و تفرقا
 یوینک لعلی وہ تقویت اس حکم کی کرتی ہیں **ف** میں پیکر کو خرید کیا ہے اسکا فروخت کرنا قبل
 قبض کے حرام ہے بلیل حدیث بابر مرفوعاً جب خرید کیا تو نے طعام یعنی غلہ تو فروخت نہ کر تو اسکو
 جب تک کہ بھلا نہ لیتے یعنی قول کر تیرے قبض میں نہ آتا ہو سے اخر جہ مسلحہ و در لفظ مسلم کا
 یہ ہے کہ نبی فرمائی ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فروخت کرنے سے منع یعنی فروخت کرنا
 سے یہاں تک کہ استیفا کر لے اسکا لفظ منع کا شامل ہے غلہ وغیرہ اشیا کو جب تک کہ دین ہوتا
 رہتا ہے حدیث زید بن ثابت میں آتا اور آیا ہے یہاں تک کہ اوٹھا لائیں اور سکو تجا رہے
 گھر دن میں جہور میں اسی طرف گئے ہیں حجۃ اللہ البالغہ میں کہا ہے کہ بعض کہتے ہیں کہ یہ
 حکم مخصوص ہے ساتھ طعام کے اسلئے کہ اکثر الاسوال تقا ورو احتیاج میں نہ سی غلہ ہے اگر
 استیفا اور سکا کر لیا تو ابع او سمین تصرف کر سکتا ہے اس صورت میں قصہ یہ وقصہ یہ
 اعدا بعض نے لکھا ہے کہ یہ حکم ہر منقول میں جاری ہے اسلئے کہ منطہ تغیر و تعیب تھا ہے
 اس صورت میں خصوصت و رخصت ہوگی ابن عباس کا قول یہ ہے کہ لا احسب کل
 شیء الا مشاہ سورہی قولی ہوائی تر ہے ساتھ قواس کے بوجہ علت مذکور انتہی مستوی
 میں امام مالک سے نقل کیا ہے کہ امر مجتمع نزدیک ہمارے میں کچھ اختلاف نہیں یہی ہے کہ
 جسے کوئی طعام خرید کیا جیسے کہ ہون جو حاد یا جہرہ سلت یا کوئی اور شے محبوب قلوب سے یا جو
 مانند اس کے ہے وجوب نہ کو دین یا کوئی شے آدم میں ہی ایسے مثل گئی شدہ سرکہ وغیرہ بشرط

وغیرہ تو خریدار کو سکھو فروخت نہ کرے جب تک کہ اس کا قبضہ واستیفاء نہ کرے شرح مستعین
 کہ اسے اہل علم کا اتفاق ہے اس بات پر کہ خریدار طعام کو بیع کرنا اس طعام کا قبل قبضہ کے
 جائز نہیں ہے ہاں ماسوا سی طعام میں اختلاف ہے شافعی و متحد کے نزدیک طعام و صاع و
 عقار میں کچھ فرق نہیں ہے یعنی حبیباً حکم غلہ کا ہے حبیباً ہی حکم ہر سامان و زمین کا بلکہ قبل قبضہ کے
 کسی کو بیع نہ کرے ابوحنیفہ و ابو یوسف کے نزدیک بیع زمین کی قبل قبضہ کے جائز ہے نہ
 بیع منقول کی مالک کے نزدیک ماسوا سی مطعوم کے بیع قبل قبضہ کی جائز ہے انتہی امر
 اکثر لوگوں کو بابت اسحاق و عطیات کے چٹھیاں لکھ دیتے تھے لوگ اس کا غلط قبل قبضہ کے
 فروخت کر دیتے تھے خریدار خرید کر کے قابض ہو جاتا اس کا نام بیع حکم کر تھا والدہ اعلم
 بیع طعام کا قبل جاری ہونے دو صاع فروشنده و خریدار کے ناجائز ہے حدیث عثمان بن مرفوعاً
 آیا ہے تو جب کچھ میل لے تو تول کر لے اور حبیب کچھ نیچے تو تول کر بیچ سداہ احمد والبخاری
 جابر کا لفظ ہے منع کیا ہے حضرت نے بیع طعام سے یہاں تک کہ جاری ہوں اوسمیں دو صاع
 یا ثلث کا دوسرے مشتری کا سداہ ابن ماجہ والد اسرقطنی والبیہقی اسکی اسناد میں ابن ابی لیلیٰ
 ہے اس باب میں ایک حدیث ابوہریرہ کی باسناد حسن آئی ہے جو ہر کا مذہب ہی یہی ہے
 استثنائاً کہ رابع میں صحیح نہیں مگر جبکہ معلوم ہو بدلیل حدیث مرفوع جابر کہ نہی کی ہے حضرت نے
 بیع ثنیاء سے اخراجہ مسلم وغیرہ لسانی و ترمذی وابن حبان نے اتنا اور زیادہ کیا ہے مگر یہ کہ
 معلوم ہو جابر نے اپنا اونٹ حضرت کے ہاتھ بچا تھا اپنی سواری اور سپر تاعینہ مستثنیٰ نہیں الیٰ
 تفریق کرنا درمیان محارم کے بیع میں جائز نہیں ہے حدیث ابویوب میں مرفوعاً آیا ہے جسے
 تفرقہ کیا درمیان والدہ و ولد کے تفرقہ کر لیا اللہ درمیان اوسکے اور اوسکے احباب کے دن
 قیامت کو اخراجہ احمد والترمذی والد اسرقطنی والکھاکھو صحیح علی مرتضیٰ نے دو غلام بڑے
 یکدگر عبد ابراہیم فروخت کئے تھے جب حضرت سے ذکر آیا فرمایا پھر تو فروخت نہ کرو انکو مگر مجموعہ
 اخراجہ احمد و صحیحہ ابن خریزمیہ وابن جاسر و ابن حبان والکھاکھو وغیرہ حدیث ابویوب

میں شہادت کی ہے اس شخص پر جو بھائی ڈالے درمیان والد و والدہ و خونی کے دوا والا ابن
 ماجہ والا مار قطنی باسناد کا جاس یہ علی مرتضیٰ نے ایک کنیز اور اسکے بچے کو الگ الگ
 بیچا تھا حضرت نے منی فرمائی اور بیع کر دیکر وہی اخراجہ ابو داؤد و الدار قطنی و الحاکم و صحیحہ
 اسکی سند میں انقطاع ہے بعض نے کہا یہ حکم مجمع علیہ ہے مگر اسمین قابل ہے زواج میں اس تفریق
 بیع کو کبیرہ کہا ہے اور حرمت تفریق میں یہ شرط لکھی ہے کہ یہ فراق درمیان کنیز اور اسکے
 والد غیر میرے ہو بسبب سفر یا جنون کے اور تفریق بسفر کو بھی حرام بتایا ہے **ف** فروخت
 کرنا ماضی شہری کا واسطے بادی یعنی دہاتی کے ناجائز ہے حدیث ابن عمر میں منی آئی ہے
 اس بات سے کہ کوئی ماضی واسطے بادی کے بالغ سے اخراجہ البخاری و بابر کا لفظ نزدیک
 مسلم ذمیرہ کے یہ ہے جو مرد و لوگوں کو رزق دیتا ہے اللہ بعض کو بعض سے انس کا لفظ صحیحین
 میں یوں ہے ہم منہ کئے گئے اس امر سے کہ بیع کرے شہری واسطے دہاتی کے اگر چار کا تعقیفی
 بھائی کیمن بنو ایسی پر اہل علم میں محتاج میں اسکی مثال یہ لکھی ہے کہ کوئی مسافر و ہوائی چیز
 لائے جسکی حاجت عام ہو اور وہ چاہتا ہے کہ اسدن کے فرخ بر او سکوفروخت کر دے شہری
 اوس سے یہ کہے کہ تو اسکو میرے پاس چھوڑ جا میں بتدیہج او سکوفروخت کرونگا و تا یہ میں
 کہا ہے کہ بیع ماضی کی واسطے بادی کے بطع گرائی قیمت زمان مخطو میں مکر وہ ہے **ف**
 تاجش کرنا بیع میں حرام ہے تاجش یہ ہوتا ہے کہ کسی شے کی قیمت دوسرے شخص کے
 دھوکہ دینے کو بادی اور خود او سکافزیدنا اسکے جی میں نہو صحیحین میں حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
 ہے بخش کر نیسے ایسی طرح حدیث ابن عمر میں نزدیک شخصین کے و اخراجہ مالک و ابیہا اسنی
 ان علم ہی میں دتا یہ میں بھی بخش کو مکر وہ کہا ہے زواج میں بخش کو گناہ کبیرہ شمار کیا ہے
 اور لکھا ہے کہ البخش هو ان یزید فی الشئ لا لغبة بل ایمن غیرہ **ف** بیع پر بیع کرنا
 حرام ہے حدیث ابن عمر میں مرفوعاً آیا ہے بیع کرے کوئی تم میں بیع پر اپنے بھائی کی رواہ
 احمد و النسائی و بخاری فی الصحیحین من حدیث ابی ہریرۃ بل لفظ لا ینبغی الرجل علی ما یشاء

یہ بھی آیا ہے کہ جسے بیع کی دو آدمی سے تو وہ ٹکے واسطے خریدار اول کے ہے اخر جہ احمد و
ابوداؤد والنسائی والترمذی وحسنہ وصحہ ابو نرعة وابو حاتم والحاکم ومطایل ابن
سے مرفوعاً آیا ہے کہ بیع نکرے بعض تہا البعض پر یعنی ایک شخص نے ایک چیز بیہ الی آب و سوا
شخص نہ کہے کہ اسکو تو میرے ہاتھ بیچے یہی مذہب ہے شافعی کا منہاج میں کہنا ہے قبل
ازوم کے بیع پر بیع کرنا منہی عنہ ہے یعنی بائع مشتری سے یہ نکلے کہ تو شر او فسخ کر دے یہی شر او
بالای شر او وہ یون ہوتی ہے کہ بائع سے کہے تو بیع فسخ کر دے میں تجکو زیادہ دام دو لگاؤ و اگر
کالفظ یہ ہے بیع علی البیع یون ہوتی ہے کہ مشتری سے زمین خیار میں یون کہے کہ تو اسکو پیرو
میں اسی قیمت پر تجکو ہنر اس سے فروخت کر دو لگا یا متقل اس کے اس قیمت سے کم پر دوں گا
شر او علی الشر او یہ ہے کہ بائع سے زمین خیار میں یون کہے کہ تو اس بیع کو فسخ کر دے میں
تجھے اسکو زیادہ قیمت پر خرید کر دو لگا شافعی کہتے ہیں نرخ کرنا بیع پر بغیر اذن کے اس طرح کہ قیمت
بڑی بادی بعد تصریح و استقرار قیمت کی یا مشتری پر خیریں ترک و عرض کرے اسکی تحریم اور بیع قبل ازوم کے
سخت تر ہے تلقی رکبان منوع ہے یعنی جو بیو باری باہر سے شہر میں آتے ہیں اون کو آگے بڑھ کر لینا اور
قبل اسکے کہ اونکو نرخ شہر اطلاع ہو اور اسے سودا کر لینا اور کم کر دینا کو اختیار ہے کہ جین معام کرین تو بیع قائم
کر کہین یا نہ کر کہین ابو ہریرہ کہتے ہیں منی کی ہے حضرت نے تلقی جلب سے پس اگر تلقی کر کے کسی انسان نے
خریداری کی ہے تو صاحب سادہ کو خیار ہے وقت آنے بازار کے رواہ مسلم وغیرہ ابن مسعود
کالفظ صحیحین میں یون ہے منی فراتی ہے حضرت نے تلقی بیوع سے دعوہ فیہما من جن بیع
ابن عمر وابن عباس مالک کالفظ ابو ہریرہ سے مرفوعاً ہے کہ تلقی نکر و تم رکبان یعنی کاروان کے
واسطے بیع کے اسی پر اہل علم بھی ہیں **ف** احتکار کرنا حرام ہے ابن عمر مرفوعاً کہتے ہیں جس نے
احتکار کیا طعام کا چالیس رات وہ ہمیشہ ہو اللہ سے اور ہمیشہ ہو اللہ اوس سے رواہ احمد والحاکم
وابن ابی شیبہ والبرارد ابو یعلی اسکی سند میں اصعب بن زید ہے وفیہ مقال مسلم کالفظ مرفوع
حدیث ہمیشہ بن عبد اللہ سے یہ ہے احتکار زمین کرنا نکر فاطمی و اخر بخوہ احمد والحاکم من حدیث

اسی ہر ذریعہ اسی پر اہل علم میں لڑائی کے لئے شرح مسلم میں کہا ہے کہ جو احکام کا ذکر مکرر ہے وہ نماز
 اقوات میں جیسے کہ وقت گرانی کے غلہ خرید کر کے رکھ چھوٹ فی اللیل فروخت کر کے
 تاکہ جب مرغ اور مٹکا خور ہو تب اور کچھ سواری اقوات کے اندر کسی چیز میں اضافہ کرنا منع نہیں
 ہے ہا یہ میں احکام اقوات آدھی و مبالغہ کو مکرر وہ کہا ہے جبکہ مشرین بسبب اس انکار کے
 ضرر ہو نہ اور میں احکام طعام کو بھل کر کبار و فوار کے شمار کیا ہے اس لئے کہ احادیث میں احکام
 یہ ذریعہ شدیدات آئی ہیں جیسے لعنت و برات فدا و رسول و ضرب ملام و افلاس وغیرہ اسی
 اہل احتیاط تجارت غلات کی منہیں کرتے ہیں **ف** حاکم کو حدیث منہیں ہے کہ شیخ غلات کا آئینہ
 طرہ ہے مقرر کر کے حدیث انس میں آیا ہے کہ حضرت سے کہا تھا کہ آپ شیخ مقرر فرماؤ میں کہا
 مستقر قابض یا سطر ذائق اللہ ہے میں امید کرتا ہوں کہ ملوں میں اللہ سے اور مطالبہ کرے
 کوئی تم میں کا مجھے بابت کسی مظالم بخون و مال کے سرواہ احمد و اہل السنن و الاثر بھی
 والذرا و ابو یعلیٰ و صحیحہ ابن حبان والترمذی ہا یہ میں کہا ہے کہ اگر غلہ فروش قیمت میں
 زیادتی دیکھ کر میں اور قاضی حفاظت حقوق مسلمین سے بدولت تسعیر یعنی مقرر مرغ کے عاجز
 ہو تو بمشورہ اہل راسی و بصیر سلطان کا مرغ مقرر کر دینا لایس ہے **ف** وضع کرنا جوامع
 کا واجب ہے مگر کہتے ہیں آفت کو جو شمار و اموال کو ہلاک کرتی ہے حدیث ماہرین آیا ہے
 کہ حضرت نے جوامع کو وضع کیا ہے اخرجہ احمد والنسائی والبود اورد مسلم کا لفظ یہ ہے کہ امر فواج
 وضع جوامع کا دوسرا لفظ مسلم کا یہ ہے اگر تو نے ہاتھ اپنے نہائی کے میل فروخت کیا ہے اور اس
 پہل کو گبیہ آفت پہنچی ہے تو ملال نہیں ہے بھلا کر کے تو اس سے کچھ کس طرح لیگا تو مال اپنے
 مالی کا یہ حدیث عام ہے نہاعت و باقات و غیرہ کا اس باب میں عائشہ و انس سے بھی صحیحین
 میں مرفوعا آیا ہے یہی مذہب ہے شافعی و ابو حنیفہ و لیث و سائر کو فہمیں کا لکن اسکو مستحب
 کہتے ہیں اور ظاہر حدیث و وجوب ہے **ف** اسلف و بیع ملال منہیں ہے جس طرح کوئی شخص
 کسی شخص سے یوں کہے کہ میں تم پر یہ چیز اتنی قیمت پر لیا ہوں اس شرط پر کہ تو مجھکو

فلان چیز قرض دے سو یہ عقیدہ ناسمجہ ہے اسی پر اہل علم نہیں شرح السنہ میں مثال اسکی یہ لکھی
 ہے کہ مثلاً یوں کہے کہ میں اس کپڑے کو دس درہم پر بیچتا ہوں اس شرط پر کہ تو مجھ کو دس درہم
 قرض دے مراد سلف سے اسجگہ قرض ہے **و** صحیح نہیں ہیں دو شرطیں ایک بیع میں
 مثلاً یہ کہنا کہ میں اس کو نہ ارد درہم پر بیچتا ہوں اگر تو نقد لیتا ہے اور دوا نہ ہر پر دیتا ہوں اگر
 تو ادوا لیتا ہے یا تو ان کے میں یہ کپڑا تیرے ہاتھ بیچا اسکا دوا نہ دیتا ہے یا تیرے ہاتھ بیچے
 میں اسکی تفسیر یہ ہے کہ مثلاً حقوق بیع کے سوا کوئی اور شرط خارج اس سے مقرر کرے جیسے
 یہ کہ اس کو فلان شے ہب کر دیا گیا اسکی سفارش نزدیک فلان کے لجا لگایا اگر ضرورت فروخت
 کرنے اس شے کی ہوگی تو سوا اسکے دوسرے کے ہاتھ نہ بیچے گا اور مثال اسکے کہ یہ دو
 شرطیں ہوتی ہیں ایک صفقہ میں حدیث ابن عمر میں مرفوعاً آیا ہے حلال نہیں سلف و
 بیع اور نہ دو شرطیں ایک بیع میں اور نہ بیع اس شے کا جس کا خاص نہیں ہوا نہ بیع
 اس چیز کی جو باس تیرے نہیں ہے **و** آخر جہ احمد و ابوداؤد و الترمذی و
 صحیحہ و کذا لک صحیحہ ابی خریصۃ و الحاکم **و** بیع کرنا ایک بیع میں ممنوع ہے
 شرح السنہ میں اسکی دو صورتیں لکھی ہیں ایک یہ کہ یہ کپڑا نقد دس درہم پر اور ادوا دوا دس
 درہم پر ہے ایک سال کے لئے سو یہ بیع نزدیک اکثر اہل علم کے ناجائز ہے یہ وہی شکل
 سابق ہے دوسری صورت یہ ہے کہ میں اس غلام کو بیس دینا پر تیرے ہاتھ فروخت
 کیا اس شرط پر کہ تو اپنی کنیز میرے ہاتھ بیچ دے حدیث ابوہریرہ میں مرفوعاً آیا ہے کہ
 نبی فرمائی ہے حضرت نے دو بیع سے ایک بیع میں رواہ احمد و اہل السنن و صحیحہ
 الترمذی ابوداؤد و کالفاظ یہ ہے جسے دو بیع کہیں ایک بیع میں اس کے لئے انقص او نکاح
 ہے یا ربا و آخر جہ احمد بن ابن مسعود و بلفظ نہی عن صفقتین فی صفقۃ **و** بیع الم
 یطمئن ممنوع ہے اسکی دلیل اوپر گزری چکی اسکی صورت یہ ہے کہ ایسی شے فروخت کرے جو کہ
 اسکے ضمان میں داخل نہیں ہوتی ہے جیسے بیچنا کسی چیز کا قبل قبض کے **و** بیع اس چیز

کی جو پاس بائع کے موجود ہیں ہے منع ہے مکرم من حرام نے کہا تھا اسی رسول خدا صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کوئی شخص میرے پاس اگر مجھے سوال بیع کا کرتا ہے وہ شے میرے پاس موجود
 ہیں موتی ہے میں اس کے ہمتا دے دوں گا پھر انار سے خرید کر کے دیتا ہوں فرمایا
 لا تبع ما ليس عندك احرمه الله واصل السن وصحة الترمذي وابن ماجة مراد
 وہ چیز ہے جو اسکے ملک و قدرت میں نہیں ہے گویا غیر کے مال کو بغیر اس کے اذن کے فروخت
 کرتا ہے اس میں وہ ہوا ہے معلوم نہیں ہے کہ غیر اجازت دینا یا نہیں ہے قول شافعی کا ہے
 ابو حنیفہ کے نزدیک بیع فضولی جائز ہے اجازت مالک پر موقوف ہے لیکن خلاف ظاہر حدیث
 ہے تفصیل حضرت نے نہیں فرمائی اہل علم کے نزدیک بیع قسوط کے جب تک نزدیک
 کتابت الہجے پہنچیں اور وہ اونکا مالک ہو کر فروخت کرے تب تک جائز نہیں ہے مراد
 قطع سے ملک ہے ورنہ قولہ تعالیٰ عجل لنا قطناف بیع کرنا بشرط عدم خداع کے جائز
 ہے ابن عمر سے معجین میں آیا ہے ایک آدمی بیوع میں دھوکا دیا کہ تاتھا لوگ اس کو دنگ لیتے
 تھے حضرت نے اس سے فرمایا تو یوں کہد یا کہ لا خلاصۃ یعنی اگر اس میں کچھ فریب و غابازی
 ہوگی تو یہ بیع قائم نہ ہوگا اس باب میں حدیث میں آئی ہیں غلابت سے مراد عدلیت ہے ظاہر
 یہ ہے کہ تے یہ بات کسی اس کو اختیار حاصل ہے خواہ سفید ہو یا سیاہ و خیار مجلس نہایت
 ہے جب تک کہ دونوں حدیثوں حدیث مکرم من حرام میں آیا ہے حضرت نے فرمایا ہے بیان
 یعنی بائع و مشتری خیار کہتے ہیں جب تک کہ متفرق نہ ہوں ردوا لا الشیخان و فیہما مجموعہ
 من حدیث ان عمر بن الخطابین لفظا بن عمر کا مرفوعاً ہے ہر ایک دو وزن قبایع سے خیار کہتے
 اپنے صاحب پر جب تک کہ جدا نہ ہوں مگر بیع خیار و فی الباب احادیث اکہ جماعت صحابہ کا
 مذہب نہایت خیار مجلس ہے ایک جماعت تابعین سے اس کی قائل ہے نقل ذلک عنہم الخ
 بلکہ ابن حزم نے یہاں تک مبالغہ کیا ہے کہ لا یعرف لہم مخالف من التابعین الا النعمانی وحدہ
 حنفیہ والکیہ کا مذہب یہ ہے کہ جب صحتہ یعنی بیع واجب ہوگئی تو اب خیار نہ ہو لیکن حق

باب بیان میں رب کا سب کے

منجملہ ان رب کا سب کے ایک رب یعنی سو و خوارسی ہے قال تعالیٰ اهل الله البیوم و حرم
 الربا و قال تعالیٰ و حرم و اما لقی من الربا ان کنتم مومنین فان لم تفعلوا فاذنوا بحرم
 من الله و رسولہ اہل علم کا اتفاق ہے اس بات پر کہ رب اکبر ہے اور عقد رب باطل اور بجز
 رد و اس المال کے کچھ واجب نہیں آتا ہے اور تگدست کو آسودگی تک ملت دینا چاہئے
مسئلہ چنانچہ اس لئے کہ اس لئے سے چاندی کا چاندی سے گہیوں کا گہیوں سے جو کا جو
 سے کچھ کا کچھ سے نمک کا نمک سے حرام ہے مگر مانند کا مانند سے دست بدست ہاں جب
 یہ اجناس مختلف ہوں تو ہر جس طرح چاہے فروخت کرے مگر ہاتھوں ہاتھ ان چہ چیزوں کی
 تحکیم مع منصوص اعادیت صحیحہ ہے جس قدر حدیثین صحیحین وغیرہما کی اس بارہ میں آئی ہیں ان میں
 اس میں اشیاء شش گانہ کا ذکر ہے پس پس لکن حجۃ اللہ العالیۃ میں کہا ہے کہ فقہار نے لفظین
 کیا ہے کہ رب اکبر و حرم سوا ان چہ چیزوں کے اور اشیاء میں بھی جاری ہوتی ہے یہ حکم اللہ
 مستندی ہو کر طرف ہر شے ملحق کے جاتا ہے شرح سنہ میں کہا ہے کہ ان چہ اشیاء میں
 رب اکبر ہونے پر تو اہل علم کا اتفاق ہے اس لئے کہ حدیث میں نص ہے انچہ رسم عامہ علماء
 سو و دریا کو ان چہ پر مقرر نہیں تاتے ہیں بلکہ اثبات رب کا وجود و صف پر کر کے یہ کہتے ہیں
 کہ یہ اوصاف جن اشیاء میں ہونگے حکم رب کا اوکلی طرف مستندی ہو گا رب اکبر و درہم و دانیر
 میں ایک وصف سے اور باقی چار اشیاء میں دوسرے وصف سے ثابت کرتے ہیں ہر ایک
 وصف میں اختلاف ہے شافعی نے درہم و دانیر میں وصف نقدیت کا ثابت کیا ہے
 ابو حنیفہ رحمہ و زن کو علت ٹہیراتے ہیں لوہے تانبے روئی میں جریان رب کا بتاتے ہیں
 شافعی تو شافعی اشیاء اربعہ میں اعتبار وصف طعم کا مع کیل و وزن کے کرتے تھے یہی قول

جیسے فروخت کرنا رطب کا تر سے اور عنب کا زہیب سے اور بیجا گوشت تازہ کا قدیم یعنی
 گوشت خشک سے اکثر اہل علم اس کے قائل ہیں مالک و شافعی و حنابلہ اس طرف سے
 ہیں تنہا امام ابو حنیفہ قائل اس کے جواز کے ہیں یہ قول راوی کا قیاس ہے ابن القیم نے فناء
 اس قیاس کا ثبوت کیا ہے کیونکہ اس کے مقابلہ میں قیاس مقبول نہیں ہو سکتا **ف** اس
 میں سے اہل عراق استثنیٰ ہیں یہ استثناء حدیث زید بن ثابت میں نزدیک بخاری وغیرہ کے
 ثابت ہوا ہے زید کہتے ہیں رخصت دہی ہے حضرت عائشہ نے مع عرا یا میں کہ اندازہ کیل چکا کہ
 فروخت کیا جائے دوسرا لفظ صحیح کا یہ ہے کہ رخصت فرمائی ہے عرب میں کہ کہیں اس کو
 گہروالے اندازہ سے خرید کر اور کھائیں اور سکو تر و تازہ جابر کا لفظ مرفوع ہے کہ
 اذن دیا عرا یا میں اس بات کا کہ یہ فروخت کریں بعد اندازہ کر نیے ایک دوسرا دوسرا
 تین دس چار دس اس باب میں اور حدیثیں بھی آئی ہیں مطلب یہ ہے کہ فقہر کو
 حضرت علیؓ علیہ السلام نے یہ اجازت دی تھی کہ تم خشک کھجور دیکر مطابقت اندازہ
 کے ترکہ کھجور جو رخصت پر لگی ہے لیکر کھاؤ یہ اس لئے کہ اس کے پاس کوئی مانع و رخصت نہ تھا
 خجور کا مذہب یہی ہے اور جو کوئی بر خلاف اس کے ہے احادیث اور سہ راوی ہیں **ف**
 زواجہ میں آیات ربانی تفسیر اور معرور یا کو مفضلہ یا پنج و بقی تک لکھا ہے اور کہا ہے
 کہ یہ باتیں طرخیہ ہوتی ہیں ایک یا افضل یعنی بیع کرنا ہمراہ زیادت احد العوین متفقہ مجلس
 کے آخر پر دوسری برابری یعنی بیع کرنا ہمراہ تاخیر قیض عوضین کے یا قبض کرنا ایک کا تفرق
 مجلس یا تنجیہ سے بشرط اتحاد علت بہر دو جیسے کہ دونوں مطعوم ہوں یا دونوں نقد ہوں
 کو جنس مختلف ہوتے ہیں یا تنجیہ سے بیع کرنا دو مطعوم یا دو نقد یا تنجیہ سے بیع کرنا
 کا ایک مدت تک اگرچہ ایک ہے لفظ کہوں نہ کہ دونوں برابر ہوں اور مجلس میں تقابض
 ہوا ہو پہلی صورت کی مثال یہ ہے کہ ایک صلیغ گندم کو کمتر ایک صلیغ گندم سے یا زیادہ اس سے
 فروخت کرے یا ایک درہم سیم کو دوسرے درہم سیم سے کم یا زیادہ پہلی بیع کو بخواہ بقا لہی

یا کرے اور دس شیریں یا میسرے دوسری صورت کی مثال یہ ہے کہ ایک صانع گندم کو ایک
صانع گندم سے یا ایک درہم زر کو ایک درہم برت یا ایک صانع گندم کو ایک صانع جو سے یا اگر سے یا
درہم زر کو درہم برت سے یا اگر سے فروخت کرے لیکن قبض کرنا ایک کا این دولون میں سے
مجلس سے متاخر ہو یا تاخیر ہو تیسری صورت کی مثال یہ ہے کہ ایک صانع گندم مثلاً ایک صانع
گندم سے یا ایک درہم برت سے یا ایک درہم زر سے فروخت کرے لیکن ایک میں تاخیر ہو جو کو ایک ہی
لے لے کیوں ہو اگرچہ مساوی ہوں یا مجلس میں تقابض واقع ہو متولی سے ایک شرم ہارم
اور یادہ کی ہے اس کا نام رباقہ قرین شیراز ہے لیکن حقیقت میں مراجع طرف رہا فضل کے
موتی ہے اس کے اگر ادر میں کوئی ایسی شرط ہے کہ جس سے مقرر من کو نفع حاصل ہوتا ہے
گویا اس سے اس شے کو قرین بشکل دیا ہے اور یہ نفع اوپر زیادہ ہے سو یہ چاروں اقسام
ربا کے بعض آیات و امادیت و اجماع و امامین ہر قسم کو ایک انواع میں سے وہ وعید شدہ
شال ہے جو مطلقاً حق رہا میں آئی ہے یہ اور بات ہے کہ بعض انواع اس کے مقبول ہیں
اور بعض قبیحی و آہیت میں جو رہا مستند تھی وہ یہی رہا نسبیہ تھی انتہائی حاکم یہ قول
بفضل علی امام کا کہ رہا دارالشرع میں لینا مانر ہے مردود ہے امادیت صحیحہ سے کیونکہ رعایات ربا کی
شدائی میں عقیدہ ساتھ کسی قید کے نہیں ہیں اور علت و حرمت کسی شے کی حکم شارع سے
نہایت ہوتی ہے نہ قیاس سے اور جو قیاس معادیم نفس کا ہوتا ہے وہ باعفاق اہل عالم نامستند
ہے واللہ اعلم فی حیلہ نکالنا رہا وغیرہ میں حرام ہے یہی قول ہے امام الہک و امام احمد
کا یا سکونگنا کہیر کہتے ہیں شافعی بابو منیفہ کے نزدیک رہا میں حیلہ نکالنا جائز ہے لیکن
شافعی کی وہی حدیث مائل خیر کی ہے حسین سے ترمذی کی درہم سے ہر خرید کرنا تو جہت
کا درہم ہے آیا ہے دلیل قائلین حرمت کی آیت قرآن ہے کہ اللہ نے ہی اسرائیل کو صید
اور شہد ہے صبح فرمایا تھا اودنوں نے حیلہ نکال کر و ذریشہ صید کرنا شروع کیا اللہ
نے اوند کو بند سور کر دیا یہی حال اوند کو گون کا ہے جو واسطے رہا وغیرہ کے حیلہ انگیزی

کرتے ہیں اندر پانچ حدیثیں مندرجہ ذیل ہیں کہ اسے بخا دعون اللہ
 کہا بخا دعون آدمیا ولوا الامر عیاناً کان اھون علیھم انتھی ابن القیثم نے ^{الفتاویٰ} اعلام
 میں بحث تحیل و محتالین کی خوب ہے کشف و تفصیل سے لکھی ہے کہ بواو اسکے کوئی شبہ و
 تحیل میں باقی نہیں رہتا ولید احمد ^ف فروخت کرنا گوشت کا عوض جاندار کے ممنوع ہے
 حدیث سعید بن مسیب میں آیا ہے عن بیع الحیوان باللحم اسکو سعید نے جو اہل بیت
 کا بتایا ہے وہ لوگ گوشت کو بعض ایک دو بکری کے فروخت کر دیتے تھے ابو الزناد نے کہا
 میں جتنے اہل علم ہائے سب کو اس بیع سے منع کر دیا لیکن خواہ یہ بیع اس کے جنس سے کرے
 یا غیر جنس سے ماکول سے ہو یا غیر ماکول سے شرح اسنہ میں کہا ہے ایک جماعت صحابہ و تابعین
 کا مذہب تحریم ہے شافعی بھی اسی طرف گئے ہیں حدیث ابن مسیب ہر چند مرسل ہے مگر عمل
 صحابہ نے اسکو قوی کر دیا ہے اور شافعی نے اس مرسل کا استحسان کیا ہے ہاں فروخت کرنا
 ایک حیوان کا دو حیوان یا زیادہ سے اوپر کی جنس کے ساتھ درست ہے حدیث جابر میں آیا
 ہے کہ خرید کیا حضرت نے ایک غلام عوض دو غلام کے رواہ احمد و اہل السنن و صحیحہ
 الترمذی النس کا لفظ یہ ہے کہ خرید کیا حضرت نے صفیہ ام المؤمنین کو عوض سات سر کے
 و خیمہ کلبی سے اخرجہ مسلمہ حدیث طویل ابن عمر میں خرید کرنا ایک اونٹ کا واسطے لشکر کے
 بعض دو دو تین تین قلائد صدقہ کے آیا ہے اخرجہ احمد و ابو داؤد اسکی سند میں
 محمد بن اسحق ہے و ثبیہ مقال مگر فتح الباری میں اس اسناد کو قوی کہا ہے حدیث
 حسن میں منی آئی ہے بیع حیوان بحیوان سے بطور سیر رواہ احمد و اہل السنن و صحیحہ
 الترمذی و ابن الجارود مگر یہ حدیث بروایت حسن عن سمرہ ہے اور حسن نے سمرہ سے
 سماعت منین کی ہے شافعی نے کہا ہے مراد یہ ہے دونوں طرف سے سو بیع کالی بکالی سیر
 نہ ایک طرف سے کہ وہ جائز ہے موطا میں آیا ہے کہ علی مرتضیٰ نے اپنا اونٹ عقیقہ نام عوض میں
 اونٹ کے مدت معلوم تک فروخت کیا تھا اور ابن عمر نے ایک راہل عوض چار اونٹ کے

ضمانت پر خرید کیا تھا کہ مقام ربذہ میں دو یا رولن اونٹ دینگے ابن شہاب سے پوچھا تھا
 کہ دو حیوان کا ایک حیوان سے ایک تہ پر بیجا کیسا ہے کہا لا باس ہے تلافی لے لیا یہ مع
 جائز ہے خواہ دو دون ایک جنس ہوں یا مختلف پہر ماکول اللحم ہوں یا غیر ماکول اللحم تھا ایک کو
 ایک سے فروخت کرے یا ایک کو دوسے کو منیفہ کہتے ہیں یہ مع جائز نہیں ہے اور بیع
 حیوان بحیوان بطور منہ مختلف نہیں ہے **ف** بیع عیدہ جائز نہیں ہے عیدہ بکسر عین یہ مع
 یرون ہوتی ہے کہ تا جاپنا مال قیمت کرے ایک مدت تک فروخت کر دے پھر اسی مال کو
 کم قیمت پر مستری سے خرید لے حدیث ابن عمر میں مروی آیا ہے جب لوگوں بخل کرینگے دسیر
 اور بنار میں اور لین دین کرینگے ساتھ حدیث کے اللحم تو نازل کرینگا اللہ اور غیرہ الحدیث احسن
 احمد و ابو حازم و الطبرانی و ابن القطان و انطا بن الحجیر لے کہا ہے اسکے رجال ثقات
 میں دوسری دلیل اس پر روایت ابو اسحق سجستانی کی ہے کام و لندید بن ابی قرق نے عائشہ
 سے کہا تھا کہ میں ایک غلام ہاتھ زید بن ارقم کے آٹھ سو درہم پر اور دہار فروخت کیا ہے پھر
 اسکو چھ سو درہم پر نفوذ خرید کر لیا ہے عائشہ نے کہا یہ تیر الین دین بہت بڑا ہوا دس کا
 جہاد ساتھ حضرت کے برابر کیا مگر یہ کہ وہ تو بہ کرے اخراجہ الدار قطعی لکن شافعی ابن
 کثیر نے اسکی تصدیق کی ہے مالک و ابو حنیفہ و احمد کا مذہب عدم جائز مع عیدہ ہے شافعی
 و شافعیہ قائل تجار کے ہیں یہی حق ہے ایسے سنن میں در بارہ منہی مع عیدہ ایک باب مستند
 کیا ہے **ف** غرض کرنا یعنی وہو کا دنیا مع وغیرہ میں عیدہ نصرہ گناہ کبیرہ ہے نصرہ یہ کہ
 کہ دودہ جانور کا نہ دوسے تاکہ زیاہ معلوم ہو اس بارہ میں احادیث عامہ و خاصہ آئی ہیں
 مسلم نے ابو ہریرہ سے مروی روایت کیا ہے من غشنا فلیس منا حضرت کاگز ایک
 نصیرہ طعام پر ہوا یعنی غلہ کی ڈھیر پر اور سمین ہاتھ ڈالا تو غلہ کو تر پایا فرمایا اسکو اور پکیوں رکھا کہ
 لوگ دیکھتے ہیں حدیث مذکور فرمائی لرواہ مسلح و ابن ماجہ و الترمذی ابو ہریرہ نے
 ناحیہ خرہ میں ایک آدمی کو دیکھا کہ دودہ میں پانی ملا ہے یعنی واسطے فروخت کے کہا

تو کیا کیجا جبکہ قیامت کو جسے کہا جائیگا کہ اس بائی کو دودھ سے جھکرا دیا کہ ادا بھیجانی بہتھی نے
 کہا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تشوہوا للابین للبیع مرواجہ بین غمش فی البیع کہ سبجہ کیا
 کے گناہ ہے اور بیان میں صور غش کی بہت تطویل کی ہے غرض کہ جس بیع میں کوئی صورت غش یا
 غرر کی ہوتی ہے وہ بیع ناجائز و حرام ہے **ف** اگر آدمی کو فروخت کر کے اسکی قیمت کمانا حرام
 ہے ابوہریرہ کا لفظ مرفوع یہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تین آدمی ہیں جنکا میں خصم ہوں گا دن قیامت
 کو آدمین ایک وہ شخص ہے جسے کسی آزاد کو فروخت کر کے اسکی قیمت کمانی ہے
 محمد بیٹا رواہ البخاری وابن ماجہ زواجہ بین ابیہ اسکو سبجہ کیا کہ زنوب کے شمار کیا ہے یہ
 طریقہ بدہ فروشی کا زائد جاہلیت میں تھا طحاوی نے کہا ہے اگر آزاد کو عوض قرض کے جو اسکے ذمہ ہو
 جوتا تھا اول اسلام میں فروخت کر لیتے تھے جبکہ اسکے پاس کوئی مال نہ ہوتا اور سپر اللہ نے اس معاملہ
 کو منسوخ فرمایا بقولہ وان کان فروعہ فمظرة الی مصیرہ **ف** سبجہ کا سبب حرام کے ایک
 کمانا مال کا بیوعات فاسدہ سے ہے جنکا ذکر باب سابق میں گذر چکا ہے اسی طرح سائر وجوہ اکساب
 محرمہ کے سبجہ کیا کہ زنوب کے ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یا ایہا الذین آمنوا لا تأکلوا
 اموالکم بینکم بالباطل اہل علم نے اختلاف کیا ہے کہ مراد اکل بالباطل سے اس جگہ کیا ہے بعض
 نے کہا رباقار یعنی جو غصب سرقت خیانت شہادت زور اخذ مال لبوگندہ و روع ہے ابن عباس
 رضی اللہ عنہ نے کہا مراد وہ مال ہے جو انسان سے بغیر عوض کے لیا جاتا ہے بعض نے کہا مراد
 عقود فاسدہ ہیں ابن مسعود نے کہا یہ آیت محکمہ ہے منسوخ نہیں ہوئی اور نہ قیامت تک منسوخ
 ہوگی انتہی یہ اسلئے کہ اکل بباطل شامل ہے ہر ماخوذ بغیر حق کو خواہ بطور ظلم و ستم ہو جیسے غصب خیانت
 سرقت یا بطریق نہر و غلب ہو جیسے ماخوذ بہ قمار و ملاہی یا بر وجہ مکر و خدایت جیسے ماخوذ بعتد فاسد
 بعض اہل علم نے کہا ہے یہ آیت اس بات کو سببی شامل ہے کہ خود آدمی اپنا مال باطل طور پر نکالے
 اس طرح کہ اس مال کو فعل مجرم میں شیع کرے یا غیر کا مال بباطل طور پر دے دے کہ جیسے طرح کہ
 امثلہ مذکورہ ہیں **وقولہ تعالیٰ** ان تکلون تجارتا استثناء منقطع ہے اسلئے کہ تجارت

جنس بائیس سے منین ہے کوئی سے بھی معنی اوس سے مراد کیونکہ منین احمد تاویل اوسکی
 ساتھ سبب کے تاکہ امتنا و تنفس شیرے کے محل ہے تجارت اگرچہ مختص بقعود و معاوضات
 ہوتی ہے لیکن الحاق قرض و ہبہ و نحر و ہاکا ساتھ اوسکے اور دلیلون سے ہے مراد ایں لفظ سے
 عن تراوی منکر طیب نفس پروردہ شروع ہے تخصیص و کمال کی آیت شریف میں کچھ بطور تفسیر کے
 منین ہے بلکہ اسے ہے کمال اغلب و عود انتقامات ہوتا ہے جس طرح کہ کریم ان الذین یا کلون
 اموال الیئامی ظلماً انما یا کلون فی بطونہم ناراین کہنا گیا ہے اول اس بحث کے اور تفسیر
 واردہ اس بارہ میں سنت مطہرہ سے بہت کچھ فی بین کردہ بغیر اول کامقیدہ رسالہ ہدایہ میں ہو چکا
 طبرانی کا لفظ باسناد حسن ہے طلب الحلال واجب علی کل مسلمہ و دوسرے لفظ طبرانی تو بھی
 کا مرفوعاً ہے طلب الحلال فریضۃ بعد الفرائض تیسرے لفظ طبرانی کا یہ سے خوشی ہوا و شخص
 کو جسکا کسب طیب ہے جسکی سریرت صالح ہے جسکی علانیت کریم ہے اور شر او سکا لوگوں سے
 الگ ہے چوتھا لفظ طبرانی کا یون ہے اسی سعد پاک کر تو ملعم اپنے کو یعنی ملال طعام کہا یا کر
 ہو جائیگا تو مستجاب الدعوت قسم ہے اوس شخص کی جسکے ہاتھ میں ہے جان محمد صلعم کی بندہ
 و اتنا ہے نعمہ حرام اپنے پیٹ میں قبول منین کیا جائے عمل اوسکا پالیس دن تک اور جس بندہ
 کا گوشت حرام سے اڑگا ہے ناروا الی تر ہے ساتھ اوسکے **ف** بیہقی کا لفظ یہ ہے جسے فریضہ
 کیا مال جو رہی کا اور وہ جانتا ہے کہ وہ سرقہ ہے تو شریک ہوا و عار و گناہ و زوری میں حافظ ہند
 نے کہا ہے اس حدیث کی اسناد میں احتمال تھمیں کا ہے اور شبہ یہ ہے کہ موقوف ہوا احمد کا
 بسند جدید ہے قسم ہے اوسکی جسکے ہاتھ میں میری جان ہو اگر کوئی شخص قسم میں کا ایک سنی لیکر
 طرف ہمارے ہا کر لکڑی کاٹے پھر اوس لکڑی کو اپنی پیٹھ پر لا کر لائے اور پھر کچھ کھائے یہ بہتر ہے
 اس سے کہ اپنے منہ میں نعمہ حرام رکھے احمد وغیرہ کا لفظ بسند حسن یون ہے اللہ نے تفسیر کیا ہے
 در بیان تمہارے انفاق کو جس طرح تقسیم کیا ہے تمہارے بیچ میں ازنان کو اور سنیک اللہ
 دیتا ہے دینا اوسکو جسکو محبوب رکھتا ہے اور محبوب منین رکھتا ہے اور

منین دینا دین نگراوسی شخص کو جسکو محبوب کہتا ہے الحدیث بطولہ یہی کالفظیہ ہے دنیا پر
 وٹھیں جسے کمایا و زمین مال حلال در صرف کیا او کو مکمل حق میں تو ان کا اللہ او کو وارڈ کر لگا او کو جنت میں
 اور جسے کمایا مال غیر حلال اور خرچ کیا او کو غیر حق میں وارڈ کر لگا او کو اللہ کے میں خوارمی کے بہت
 سے لوگ گننے والے ہیں مال میں اللہ و رسول کے او کے لئے آگ ہے دن قیامت کو اللہ تعالیٰ کہتا ہے
 کلما خبت زحراہم سعیر ابن حنن کالفظیہ ہے لایدخل الجنة لحم و دم نبات من سحت
 والنار اولی بہ ترمذی کالفظیہ ہے لایرہ لحم نبات من سحت الکائنات النار اولی بہ سحت کہتے
 ہیں حرام مال کو یا رسا سب غیبیہ کو دوسرا لفظ پسند حسن یوں ہے لایدخل الجنة جسد غزی مجرم
 فساد و اجرمین اکل مال باطل کو گناہ کبیرہ لکھا ہے یہ تکبیر صریح احادیث مذکورہ ہے یہ صراحت
 ظاہر ہے اسکے کہ یہ باب اکل مال مردوم میں باطل سے ہے بعض ابن عامر نے کہا ہے کہ داخل ہیں اس باب میں
 منکاس فاشن سارق بطاطا اکل رہا موکل رہا اکل مال منجم شاہد زور عارت اکل رشوت نقص کل
 و وزن فروشدہ شے عین دار بلا اظہار عیب مقام رسالت منجم مقفور زانیہ ناجمہ دلال جبکہ وہ اپنی اجرت
 بغیر افزون بالغ کے لیلے اور خبر دینے والا مشتری کو ساتھ زائد کے اور جسے آراؤ کو فروخت کر کے
 او سکی قیمت کماٹی انتہی یہ قول مؤید ہے اوس بات کو جو زیر تفسیر آئے گا کہ یہ ہے کہ اکل مال باطل
 شامل ہے ان سب اشیاء کو اور او کو جو کہ اس معنی میں ہو ہر شے سے اور بغیر وجہ شرعی کی بھی
 ہو جیسے ہیک مانگ کر حدیث میں آیا ہے لائے جائینگے دن قیامت کو کچھ لوگ او کے بہراہ حسنت جو
 جیسے بہاڑ تماشہ کے جب وہ آویگے تو اللہ او کے حسنت کو بہاڑ منثور کر لگا او کو آگ میں بہیکر لگا
 کہا اسی رسول خدا کیونکہ ہوگا فرمایا وہ لوگ نماز پڑھے روزہ رکھتے زکوٰۃ دیتے حج کرتے تھے
 اسی بات میں کہ جب کوئی شے حرام سامنے او کے آتی تو او سکولے لیتے اللہ نے او کے اعمال
 ضبط کر کے انہیں نوازاجرمین اس حدیث کی تخریج منین لکھی ہے یہ حدیث دلیل ہے اس بات پر
 کہ مال حرام کمانا ایسا گناہ سخت ہے کہ اسکے مقابلہ میں ساری نیکیاں عبادات مفروضہ کی جھکو اوس
 حرام خوار نے کیا ہے برباد ہو جاتے ہیں وہ جہنم میں بہیک دیا جاتا ہے عباداً باللہ حکایت

حکایت ایک شخص نے بعض صدقہ کو خواب میں دیکھا پوچھا اللہ نے میرے ساتھ کیا کیا کیا
 اور کیا لیکن میں جنت سے محروم ہوں عرض ایک سوئی کے جویشہ ملدیت لی تھی پہرہ پائیں نہ کی
 سفیان ثوری کہتے ہیں جسے خرچ کیا مال حرام طاعت میں وہ مثل اس شخص کے ہے جس نے
 پاک کیا کپڑے کو بول سے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہے ہم نو عشر مال کو دوسرے دفعہ کے حرام میں پہنچتے
 تھے وہب بن درکتہ میں نو اگر سنوں کی طرح قیام کرے تو کچھ نفع ہوگا جو کا حسب تک کہ تو
 نہ کیے کہ تیرے بیٹ میں کیا جاتا ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایک فرشتہ بیت المقدس پر
 ہر دن یا ہر اتار لکھتا رہے کہ جس نے دایم کیا یا قبول نہیں ہوتا اس سے صرف اور نہ عدل لینے
 عبادت فرمیں و نقل ابن الدبار کہتے ہیں میں اگر ایک درہم شبہ کا والسیر کر دوں تو یہ درست
 ہے ہیکو ایں بات سے کہ میں معتقد دوں میں لاکھ درہم دوسری حدیث میں آیا ہے جسے حج
 کیا مال حرام سے اور لیک کہ اتوا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا کیف وکاسعدیک و حججہ مرد
 علیک ابن اسباط کہتے ہیں جو ان آدمی جب عبادت کرتا ہے تو شیطان اسے احوال سے
 کہتا ہے دیکھو اسکا کمانا کمان سے ہے اگر اسکا مطعم طعام سو جوتا ہے تو کہتا ہے چوڑو و اوکو
 متکا کہے تعب میں مبتلا رہے کوشش میں بڑا رہے وہ کوڑو و کوکا کافی ہو گیا یعنی یہ عبادت و ہمد
 اسکا ہمراہ اصل حرم کے غیر نافع ہے قال تعالیٰ عاملۃ ناصیۃ یسے محنت کرتے ہوئے ہیں
 امیر ایمین ابن ابیہم کہتے ہیں تو اپنا مطعم پاک کر لینے طعام حلال بطریق طیب کہا تجھ پر کچھ الزام
 نہیں ہے کہ تورات کو قیام نہ کرے دن کو کوڑو نہ کرے بخاری و سنائی میں مرفوعاً آیا ہے لا خلل
 بین و الحرام بین و بینہما امور شہدۃ فمن ترك ما یشتہ علیہ من الاثم کان لہا
 استبان اترك ومن اترك علی ما یشتہ فیہ من الاثم اوشك ان یواقم ما استبان
 و المعاصی حمی اللہ و من یترک حول الحمی یوشک ان یواقمہ یہ حدیث دلیل ہے احتراز پر
 مال مشتبہ سے جب کا حلال حرام ہونا معلوم نہیں ہے چہ ہامی اس مال کے جب کا حرام ہونا یقینی
 قطعی ہے جیسے مسئلہ مذکورہ وجہ مزید استحقاق ناس کے واسطے حرام خوار کے یہی سہہ کہ اموال

غالباً مستحق بحق طلاق اللہ و عباد اللہ ہوتے ہیں سو حقوق عباد کے حصول عذاب و عقاب میں
 داخل نہیں ہیں یہ نسبت حقوق خدا کے **ف** سبجاء کا سبب مجرمہ کے ایک اتفاق صلحہ مختلف
 کا ذب ہے حدیث مسلم اور سنن اربعہ میں وعید عذاب الیم کی واسطے ایسے تاجر کے آئی ہے
 جو جوہر کی قسم کھا کر اپنا مال فروخت کرتا ہے اسکو صاحب واجر نے سبجاء کہا رذوب کے گناہ ہے
 بلکہ حلف پر کچھ موقوف نہیں ہے مطلق دروغ گوئی سے لین دین خرید و فروخت کرنا کچھ بھی
 حکم ہے جب ایک درہم کے مال کو دس درہم کا مال بیان کیا خواہ حلف سے کہا یا بے حلف تو کا
 ہوا یہ کذب سبب ہوا محرومیت کا مال سے اور موجب عذاب کا آخرت میں بھی یہ اور بات ہے
 کہ یوں کہنے کا لین اس مال کو اس قیمت پر دیتا ہوں لو یا نہ لو یہ نہ کہے کہ سنے اسکو دس درہم قبول لگایا
 حالانکہ تو یا اس سے بھی کم قیمت پر خریدتا ہے مگر جو بڑ بول کر اور اس معذرت پر نفع باندھ کر
 ہے کہ یہ علاوہ مصیبت و رنج کے ایک طرح کی خدایت بھی ہے ساتھ شہری کے والد علم
 حدیث میں آیا ہے اہل نار پانچ آدمی ہیں اونہیں سے ایک وہ شخص بھی بتایا جو چمکوں صبح
 و شام تیرے اہل و مال میں فریب دیتا ہے دوسری حدیث میں ہے المؤمن غر کریم و المؤمن
 خب لئیر یعنی ایسا انداز آدمی فریب کھا جاتا ہے بزرگ منش ہوتا ہے فاسق فریب دیتا ہے
 نالائق نابکار ہوتا ہے **ف** سبجاء کا سبب مجرمہ کے ایک وہ مال ہے جو کیل و وزن و ذراع
 میں کسی کر کے کمایا جاتا ہے قال تعالیٰ دلیل للطافین یعنی خرابی ہے اون لوگوں کی
 جو بڑ بولتے ہیں اپنے لئے مال مردم سے ماپ تول کم کر کے اسیلے بدار کے یوں فرمایا ہے
 الذین اذا اکتالوا علی الناس یستوفون واذا کالوهم او ذروهم یخسر من یعنی جب
 لوگوں سے خرید کریں تو بھر پور لیویں اور جب اونکو ماپ یا تول کر کے دیویں تو کم کر دیں یہ
 فرمایا اکتال انہم مبعوثون ایوم عظیم یوم یقوم الناس لرب العالمین یہ وعید
 شد ہے حق میں مطفئین کے سدی کے کہا حضرت مدینہ میں آئے ابو جہینہ نام ایک شخص
 متاد و کلیال رکھتا تھا ایک سے لیتا دوسرے سے دیتا او سپریت آیت اور ہی ترمذی نے کہا

حضرت نے اصحاب کیل و وزن کو فرمایا تم اس امر کے الی ہوئے جو حسین اگلی امتین پہلے
تھے ہاک ہونے میں حدیث ابن عباس میں نزدیک طبرانی وغیرہ کے آیا ہے کہ نہیں کرتی
کوئی قوم ماب تول کو لکن کہہ دیتا ہے اللہ اونسے رزق کو رواج میں اس شخص کیل و وزن
و ذراع کو کبار ذنوب میں گناہ ہے اسلئے کہ باب اکل مال مردم باطل ہے ہے **ف** ہجملہ مکاسب
محرمہ کے ایک یہ ہے کہ مال قرض بہ نیت عدم وفا کسی سے لیکر کما مانا اور اسکا تلافی کر دینا
میں اسکو گناہ کبیرہ گناہ ہے بخاری وغیرہ میں مرفوعاً آیا ہے جسے لیا مال لوگوں کا بارانہ
تو تلف کر دیا اللہ اسکو طہرائی کا لفظ یہ ہے جسے قرض لیا اور اسکی نیت یہ ہے کہ مال کو
پھر مرگیا تو اللہ عزوجل دن قیامت کو اس سے کہے گا تو نے گمان کیا کہ میں اپنے بندہ کا حق
نہ لوں گا پھر اللہ اس کے حسنات لیکر اس دوسرے کو دیدرگا اگر حسنات نہ ہو گئے تو اسکی سیئات اور
کے باندھے جاویں گے اس ماجہ و بیہقی کا لفظ یہ ہے کہ و حائد سے سارق کی طرح ملکہ کا طہرائی کا لفظ
جسے خرید کی کوئی شے اس نیت سے کہ اس کے دام نہ لیا تو وہ غائن مر گیا اور غائن نارین مال
ف اس باب میں جتنے مکاسب محرمہ کا ذکر نام بنام بطور شمار کیا گیا ہے ہر ایک کے حق
میں وصیات شریعات آئی ہیں رواج میں ہر ایک کے لئے انہیں سے ایک باب جدا گانہ
منتقد کیا ہے خلاصہ اور نکات چنے رسالہ قواعد الشرعین لکھا ہے حاجت و ذکر کی اس جگہ نہیں ہے
ان وجہ مکاسب سے جس کسی وجہ پر آدمی مال کما و لیا وہ مال اسکا حرام ہو گا خواہ آپ
کما لے یا اپنے اہل و عیال و اقارب کو کما لے خواہ کسی راہ خدا میں صرف کرے اسی طرح
کما مال وقف یا لقطہ ناجائز یا مال وصیت یا ودیعت کا حرام ہے اسی طرح وہ مال جو
بعض رقص و سرود و سحر و جادو و کائنات ناجائز و اجارہ ظالمانہ کے حاصل ہوتا
کہ یہ سب وجہ حرام ہیں

باب بیان میں مطاعم و اشربة حرمہ کے

اصل ہر شے میں حلت ہوتی ہے حرام وہی شے ہے جسکا تقدیر ال لئے حرام فرما دیا ہے اور جس

شے سے سکوت کیا ہے وہ عفو ہے قال تعالیٰ قل لا اجد فیما اوحي الی من امر ما لم یکن
 طاعمر بطعم الا ان یکون مینة او دما مسوحا و لحم خنزیر فانه من حیث بیان نکرہ
 سیاق نفی میں آیا ہے دال ہے عموم پر حدیث سلمان فارسی میں مروی ہے کہ حضرت عیسیٰ سے سوال
 گئی وہ پتیر و پوست کا کیا ہوتا فرمایا حلال وہ ہے جو اللہ نے اپنی کتاب میں حلال کر دیا ہے حرام وہ
 ہے جسکو اللہ نے حرام ٹھہرا دیا ہے اور جس سے سکوت کیا ہے وہ اوس قسم سے ہے جو تکوین سے
 کر دی گئی ہے اخرجه ابن ماجه والترمذی اسکی سند میں سیف بن مارون ضعیف ہے
 ابوالدرداء کالفظ مرفوع یوں ہے جو کچھ حلال کیا اللہ نے اپنی کتاب میں وہ حلال ہے اور جو
 حرام کیا وہ حرام ہے اور جس سے سکوت فرمایا وہ عفو ہے سو قبول کرو تم اللہ سے عافیت اسکی
 اللہ کسی شے کا بولنے والا نہیں ہے و ما کان من ذلک شیئا اخرجه البزار و قال سندہ
 صالح و الحاكم و صحیحہ ابو ثعلبہ مرفوعاً کہتے ہیں اللہ نے فی الرض فرض کئے ہیں تم انکو وضائع
 نکر و حد و مقرر کئے ہیں تم اونسے تجاوز نہ کرو کچھ چیزوں سے سکوت فرمایا ہے واسطے حرمت
 کے شمارے لکھو غیر نسیان کے تم اونسے بحث نہ کرو اخرجه الدارقطنی کتاب عز و جد و سند مطہرہ میں
 بہت سے براہین اس اصل کے تقریر کرتے ہیں اسلئے توجہ اقتدار کی رفع مل میں اوسی پر
 ہے جس میں کوئی دلیل تخصیص کی آئی ہے منجملہ تخصیص کے ایک یہ آیت ہے الا ان تکون
 مینة الخ اسی طرح قولہ تعالیٰ حرمت علیکم المینة جس شے کو اللہ نے
 کتاب اللہ میں حرام کیا ہے وہ حرام ہے قال تعالیٰ حرمت علیکم المینة مراد مینة
 وہ مردار ہے جو خود بخود مر گیا ہے والدم مراد دم سے خون روان ہے جسکی تصریح دوسری آیت
 میں آئی ہے مفسر قاضی ہے مبہم پر اس سے قول اوس شخص کا جو یہ بات کہتا ہے کہ مبہم اپنے
 اہل بام پر اور مفسر اپنی تفسیر پر باقی رہتا ہے متحقق ہو گیا اسلئے کہ اہل علم نے اس آیت میں
 تفسیر مذکور پر اتفاق کیا ہے و لحم الخنزیر ہر شے غول کی حرام ہے ذکر گوشت کا بالخصوص
 بقصد عادت کیا گیا ہے خنزیر ایک ایسا جانور ہے جسکی صورت پر ایک قوم مسخ ہو گئی تھی

نوع علیہ السلام اور جانباور و رسل بعد اذ کے آئے وہ سب حُرک کو حرام کہتے رہا اور حکام دیکھا اوس
 دور میں یہاں تک کہ بیسی علیہ السلام سی آسمان سے اتر کر قتل خنزیر کر گئے و ما اهل الخیر اللہ
 وہ مراد اس ہر وہ حیوان ہے جس پر نام غیر اللہ کا لپکا گیا ہے خواہ وقت ذبح کے نام اوس غیر کا
 لیا جاوے یا نہ لیا جائے والمعدنہ یعنی لکڑا کو نہ مبرا ہو کہ اختناق کی وجہ سے مر گیا ہے والموتوقہ
 یعنی جھٹلا ہو کسی لاش یا پتھر وغیرہ سے مستقل ہوا ہے والمتردۃ یعنی وہ جو کسی اونچی جگہ سے
 نیچے گر کر مر گیا ہے والنظیمۃ یعنی وہ جس کو کسی دوسرے جانور نے اپنی حیدک سے زخمی کر کے
 مار ڈالا ہے وما اکل السمیع یعنی وہ جو بیج رہا ہے کھانسیے درندے کے اکا کا دلیقہ یعنی چبکھو
 تسے ذبح کر لیا ہے وما حرم علی الذنوب اور وہ جو ذبح کیا گیا ہو کسی تھان پر وہاں تسقہ و
 لاکہ لاکہ نام اور یہ کہ ذوالترم یا نے ذکر فسق زواجر میں کہا ہے کہ مفسرین کہتے ہیں کہ اللہ
 یا کہ نے اس آیت میں راجحت سے گیارہ نوع کو مستثنیٰ فرمایا ہے انکی تحریر موافق معقول کے
 ہے مراد سے جو خود خود مر گیا ہے دو چیزیں مستثنیٰ ہیں ایک بھلی دوسری بُدی اسلئے کہ اس باب میں
 دو حدیثیں صحیح آئی ہیں حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ دو کوہ جنہن کی وہی ذکات اور سکی مان کی ہے سو
 جب جنہن مذکاة زندہ یا مردہ نکلیگا بھیات غیر مستمر وہ تو وہ تہیت اتم کی کے حلال ہوگا اگر چہ طراؤ
 اور اسکے بال بھی ہوں مرادیت سے وہ ہے جسکی حیات زائل ہو گئی ہے لکن مذکاة شرعیہ
 اسمین انواع آئندہ داخل ہیں متین مذکور میں سے خارج ہے اور صید جبکہ کسی مضطر یا ثقل سے
 مر جائیگا جیسے سگ وغیرہ اور ہر وہ جانور جسکی حیات زائل ہو گئی ہے یہ ذکاة شرعیہ اگر چہ اسمین
 روانی خون کی اور خود خون نہ ہو ان وہ خون جو گرن اور گوشت میں لپٹا ہوا رہ جاتا ہے وہ
 معان ہے حالانکہ لفظ مسفوح سے جو دوسری آیت میں آئی ہے اور تقید الملاق آیت نہ لگرتی
 ہے خون خارج ہو چکا ہے پھر اس خون سے جگر و طحال و بھیات صحیح مستثنیٰ ہیں حالانکہ تقید مسفوح بھی
 ان دونوں کو خارج کرتی ہے کچھ حاجت ہستنا کی متین ہے بعض اہل علم نے جمہور سے عقل
 کیا ہے کہ خون حرام ہے اگر چہ مسفوح یعنی روان نہ ہو اور قتل ابو حنیفہ کو روک گیا ہے ساتھ علت غیر

نیز سفوح کی دیلے کے ممانعہ وغیرہ کی طبیعت اخلاق فیہمہ پر ہوئی ہے جیسے حرم جنس
 رغبت شدید منہیات میں بے غیرتی اسلئے انسان پر اوسکا کھانا حرام کیا گیا ہے تاکہ یہ کیفیت
 نتیجہ آدمی میں پیدا نہ ہو اسی لئے جو قوم اسکو کھاتی ہے اوس میں یہ کیفیات پیدا ہو جاتی ہیں بھلا
 اگوسفند کے کھانے کو کھاتے ذات ان سب اخلاق ذمہ دہ سے عاری ہے اس جگہ فقط لحم خوک کو حرام فرمایا
 تاکہ اسکا کھانا حرام نہ ہو کیونکہ قصود ذاتی یہی اوسکا گوشت ہوتا ہے قرطبی نے کہا اس میں
 خلاف نہیں ہے کہ سارا خنزیر محترم ہے مگر بال اوسکے کہ اوس سے دوخت کرنا جائز ہے انتہی
 یہ بات قرطبی نے مطابق اپنے مذہب مالکی کے کہی ہے صاحب زواج کہتے ہیں ہمارا مذہب
 یہی یہی ہے بھلا ذات اوس شخص کے جسے شافعی سے تحریم اوسکی نقل کی ہے اور خوک آدمی
 ہمارے نزدیک ماکول ہے ما اهل لغير الله به سے وہ جانور مراد ہے جو نام پر کسی بت
 کے ذبح کیا گیا ہے اہل کہتے ہیں رفع صوت کو وہ لوگ وقت ذبح کے باسم اللات والعزى
 کہتے تھے اسلئے یہ ذبیحہ حرام کیا گیا اس صورت میں معنی ما اهل لغير الله به کے یہ ہوئے
 ما فیہم للطواغیت کا حنا نام نہی قول ہے ایک جماعت کا دوسروں نے کہا ہے مراد
 ما ذکر علیہ غیر اسم اللہ ہے فقہ رازی کہتے ہیں یہی قول اولی ہے اسلئے کہ خوب ہی
 مطابق لفظ آیت ہے علمائے کہا ہے اگر کسی مسلمان نے کوئی ذبیحہ ذبح کیا اور قصد اوسکے
 ذبح سے تقرب الی غیر اللہ ہے تو وہ مرتد ہو گیا اور وہ ذبیحہ مرتد کا ذبیحہ ہے ان ذبائح اہل کتاب
 حلال ہیں بدلیل قولہ تعالیٰ و طعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم لکن اگر اہل کتاب
 باسم مسیح ذبح کرینگے تو وہ ذبیحہ نزدیک ائمہ اربعہ وغیرہم کے حلال نہوگا اور ایک جماعت نے
 کہا کہ مطلقاً ذبیحہ اونا حلال ہے لکن یہ قول مردود ہے اسلئے کہ ما اهل لغير الله به خاص ہی خاص
 حرم پر مقدم ہوتا ہے حکایت ابن عطیہ نے بعض علماء سے نقل کیا ہے کہ کہنے ایک
 عالم سے استفاد کیا تھا کہ ایک عورت آسودہ حال نے ایک اونٹ واسطے اپنی لعب کے خر
 کیا ہے اوس مفتی نے فتویٰ دیا کہ اوسکا کھانا حلال نہیں ہے اسلئے کہ وہ واسطے صنم کے

فرج کیا گیا ہے اُنہی میں کتا ہوں اکثر مغسین نے تفسیر لفظ ما اهل به میں قید فرج کی ہے
 ہے رسل کے شکرین عرب اہل جاہلیت فرج حیوانات واسطی اصنام کے کرتے تھے اور وقت
 فرج کے اور کتا نام لیتے تھے اور سپر تبت نازل ہوئی مگر لفظ اطلاق تاکہ شامل فرج مذکور
 وغیرہ مذکور دونوں رہے اور جس ذمہ پر نام غیر اللہ کا لگا رہا ہے اور سکا بھی یہی حکم ہو
 خواہ وقت فرج کے نام میں غیر اللہ کا لے یا نہ لے میل فخر رازی کا بھی اسی طرف ہے
 کیونکہ انہوں نے فقط اعتبار ذکر غیر اسم اللہ کا کیا ہے وقت فرج کے قید نہیں لگائی
 اس سے معلوم ہوا کہ جس لگاؤ کو شکر سید احمد کبیر کی شہیرا اور اسکے نام سے اور سکویا رین یا
 بکرا شیخ سندو کا یا مرغابین خان کا اور سب کا حرمت میں وہی حکم ہے جو مادہ محمد علی اسم
 الصخر کا حکم ہے لہذا صاحب زماجر نے آیت شریفہ کے یہ معنی کہے ہیں ماذبح للظلم
 والاحصام طوافیت سے مراد ہر معبود باطل ہے کوئی ہو کہ میں ہوا اصنام سے مراد خاص بت میں
 اس کے لیے تحقیق شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہ نے اپنی تفسیر فارسی میں اور نے
 تفسیر فتح البیان اور رسالہ دعاۃ الایمان میں لکھی ہے یہ جگہ لائق اس تفصیل مطول کے
 نہیں ہے اسی حدیث حکایت مذکورہ بھی دلیل ہے معلوم ہوا کہ جو جانور کسی نبی یا ولی یا سلطان
 یا شیخ یا المولع و لعب مسلمان یا انسان میں فرج کیا جاتا ہے اور سکا کہا نا حرام ہوتا ہے نہ وہ
 میں کہا ہے متحقق وہ ہے جو جنس سے مراد ہے فعل آدمی ہو یا غیر آدمی دم اور سکا گھٹ کر
 لکھ جائے اہل جاہلیت حیوان کا لگاؤ تھے جب وہ مرجا تا تب اور سکا کھاتے موقوفہ
 وہ ہے جسکو چوٹ لگے کسی تنگی میانک کو وہ سست ہو کر مر گیا سمجھا اسکے مقتول بہ بندہ ہے
 اور سکو حکم میتہ و متحقق کا ہے اسلئے کہ وہ بغیر سیلان دم کے مر گیا ہے تردید وہ ہے جو کسی
 باندہ جیسے پہاڑ یا درخت یا مکان سے زمین پر گر کر یا کنوئے میں ساقط ہو کر مر گیا ہے اور سکا
 کہا نا بھی حرام ہے اگرچہ اور سکو تیر لگا ہو کیونکہ اول دلہ بن اوس محدث سے زخمی ہو کر شاہکی
 حیات ناکل ہوئی تھی اور شاہ اسکے سبب سے خون اور سکا با تھا اور دوسری دفعہ میں محدث

غیر محمد و شریک ہو گیا اوس غیر کی شرکت نے اثر حرمت کا بخشنا کیونکہ شرط طہارت کی ازالہ حیات کا حکم
نہی محمد و جابر سے بطریق وہ ہے جسکو دوسرے جانور نے اپنی سینگوں سے ہلاک کیا ہے وہ
حکم میتہ میں ہے اسلئے کہ سیلان دم مفقود ہے ان کلمات میں حرف ما اس وجہ سے داخل
ہوا ہے کہ یہ اوصاف میں گو سفند کے شخصیں اسکے ذکر کی یوں ہے کہ اعم مالکات یہی بکریاں
ہیں اور خرچ کلام کا اعم اغلب پر ہوتا ہے اور مراد اوس سے کل ہے ہاں جن بطریق یہ تاکہ
اوس پر حرف ما داخل نہ ہوا اسلئے کہ فعل میں مذکور ٹوٹ برابر ہوتا ہے لیکن جب کہ بطریق جاری
مجری اسکا ڈیڑھ اتو قیاس فعل سے باہر نکل گیا مراد اکل السبع سے اکل بعض ہے اہل جاہلیت
جب دیکھتے کہ وزندہ نے زخمی کیا ہے اور مار کر کچھ اوس میں سے کھا لیا ہے تو باقی ساتی خود
کھاتے اللہ پاک نے اوسکو حرام کر دیا قید تزکیہ سے معلوم ہوا کہ منخفہ و مابعد میں جو زندہ
ہاتھ لگے اوسکو ذبح کر کے کھانا حلال ہے والا فلا نصیب سے مراد وہ پتھر ہیں جنہر اہل جاہلیت
ذبح کرتے تھے یا مراد نصیب اصنام ہیں اونکو واسطے پوجا کے کٹر کر رکھا تھا مراد ذبح کرنا
باعث تہنظیم مجاہد و قتادہ و ابن جریج نے کہا ہے کہ کعبہ کے گرد تین سو سات پتھر کڑے تھے
جنکو اہل جاہلیت پوجتے اور تعظیم کرتے اور انکے لئے جانور ذبح کیا کرتے وہ کچھ اصنام
نہ تھے اصنام تو وہ ہوتے ہیں جو مسعود و منقوش ہوں وہ لوگ اون پتروں کو خون و بارخ
سے لٹھیرتے اور اونپر گوشت رکھتے تھے مسلمانوں نے کہا ای رسول اللہ اہل جاہلیت تعظیم
اس گہر کی غفلت سے کرتے تھے ہم احق ترین ساتھ اسکے کہ تعظیم بیت کی کہین حضرت
خاموش رہے یہاں تک کہ یہ آیت اتری لن یتال اللہ لحو مھا و کا دھا وھا استقسام اذلا
سے اسکے نہی فرمائی کہ یہ فعل جاہلیت کا تھا اونہیں جب کسی کو کوئی حاجت پیش آتی پائیں
سادن کہیہ یعنی خادم و پوجا رہی کے آواز سے پائیں سات قرح برابر کے رہتے تھے ایک
پر نعم لکھا تھا دوسرے پر لاتیہ سرے پر منکم چوتھے پر من غیر کم یعنی تروچ یا پتھوین پر بلعق
یعنی نسب چٹے پر عقل یعنی ذیت ساتوین پر لاشے علیہ جب کسی کام کا ارادہ کرتے اور اخلا

ہر ما نسب یا تحمل ویت میں قرپاس پہل کے کہ سب میں بڑا صغر تھا ستودہم اہل شریک نزدیک
 صاحب اقتلاع کے آتے تاکہ وہ دوسرا کو مل کر دے اور کہتے یا انصافا انا امر جاکذا او کذا
 کو کہہ ادن بالنسب میں لکھتا دیا کرتے اللہ نے اس کام سے نبی کی اور اس رزق کو دیا کہ
 فرمایا کہ یہ فسق ہے اللہ نے ذکر اس قبیح بازی کا ہمراہ ان مشائخ کے اسلئے فرمایا ہے کہ وہ مشائخ
 ہی ہمارا اسکے پاس بیت کے لئے جاتے تھے قرطبی نے کہا اس فعل کا نام استقسام اسلئے
 ہوا کہ اس سے تقسیم رزق و مراد کی کرتے تھے نیز لکھتے فسق کی سب کی طرف راجع ہے جس طرح
 است سے اللہ شافیہ نے اسکی تفسیر کی ہے یہ قول بعض مفسرین کا کہ فقط راجع ہے بمقتل ہے
 شریک نہیں ہے کیونکہ جو قاعدہ اصول فقہ میں مقرر ہے وہ قاضی و جموع سمیر طون کل کے ہے اسلئے
 کوئی وجہ تخصیص بل بعض کی بائیں متین مانی لکن علماء نے تصریح نہ کی نہیں کی مگر قیام میں کا وہ ہر
 معلوم ہے اکل نجاست غیر معفوہنا کا مطلق کرنا ساتھ غل کے یا بچا جیکہ براہ تہدی ہو بعض اہل علم
 نے اسکی تفسیر سنی کی ہے انتہی کلام الزواجر و فتاویٰ متداول تھے شخص و مستند و مفسر کا ورام ہے
 بعض متاخرین نے تصریح کی ہے کہ یہ تینوں کہائیں نجاست کا قیاس بیت پر ہے اسلئے کہ حرمت بیت
 کی بوجہ ضرر کے نہیں ہے بلکہ سبب نجاست کے ہے کہ احقر حوالہ سوچو نجاست مراد ورام شریعہ
 اور اللہ پاک نے اسکا نام فسق رکھا تو ہر نجاست غیر معفوہنا مطلق بہ مراد شریعہ کی اس دنیا
 پر اکل نجاست کا گناہ کبیرہ ہے مستفید وہ چیز ہے جس سے جی گھون کرنا ہے جیسے آبنی اپنی
 یا مذی سوار کا گناہ بھی حرام ہے مفسرینے کا حکم غلط ہے کیونکہ مفسر غیر مستند بن یا عقل
 کی جوتی ہے ہذا ائمہ غلیظ ہے کیونکہ جس طرح کہ غیر کو ضرر دیا کبیرہ ہے ویسا ہی اپنی جان کو ضرر
 پہنچانا گناہ بزرگ ہے بلکہ یہ اولیٰ تر ہے اسلئے کہ حفظ نفس خود واجب ہے حفظ غیر سے شافیہ نے کہا
 اکل ظاہر مضر کا ورام ہے جیسے مٹی اور تم جیسے انیوں مگر قلیل لغیر من تعاونی ہمراہ غلبہ سبب
 کے ایسے نبات مسکھ غیر مطرب کہ اوس سے تعاونی کرنا جائز ہے اگرچہ قدرے مسکھ لاوے
 لکن یہ بات جب ہے کہ وہ طبعی عادل اس امر کو متعین کر دین کہ اوس ملک کو رسوا سے

اس دوا کے اندر علاج نافع نہیں ہے اور اگر کسی ایک نبات میں شکر ہو کہ وہ تم ہے یا نہیں یا
 کسی دودھ میں کہ وہ ماکول ہے یا نہیں یا کسی اور شے میں تو اس کا تناول کرنا حرام ہے مان
 اگر کسی کھانے کے پکافے میں کمی وغیرہ گر کر ہریرہ ہو گئی ہو تو اس کا کھانا حلال ہے اور اگر کوئی
 پزندہ یا جزا آدمی گر کر ہریرہ ہو گیا ہے تو حلال نہیں ہے اور اگر ایک طعام جامد پر نجاست
 موجود ہو اور پے شکر پیدا ہو کہ وہ مائع یعنی پتل یا جمی ہوئی گرمی ہے تو تناول اس کا حلال ہے
 اسکے کہ اصل اس کی طہارت ہے اور یہ محتمل ہے کہ وہ نجاست جامد گرمی ہو اس صورت میں ماکول
 اس طعام کا دور کر کے تناول کرے اگرچہ گمان غالب یہی کیوں نہ ہو کہ وہ مائع گرمی ہوگی اور وہ
 دریا ق یعنی تریاق حبین گوشت ساینوں کا مخلوط ہے اور اس کا کھانا حرام ہے مگر ویسے ہی
 ضرورت میں حبین کہ اکل مردار کا جائز ہو جاتا ہے اور اگر ساری روی زمین رزق حرام
 سے عام ہو جائے اور حلال روزی باقی نہ رہے اور نہ جو ریاب حضرت کی توقع ہو تو اس صورت
 میں تناول اس کا بقدر حاجت کے جائز ہے نہ تنعم اور یہ کچھ ضرورت پر بھی موقوف نہیں ہے
ف حیوان کسی طرح کے ہیں ایک وہ جو مضر ہیں اور نافع نہیں ہیں جیسے سانپ بچھو
 جو اچیل سنگ گزندہ گوشت اگر گشیر جینا اور سناؤ دزدہ اور دب و گر گس و عقاب و برغوث
 و مورچہ و صغیر و چپکلی و گر گٹ و بقی و ذبیحہ و سوان سب کا قتل کرنا مسنون ہے اگرچہ مجسم
 حرم ہیں مگر دوسری قسم وہ ہے جو نافع و مضار ہے جیسے قود و عققر و باز و سوان کا
 قتل کرنا واسطے نفع لینے کے مسنون نہیں ہے اور نہ مکر وہ ہے بسبب ضرر کے تیسری قسم
 وہ ہے جو نہ نافع ہے نہ مضار جیسے خفت و وجل یعنی گزیرا و سرطان و رخمہ سوا کا قتل کرنا مکروہ
 ہے مان ایسا لگتا جبین کہ نہ کچھ فائدہ ہے اور نہ نقصان اس کی علت میں مناقض ہے معتقد یہی درست
 ہے اس کی کما فی المجموع عن اصحاب اسکے اور درمیان مذکورات کے یہ فرق ہے کہ وہ حکم شرع
 میں ہیں اسلئے جو چیز اگر زمین مفتقر ہے وہ اس کے غیر میں مفتقر نہیں ہے اور اس کا قول اس جگہ اس کی
 تائید کرتا ہے کیونکہ وہ قتل نخل کیہ کو حرام تہلے ہیں حالانکہ اس میں نہ کوئی نفع ہے اور نہ مضر ہے

اسی طرح ناکل میں تحریر گئی شد و خطات و مبرود و منقوع و کتب کے گوشہ کار یا حراست کا
 کتاب ہوا و گویا ہو سکتا انی للزواج و حقیقتاً نام میں ذیل کتاب العلمہ اکل مسکر
 طابہ و گونا گویا کہ ہے اور مثال میں نام شیشہ و انبوت و شیکران یعنی شیخ و عقبہ و غیرہ
 و جزوہ الطیب کا لیا ہے کہ یہ سب مسکریں یعنی کی تصریح نامی سے اور ابن کی
 اور من لے کی ہے و مراد اس کا ہے اس جگہ یہ ہے کہ عقل کو چھاپا ہے لکن نہ ہر اشدت طبع
 کے آسے کہ وہ خیر و میات سے مسکر مانع کے ہے اس تعریف اسکا سے معلوم ہوا کہ ان چیزوں
 کا محذور نام کہ کچھ مٹا مٹا اسکا کی نہیں ہے سو جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ یہ سب اشیاء
 مسکر یا محذور ہیں تو استعمال و اکل انکا کبیرہ و فسق ہے اور جہاں حدیث و حدیث شایب مسکر
 میں آئی ہیں وہ من میں شخص مستعمل کے کسی شے کے ان اشیاء میں سے بھی وارد ہوتی ہیں
 البتہ اشتراک کے ازالہ عقل میں کیونکہ مقصود شایب کا بقا عقل ہے اور عقل ایک آلہ ہے نہ
 کا اندر و رسول سے اسی عقل کے سبب سے انسان حیوان سے متمیز ہے اور عقل ایک وسیلہ ہے نہ
 ایشیا کیالات کے نقائص پر تو متوجہ ہیں اس شخص کے جو قاطعی کسی شے میں ذیل نہیں کی کہ تاکہ
 و حدیث صادق آتی ہے سند احمد و سنن ابی داؤد میں آیا ہے کہ نبی فرمائی ہے رسول خدا صلی
 نے ہر مسکر و مفتر سے علماء کے کیا ہے جو چیز محدث فتور و فساد کے اطراف میں ہے وہی ہر مسکر و مفتر
 ہوتی ہے سو یہ ساری مذکورات مسکر و مفتر ہیں عراقی و شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے تحریر
 حبشہ پر اعلیٰ عقل کیا ہے اور متعل حبشہ کو کا فر شیعہ ایسا ہے اگر آری لے کلام اس میں ہے کہ
 نہیں کیا کہ حبشہ ان کے نامہ میں نہ تھا اور اسکا آفرین ششم و اول صد ہتم میں ہوا ہے جو وقت
 کہ وہ ملت سارا کا غلبہ ہوا اور وہی نے ذکر کیا ہے کہ میں نبات میں شدت مطربہ پہلا اور پہلا حد
 واجب آتی ہے امام مجتہدین و فقیہ العبد لے کیا ہے کہ جزوہ الطیب یعنی جانفعل مسکر ہے ہر
 متاخرین شامیہ و مالکیہ سے اس نقل پر اعتماد کیا ہے اسی قدر واسطے تحریر کے کافی ہے ابن العباد
 نے سبالتو کر کے شیشہ کہ جو زیر قیاس کیا ہے بعض فقہاء نے بصر لے کہ اتنا کہ برگ سبز مشرق میں

اسکار نہیں ہوتا ہے بلکہ جس کے واسطے کہ اسے اوس پر ابن العواد نے کہا کہ ضوابط یہ ہے کہ کچھ
 فرق درمیان سبز و خشک کے نہیں ہے بلکہ وہ تو ملحق بجزوۃ الطیب و زعفران و غیرہ و افیون
 و بخی ہے اور سبجہ سکران مخدرات کے ہے ذکر ذلک ابن القسطلانی فی تکمیل المعیشتہ
 انتہی ضوابط کہنا اسکم ابن العواد کا اور اجماع علما کو تحریم پر اوسکے مقبض علی جزوۃ الطیب
 کر نیسے معلوم ہوا کہ تحریم جزوۃ میں سبب اسکار یا تخیر کچھ شک نہیں ہے حالانکہ سبب اسکار
 اسکار میں موافق بالکیہ و شافعیہ کے نہیں امام متاخرین حنبلاہ تین بیح سے نص کی ہے اسکا حشیہ
 پر اور حنبلاہ اسکے مسکر ہونے میں تابع اپنے امام کے ہیں یہی تفسیر یعنی حکم کلام بعض ائمہ
 حنفیہ کا بھی ہے فتاویٰ مرغینانی میں کہنا ہے المستکر من البیج ولین الرمال ای انا فی
 الخیل حرام ولا یجوز شاربہ قالہ الفقہ ابو حفص و نص علیہ شمس الاعلام
 النسر حسنی انتھی کلام ابن دقیق وغیرہ سے معلوم ہو چکا ہے کہ جزوۃ مثل بخی کے ہے سو حنفیہ
 قائل اسکار بخی کے ہیں تو قول بامسکار جزوۃ بھی اونکو لازم آیا اس سے ثابت ہوا کہ حشیہ
 نزدیک ائمہ اربعہ کے حرام ہے شافعیہ و مالکیہ و حنبلاہ کے نزدیک نفس سے ہے اور حنفیہ کے
 نزدیک اقتدار سے اسکے کہ وہ مسکر یا مخدر ہے اہل اسکی وہی قیاس حشیہ کا ہے جزوۃ
 پر کما مرشح ابو اسحق نے تذکرہ میں اور نووی نے شرح منہذ بین اور ابن دقیق العید
 کہا ہے کہ حشیہ مسکر ہے درگشتی کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک اسمین کچھ خلاف نہیں ہے
 اور اوکلی حدیث میں وہ مسکر ان یعنی مست بھی داخل ہے چھ کلام منظوم مختل اور سر مکتوم
 منکشف ہے یا آسمان کو زمین سے اور طول کو عرض سے نہیں پہچانتا ہے پھر قرآنی سے
 نفی اسکار و اثبات افساد نقل کر کے رد افسار خلاف کا کیا ہو اور تخطیہ و تغلیظ قرآنی میں طول
 دیا ہے علماء نبات و اطباء نے بھی نص کی ہے اوسکی اسکار پر اس بارہ میں ائمہ میں کی
 طرف مرجع ہے لکن حق اسمین خلاف اطلاق میں ہے یعنی نہ مطلقا اسکار کہہ سکے ہیں نہ
 مطلقا افساد اسکے کہ کہی مراد اسکار سے مطلق تغلیظ عقل ہوتا ہے سو یہ اطلاق اعظم ہے اور کہی

مراد عقلی عقل یا ہر ادشا طوطی کے ہوتا ہے سو وہ الطلاق اخس ہے اور جہاں کہیں مطلق ہوگا
 مولا جاتا ہے اور اس سے یہی الطلاق مانی مراد ہوتا ہے سو الطلاق اول پر درمیان مسکے و غیر
 کے عموم مطلق ہے کیونکہ ہر متحدہ مسکے ہوتا ہے اور ہر مسکے متحدہ نہیں ہوتا ہے پس الطلاق اسکا
 ششیشہ و جزوہ و کوہا و مراد تحدید ہے اور جسے اسکی نفی کی ہے مراد اسکی معنی نفس میں تحقیق اسکی
 یہ ہے کہ ثمان مسکے کی جیسے خبر ہے یہ ہے کہ اس سے نشاۃ و نشاۃ طوطی و عرہہ و تمیت پیدا ہوتی
 ہے اور ثمان مسکے ششیشہ و وحدہ کی یہ ہے کہ اس سے اعتداد ان اسور کی متولد ہوتی ہیں
 تحدید و فتور بدن لول سکوت نوم و عدم حمیت اس تقریر سے روندہ کشتی کا قرانی پر مرد
 ہوتا ہے اور نہ تحدید کا قرانی کا ششیشہ کو درست نہیں رہا ہے اب بعد اس علم کے جو شخص ششیشہ
 کو ملال کے یا غیر محدود مسکے نہیں لگادہ الاثنی عشریہ طبع کے ہوگا بلکہ ابن تیمیہ رح اور ان کے
 اہل مذہب کا اعتقاد ہے کہ مسکے ششیشہ کا فرمودہ جاتا ہے انسان کو چاہیے کہ دفعیہ سے
 اس درجہ میں محترم رہے ابن تیمیہ نے کتاب السیاسة میں کہا ہے کہ ششیشہ میں مثل خر کے
 قنداحب آتی ہے اور صحیح یہی ہے کہ وہ خمس ہے انتہی لکھ کدنا اور سکا حیدان کو بھی حرام
 ہے ابن وقیف العید نے کہا ہے متلف ششیشہ پر مثل خر کے کچھ ضمان نہیں آتا بعد اسکے و جو
 میں اقوال اطباء کو بابت مضرت و نقصان نقل کر کے بعض علما کا قول نقل کیا ہے کہ اگر
 اہل میں ایک سو بیس ہزار دنیویہ و دینیہ میں پورا نلو گنا ہے پھر کہا ہے کہ ابو درجہ
 و غیرہ نے ششیشہ کو مثل خر کے ٹھیر لیا ہے اور ذہبی نے مبالغہ کر کے کہا ہے کہ شجاست
 محمد میں مثل خر کے بے ٹیکہ خر سے ہی اخبث تر ہے اسلئے کہ مفید عقل و مزاج ہے مستعمل ششیشہ میں
 تھنہ آجاتا ہے یعنی ابنہ و دیانت و قوادت اور خر و ششیشہ دونوں بالغہ میں فکر خدا و نماز سے
 ان بعض علماء متاخرین نے حدیث میں توفیق کیا ہے فقط تقریر کرنا تجویز کیا ہے اسلئے کہ
 مغیر عقل بغیر طرب مثل بیج کے ہے ہر حال چشیشہ و داخل خر ہے لفظاً و معنی اسلئے کہ عقل
 نے فرمایا ہے کہ مسکے حرام و قال صلواتہما علی مسکے کثرتہ و نقلہ حرام اور کسی نوع

میں کہہ فرق نہیں فرمایا کول ہو یا مشروب انتہی کلام الذہبی ملخصاً لکن یہ قول ذہبی کا کہ
 اوسمین نجاست و حد ہے ضعیف ہے انتہی کلام الزہری صحیح ہے کہ خمر ہی نجس نہیں ہے
 اگرچہ قطعاً حرام ہے کتاب دلیل الطالب کے صفحہ پانصد و دہم میں ایک سوال جواب یا
 استعمال زعفران و جوز ہندی و حشیشہ کے لگا گیا ہے خواصہ جواب کا یہ ہے کہ جس چیز پر سکر
 صادق آتا ہے اولہ او سکی تحریم پر قائم نہیں قال تعالیٰ انا الخمر و الفیسر و الا نصاب
 الا سکر لہم جس میں غلبہ لاشیطان فاجتنبوا یہ آیت متماثل ہر مسکر ہے اور حدیث
 ابن عمر میں مروی آیا ہے کہ یہ سکر خمر ہے اور ہر مسکر حرام ہے آخر جہ مسلم واحد و اہل السنن
 الا ابن ماجہ و دوسر لفظ یہ ہے ہر مسکر خمر ہے اور ہر مسکر حرام ہے آخر جہ مسلم و الدارقطنی
 ابو موسیٰ کا لفظ مرفوع یہ ہے ہر مسکر حرام ہے آخر جہ الشیخان و احمد ابن عباس کا لفظ
 مرفوعاً یہ ہے ہر مسکر خمر ہے ہر مسکر حرام ہے آخر جہ ابوداؤد و عائشہ کا لفظ یہ ہے ما اسکر
 الفرق منہ فملا الکف منہ حرام آخر جہ احمد و ابوداؤد و الترمذی و حسنہ
 دوسر لفظ یہ ہے ما اسکر کثیراً فقلیلہ حرام آخر جہ احمد و اہل السنن و ابن ماجہ
 و حسنہ الترمذی و مر جال استاذہ ثقافت سند بن ابی و قاضی کا لفظ یہ ہے کہ نفی
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلیل ما اسکر کثیراً اس بارہ میں اور بہت احادیث آئی ہیں
 سب صحیح ہیں اصل امر کی کہ جب کثیر سکر لائے اوسکا قلیل حرام ہوتا ہے شارع نے جملہ انواع
 سکر پر حکم تحریم کا لگایا ہے کسی نوع میں فرق نہیں کیا بلکہ عموم حرمت قائم رکھی اور ہر مسکر کا
 نام خمر نہیں دیا یہ بات کتاب و سنن دونوں سے ثابت ہو گئی اطلاق اسم خمر کا ہر مسکر پر نقل صحیح
 اسکا لغت و اخبار ثوبیہ و اشار صحابہ و جمہور اہل علم سے پایا گیا گوئی و غیر اسکے مجاز کہنے کی نہیں ہے
 اور اگر نزدیک بعض اہل لغت کہے یہ اطلاق مجاز نہیں ہے تو نزدیک شارع و اہل شرع کے
 تو ہرگز مجاز نہیں ہے حقائق شرعیہ ہمیشہ حقائق لغویہ پر مقدم ہوتے ہیں اشارے اہل اس
 باب کے دلیل نہیں تحریم ہر مسکر پر اس صورت میں ہر نوع جبکی خاصیت اسکا ہوگی خمر
 کی

بدون فرق مانع و جامہ کے خواہ معالجیہ سے ہو یا اصل خلقت میں جمہور صحابہ و تابعین و احمد
 و اسحق و مالک و شافعی اسی طرف گئے ہیں حنفیہ و غیرہم نے جو اختلاف کہا ہے وہ بے دلیل ہے
 جواب اور نکاح دلیل الخالب میں مرقوم ہے یہاں سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اگر دست سے زعفران
 و جوڑ ہندی و قات حد سکڑ کر حق میں مستعمل کیے بیچ جائے تو قلیل بھی اس کا دام ہے مثل کشکے
 بعض نے کہا ہے کہ یہ اشیاء منقرہ ہیں نہ مسکڑ سوجیکہ یہ فقیر حد سکڑ کو بیچیکے جس طرح کہ اکل و شرب
 حشیش سے حاصل ہوتی ہے تب بھی محرم نہیں رہتی اور اگر زری منقرہ تو حرمت منقرہ میں بھی
 صریح آئی ہے ام سلمہ کہتی ہیں نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل مسکڑ و مفقر اخر ما
 ابو حازم و شوکانی رحمہ اللہ نے کہا یہ حدیث صالح احتجاج ہے اس لئے کہ ابو داؤد نے اس سے مسکو
 کہا ہے ابن رسلان نے شرح سنن میں کہا ہے المفقر هو کل شراب یورث الفسور والخذ
 فی اطراف الاصابیع وهو مقدمۃ السکر انشئ عطف مفقر کا مسکڑ پر مقفیضی منایرت
 ہے ابن رسلان کہتے ہیں حمل مسکڑ کا شدت مطربہ پر جو حین جدا واجب ہوتی ہے اور حمل مفقر کا
 نبات پر مثل حشیش کے جسکو سفلی برتاؤ میں لائے ہیں جائز ہے لکن زعفران بین حد نہیں
 آتی ہے استعمال اس کا طعام وغیرہ میں حرام ہے بدلیل ما اسکر کثیر و قلیلہ حرام خواہ غفر
 ہو یا مصلط بغیر اور خواہ اس کا کہ کو بعد غلط کے قوت دے یا نہ دے اگرچہ حضرت نے یہ تفصیل نہیں
 فرمائی ہے کہ ما اسکر کثیر و قلیلہ حرام کیونکہ حکم مفقر کا مثل مسکڑ کے کہا ہے حاصل یہ ہے
 کہ حشیشہ اور جوڑیز مثل حشیشہ کے مسکڑ یا منقرہ ہے وہ حرام ہے بعہم اولہ تحریم غدر گشتہ ہیں
 فتور زائد کو محمد کوئی شے سوامی منقرہ کے نہیں ہے غرضکہ زعفران و جوڑ ہندی و فیون و زونا
 لاتی مسکرات ہیں ولو فی حال من الہوال ان اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ یہ اشیاء نہ مسکڑ
 ہیں اور نہ مفقر و منقرہ اور کسی مستعمل کے مزاج میں یہ و لطف انکا ثابت نہیں ہوتا ہے تو ثابت
 انکو حرام نہ کیا جاوے گا اگر ان مقولات اہل علم پر اکتفا نہ ہو سکے تو حدیث المؤمنون و قاتون
 عنہما الشہادت الخ پر عمل کرے بعض اہل علم نے کہا ہے کہ جوڑ ہندی و زعفران سے مقدار

کہ یہ حرام ہے اسلئے کہ ضرر کرتا ہے نہ اسلئے کہ مسکر ہے اسی طرح حال قرطی یعنی انبیون کا ہے شہد
 قات کو صاحب زنا جو حرام کہتے ہیں اور ایک جماعت حلال بتاتی ہے قات یمن میں مثل بیان
 ہند میں ہوتا ہے اور سکو بے مصالح کے کہا ہے یمن اور یمن کو مصالح سے شوکانی روح لئے کہا
 اگر بعض انواع اس کے حد مسکو و تفسیر کو پہنچیں تو ہم حکم تحریم اوس نوع خاص کا دینگے یا مضر ہونا
 اوس کا بعض طباع میں ثابت ہوگا تب ہی حرام کہینگے ورنہ اصل حل ہے بدلیل عموماً کتاب
 و سنت کے رہا حکم بیع کا سونما ہر ادا سے تحریم بیع ہر اوس چیز کی ثابت ہوتی ہے جسکی منفعت
 منحصر ہو محرم میں اور بقصود اوس سے سوا اسی اس محرم کے اور کچھ نہ خواہ انتفاع اوس سے
 غالباً محرم میں ہو یا نہ ہو مگر بیع اوسکی بقصد انتفاع محرم واقع ہو کہ ان صورتوں میں فروخت
 کرنا اوسکا حرام ہوگا احادیث میں نہیں آئی ہے بیع مردار و خمر و خوک سے اسلئے کہ انتفاع ان
 محرم میں ہوتا ہے اور اہم حلال میں نفع لینا اسلئے متصور نہیں ہے اسی قبیل سے حشیہ ہے
 کہ منفعت اوسکی منحصر ہے محرم میں حدیث الامامہ میں آیا ہے تم فروخت نہ کرو گالے بچا لے
 والیون کو اور خرید نہ کرو اور نہ سکھاؤ اور نہ گویہ کام خیر نہیں ہے اونکی تجارت میں اہمیت
 اونکی حرام ہے اخرجہ الترمذی یہ مثال ہے صورت ثانیہ کی کیونکہ منفعت قیادت کی کچھ
 منحصر حرام میں نہیں ہے لکن انتفاع اولئے غالباً حرام میں ہوتا ہے اسلئے شارع نے حکم
 اونکا تحریم بیع میں مالا ینتفع بہ فی غیر الحرام ٹھہرایا ہے تازیانہ لاکہ مازالکام الکل اسی قبیل سے
 ہے بیع و بخور ہندی اور جو انکے مشابہ ہے تیسری صورت کی مثال حدیث زید ہے مرفوعاً جسے روکا
 انگور کو ایام قحط میں تاکہ فروخت کرے اوسکو ہاتھ اوس شخص کے جو شراب بنائے گا تو وہ
 گستاخ میں جان بوجہ کہ اخرجہ الطبرانی باسناد حسنہ الحافظ ابن حجر اسمین مشک نہیں
 ہے کہ غالب انتفاع انگور سے امور جائزہ میں ہوتا ہے لکن جب قصد یہ ٹھہرا کہ ایسے شخص کے ہاتھ
 فروخت کرے کہ وہ استعمال اوسکا امر محرم میں کرے گا تو بیع اوسکی حرام ٹھہری کیونکہ وسیلہ حرام کا
 حرام ہوتا ہے اور اگر یہ قصد نہیں ہے تو حرام ہی نہیں ہے اسی قبیل سے ہے زعفران کہ فروخت

میں مفصلاً مرقوم ہے **مسئلہ** ذیابیح سارے مسلمانوں کے باوجود اختلاف ظاہر ہے و
 تاہن مستائب کے حلال ہین اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہکھو فقط کما نیئے اوس ذبیحہ کے منع کیا ہے
 جتنے نام خدا کا نہیں لیا گیا ہے سو ہر مسلمان اللہ کے نام پر ذبح کرتا ہے تحقیقاً یا تقدیراً کسی ذبیحہ
 کا کیون نہواور ذیابیح اہل کتاب کے تابع تحلیل اطعمہ اہل کتاب ہین اسلئے کہ اسم طعام اونپر حاق
 ہے یا ادام طعام ہین ایک یہودیہ نے خیر سے حضرت کو ایک بکری بھیجی تھی لپکا حضرت نے
 اوسکو کھا یا حلت ذبیحہ ہین اسقدر کافی ہے کہ انہاروم اور ذکر اسم اللہ ہو سو مسلمان کنیا ہی
 بدعتی کیون نہوا اللہ کے نام پر ذبح کرتا ہے اور بصورت التباس کہ بسم اللہ کی ہے یا نہیں
 حل ذبیحہ پر حدیث عائشہ دلیل ہے جسکو بخاری و نسائی و ابوداؤد و ابن ماجہ نے
 روایت کیا ہے وہ کہتے ہین میں نے کہا اسی رسول خدا ایک قوم تازہ عمد بجاہلیت پہنچے
 پاس گوشت لاتی ہے ہم نہیں جانتے کہ اوسے ذبیحہ یا نام اللہ کا لیا ہے یا نہیں ہم اوس کو
 کہا ہین یا نہیں فرمایا اذکر اسم اللہ علیہا وکلوا امر باعدہ تسمیہ ہے اسباب کو کہ ذبیحہ غیر منعی خواہ
 مسلم کا ہو یا غیر مسلم کا حلال ہے یہی آیت شریف و کاتاکلوا مما لایذکر اسم اللہ علیہ
 بلوچنوں سے عدم ذکر کلی پر وقت ذبح و وقت اکل کے اور یہی ظاہر ہے نفی ذکر اسم اللہ سے
 کیونکہ جب لحم پر اکل نے وقت اکل کے بسم اللہ کی اور کافر نے وقت ذبح کے تسمیہ نہیں کیا
 تو اولیٰ نام اللہ کا نہ کر دیا گیا یہ بات واضح ہے اور خصوص سبب کا اعتبار نہیں یعنی اس بات
 کا کہ عائشہ کا سوال اوس گوشت سے تھا جسکو نو مسلمان لوگ تازہ عمد بجاہلیت لائے تھے
 بلکہ اعتبار اس جگہ عموم لفظ کا ہے بقاعدہ مقررہ علم اصول اسلئے شوکانی رح نے کہا ہے
 کہ جن یہ ہے کہ ذبیحہ کافر کا حلال ہے جبکہ اولیٰ نام اللہ کا لیا گیا ہو اور اہلال بغیر اللہ نکلیا ہو
 یعنی واسطے اوٹان یا احتتام کہ ذبح نکلیا ہو اور یہ بات نہیں ہے کہ کوئی کافر نام اللہ کا
 نہ لیتا ہو اور حدیث عائشہ ہین دلیل عدم اشتراط تسمیہ پر مطلقاً نہیں ہے بلکہ عدم اشتراط
 تسمیہ پر وقت ذبح کے ہے ماحصل یہ ہے کہ تسمیہ ذابیح پر فرض ہے اور اغاۃ اوسکا وقت

اکل کے متروک و غیر حرام ہے اور اقل قسم یہ ہے کہ بسم اللہ کے اور تقابیم لکھنے کی منہ پر
 جبکہ قیل وقت کے اوسکو کہا ہے نہ منافی اسکی ہے کہ وہ تسمیہ واسطے ذبح کے کہ گیا ہو میل چار
 میں کہا ہے کافر نے جب ذبح کیا اللہ کے نام پر اور غیر اللہ کے لئے ذبح نہیں کیا اور گناہ سے
 گردن سے شون جاری ہوا تو اولہ میں کوئی دلیل تحریم اس ذبح پر جو اس صفت پر واقع
 ہوا ہے موجود نہیں ہے ان اگر کافر نے وہ ذبح واسطے غیر اللہ کے کیا ہے تو وہ متینک
 حرام ہے اگر یہ کسی مسلمان ہی سے کیوں نہ کیا ہو اب کوئی شخص قائل اشتراط اسلام ذابح کا
 ہے دلیل لا تاؤد کے ذمہ ہے نہ ہمارے ذمہ پر تمام کلام اس مسئلہ پر کتاب دلیل الطالب کے
 صفحہ چار و گیارہ سے تا صفحہ ۱۴ مرقوم ہے واللہ اعلم **مسئلہ** کہا نایا پینا کسی قسم
 نجس یا حرام کا بطور تداوی حرام ہے اور جو کوئی اسکو حلال کہے وہ دلیل لاوے حدیث ابوالدرداء
 میں مرفوعاً آیا ہے اللہ نے ہر دھوکے لئے ایک دوا بنائی ہے سو تم دو اگر دو لکن حرام چیز سے
 دعا کرو آخر جبہ الودع اور شرح مفتی میں کہا ہے کہ و اگر نا نجاسات سے اور ان چیزوں سے
 اسکا اللہ نے حرام کیا ہے ہائے نہیں ہے ابوسہیرہ نے مرفوعاً کہا ہے سنی فرمائی ہے حضرت نے
 دوا فی بیت سے آخر جبہ احمد و مسعود ابن ماجہ و الترمذی اور یہ بات معلوم ہے کہ و اگر
 نجس و دنن غصیت ہوتے ہیں قال تعالیٰ و یحرم علیہم الخبائث طارق بن سوید بعض
 نے پوچھا تھا کہ بن خمر واسطے دوا کے بناؤں فرمایا وہ دوا نہیں ہے دوا ہے ادا و مسلم وغیرہ
 جمہور کا مذہب یہی ہے کہ جس طرح شرب خمر حرام ہے اسی طرح تداوی بخمر محرم ہے اور یہی حکم
 اشیا و محرمة و نجسہ کا ہے حضرت نے جواب ال اہل کو بطور تداوی بتایا تھا وہ کچھ منافی اسکی
 نہیں ہے اسلئے کہ اولی نجاست و حرمت میں خلافت معروف ہے اور بصورت نجس یا حرام
 ہونیکے بنا دعام خاص پر کیجا ویگی بقاعدہ مقررہ اصول جیسے اجماع علماء و فحول ہو فرما کہ
 تداوی بخمس و حرام حرام ہے کوئی شے بھی کیوں نہ ہو اور اصل منی میں تحریم ہوتی ہے
 مسکوکا حکم یہ ہے کہ مفرأ و مخلوطاً بال غیر حرام ہے احادیث صحیحہ میں تحلیل خمر سے نفی آئی ہے

ہاں جو خمر خود بخود مسکر ہو جاوے وہ حلال ہے مگر یہ استیصال کی معالجہ سے ناعدا ہی مسکرت
 میں ہے مسکرات عموم اولہ مطہریت استیصال سے مخفیہ جس میں خمر خالص حل خلی خمر میں دلیلی
 یہی استیصال خمر ہے لیکن اس استدلال میں غفلت عظیم ہے احادیث سنہی تحلیل خمر سے بہر حال انداز
 مسکرات خواہ عین ہو یا مستحیل بخال معالجہ خواہ بہت ہو یا کم اور خواہ مسفر نہ ہو یا مخلوط غیر
 اور خواہ قوی ہو یا سکار پر بعد خلط کے یا نہ حرام ہے کسی طرح جائز نہیں اس لئے کہ ہر مسکر
 حکم خمر میں ہوتا ہے اور شارع نے خمر کو داکما ہے نہ دوا سمجھنا طرائق خمر کے ایک تبدیل
 اس خمر سے باسب دیگر پس جس چیز میں وجود خمر کا مسفر دیا مخلوط بالانہر ہو گا یہ حکم او سکوشال
 یہیگا مثل غالب او یہ انگریزی جب کو اکثریت خمر طیار کیا جاتا ہے خواہ خمر او نہیں مستحکم و
 مستحیل شے دیگر ہو یا نہ ہو کہ یہ استعمال داخل شرب خمر ہے بہ تبدیل نام شراب بنام دیگر جو
 مسکر جس دوا میں ملا یا گیا شراب داخل اور کا حرام ہو جاتا ہے بسبب عبوم اولہ کے کہ کثیر و
 قلیل مسکر حرام ہے اور ہر مسکر خمر ہے گو معالجہ سے مستحیل شے دیگر کیوں نہ ہو جاوے غلط
 و مزج ایک شے کا دوسری شے میں اور چیز ہے اور استیصال کسی شے کا دوسری شے میں
 اور چیز ہے حدیث میں آیا ہے جسے دوا کی خمر سے شفا نڈیگا او سکوالد استیصال کو علمائے جو
 مطہر و محلل کہا ہے مراد اوس سے ماورای مسکرات ہے کیونکہ مسکرات بہر حال میں محرمات
 مخصوص میں ہیں ساتھ تحریم زائد کے ان اگر کسی دوا میں کوئی شے محرمات میں سے جیسے مسفر
 یا مخدر اس قدر مخلوط ہو جائے کہ حد تقیہ و مخدیر کو نہ پہنچے تو استعمال اوس دوا کا جائز
 ہے اس لئے کہ تحریم مسکرات و مخدرات و سمومات و مخوہا میں اوس قدر تشدید و تخصیص نہیں آئی
 ہے جتنی کہ بقدر مسکرات آئی ہے یہ آمارت ہے نفرتہ کی درمیان مسکرات و محرمات کے مسئلہ
 سمجھنا محرمات کے ایک بنامات ہیں جیسے بول غلط آدمی دم حیض و نفاس لعاب کلب لحم خنزیر
 اسکے سوا جو امور ہیں جیسے مٹی بنی آدم و دم مسفوح و مینہ و قے و لحم مقطوع حیوان حرام سے
 اور سوا اسکے او نہیں جس چیز پر دلیل دال بر نجاست آئی ہو حکم او سکی نجاست کا دینا واجب ہے

مدون الحاق مسل و دوش کے دربرابر اسما یہ کافی ہے کیونکہ اصل جمیع اشیاء میں ہمارے ہمارے
 اور کسی چیز پر حکم نہایت کالگانا ایک تکلیف نام البیوی ہے یہ حکم مدون قیام کسی محنت کی
 نہیں ہو سکتا ہے **مسئلہ** منفرجہ ہمارے کے ایک سختیات ہیں سختیات وہ عیالات ہیں
 جو کوئی غیث مانتے ہیں نہ بسبب کسی علت یا عدم اعتیاد کے بلکہ ہر دستجات کے سودہ
 حرام ہیں اور مکہ میں و محرم علیہم الخصاصت میں مستخرج ہیں طبقات وہ ہیں جو نزدیک
 عرب کے مستطاب و مستلذ بہین بغیر اسکے کہ کوئی نفس کتاب و سنت کی اور کسی تحریم میں آئی ہو
 مثلاً قند غیث ہے اسلئے حرام ہے مگر خطابی نے حدیث حرمت قند کو ضعیف بتایا ہے سو اگر
 وہ ضعف اثر درجہ کا ہو جس سے حدیث یا لایہ اعتیاد سے ساقط ہو سکتی ہے تو غیر ورنہ حرمت
 اسکی ظاہر ہے منع اکل کتاب بر کوئی دلیل نہیں آئی ہے لکن بوجہ اضرا اسکو حرام کہا ہے
مسئلہ ماوردی کہتے ہیں سموم جارطرحہرین ایک وہ جن کا کثیر و قلیل قاتل ہے اور
 کمانا واسلئے تداوی کے حرام ہے لقولہ تعالیٰ ولا تأکلوا مما یحکم الی التھلکۃ وکذا
 وہ جس کا کثیر قاتل اور قلیل غیر قاتل ہے اسکا کثیر واسلئے تداوی کے حرام ہے اور قلیل نافع
 جائز تیسرا وہ جو غالباً قاتل ہے اگرچہ غیر قاتل ہو نا و اسکا جائز ہو اسکا حکم بھی وہی سیداکم
 ہے چوتھا وہ جو غالباً قتل کرے اگرچہ قاتل ہو نا و اسکا جائز ہو اسکی بابت شافعی نے
 ایک جگہ اباحت اکل کو ذکر کیا ہے اور دوسری جگہ تحریم اکل بیان کی ہے شافعی نے
 کہا جس جگہ تداوی میں نافع ہو وہاں جائز ہے اور جہاں نافع نہ ہو وہاں ممنوع ہے یہ تفصیل
 حسن ہے مطلب یہ ہے کہ تداوی بمسکرات عموماً اور نام الخبائث خصوصاً حرام ہے یہی حکم تداوی
 کا ساتھ تجنات و خبائث و سموات کے ہے حرمت استعمال عین عین لکن تجنات و سموات کے
 اور مضر بقدر غیر مضر عنہ ہے حدیث شریف میں اکل بلال و شرب لبن جلالہ سے نبی آئی ہے وہ جگہ
 منافی اسکی نہیں ہے اسلئے کہ نجاست کہیہ فرع تحریم کی نہیں ہوتی ہے اور نہ کوئی ملازمت
 درمیان تحریم و نجاست کے ہے پس جبکہ استعمال مضر نہیں اور وہ ایکنہ نیز علی جلالہ ذکر

سے آتی ہیں انہیں اگر کوئی شے حرام سوا ہی مسکر کے مخلوط ہو کر مستحیل ہو گئی ہو اس طرح
 کہ اس شے کا نام و نشان اصلی باقی نہ رہا ہو تو اسکا استعمال جائز ہو سکتا ہے اور مطلق حلیہ و
 بلاؤ کفار سے مانع اکل نہیں ہے اسلئے کہ حضرت نے پیڑ آبدار نصاریٰ کو کھایا ہے اور شاة
 مسہوئہ بیوہ کو بھی تناول کیا تھا اور طعام و ذبايح و نسا و اہل کتاب کو واسطے اہل اسلام کے
 حلال فرمایا ہے ہاں اگر وہ شے حرام اور یہ مذکورہ میں اس طرح مزیج ہے کہ اسم و وصف
 اور سکا باقی ہے تو تداوی ساتھ اسلئے ناجائز نہیں بلکہ یہ تفصیل دربارہ استعمال محرمات
 غیر مسکرہ کی ہے نہ بارہ مسکرات محرمہ کے خواہ ضرر ہو یا کوئی اور مسکرہ پر خواہ قلیل ہو یا کثیر
 اور خواہ قوت اسکا بعد خلط کے بخشتے یا بغیر اسلئے بہر حال تداوی ساتھ اسلئے حرام ہو گئی
 یہی مذہب ہے جمہور کا اور اگر کوئی دلائل سے جسکی مسکرہ حرمت میں اختلاف اہل علم کا ہے
 یا وجود مسکرہ حرام کا او میں معلوم نہیں ہے تو اس صورت میں وقت تردد و اشتباہ کے
 توقف کرنا لازم ہے غرض کہ تداوی ہجرات سوا ہی مسکرات کے اوسی صورت میں جائز ہے کہ
 مستحیل ہو یا قدر قلیل غیر مضر اور مسکرات سے ہرگز جائز نہیں ہے مستحیل ہو یا غیر مضر یا قدر
 قلیل و اللہ اعلم انتباذ و جنس مختلط کا جائز نہیں ہے حدیث جاہر میں آیا ہے کہ
 حضرت نے انتباذ تمر و زبیب سے منی فرمائی ہے اسی طرح رطب و بسر سے سر و اہ الشیخین
 وجہ منی کی یہ ہے کہ سبب خلط کے اسکا ر جلد آجاتا ہے بعض مالکیہ نے اس منی کو واسطے
 تحریم کے کہا ہے اسلئے کہ اصل منی میں یہی تحریم ہوتی ہے اور تداوی نے مذہب جمہور کا
 منی تنزیہ ذکر کیا ہے اول اولی ہے حدیث الشمین مطلقاً جمع و شے سے انتباذ میں منع
 فرمایا ہے سر و اہ احمد و النسائی یعنی کچھ خصوصیت اشیاء مذکورہ کی نہیں ہے مسوی کا
 لغظ یہ ہے کہ ایک جماعت اسکو حرام کہتی ہے اگرچہ مسکرہ مطابق ظاہر حدیث کے وہ قال
 مالک و احمد اور اکثر کا یہ قول ہے کہ حرام ہے جبکہ مشد و مسکر ہو جائے انتباذ ہاں بیانا
 عصیر و بنید کا قبل غلیان کے بدلیل حدیث ابی ہریرہ جائز ہے رواہ اہل السنن

غلغلیان کا بعد تین دن کے ہوتا ہے جس طرح کہ حدیث ابن عباس میں آیا ہے سداۃ مسلم
 احمد کا لفظ ابن عمر سے حق میں عصیر کے یوں ہے اشرہ مالعیاخذہ شیطانہ قیل و
 فی کھر یاخذہ شیطانہ قال فی ثلاث بنیدہ اسکو کہتے ہیں کہ کھجور یا شے کو کھل بھل کر
 بانی میں بگودین جب اسکی مٹھاس بانی میں آتا ہے تو شیرہ اسکا صاف کر کے تناول
 کریں ایک دو دن تک تو اس میں کچھ نشہ نہیں پیدا ہوتا ہے تیسرے دن اندیشہ سکر کا
 البتہ ہوتا ہے پھر اسکو نہ سیتے والنداعلم فہنجدہ ناکل کے ایک حدیث ہے جو صلاح جارج
 یا جراح سے تکرار کیا جاتا ہے وہ حلال ہے جبکہ اوسپر نام اللہ کا ذکر ہوا ہے اور جبکو کسی اور
 چیز سے شکر کیا ہے اوسکا تذکیہ کرنا ضرور ہے اور شکر رنگ معلوم کا درست ہے لیکن جبکہ
 کوئی اور کتا اوسکا شریک ہو جائیگا تو وہ صید حلال نہ رہیگا اور اگر سگ معلوم کھیا و سہین سے
 کھا لیگا تو یہی کھانا اوسکا درست نہ ہوگا اسلئے کہ اوس شکر کو کتنے نے ایسے لئے روکا ہے اور صید
 زعمی اگر بعد تین دن کے ہاتھ آئے اوسبانی میں پڑا ہوا نہ ملے تو حلال ہے جب تک کہ بوسیدہ و
 بدبودار نہ ہوا اور کسی اور شخص کی تیر سے نہ مرا ہو بیان اولی حیوانات و طیر کا حکم اکل حلال ہے
 کتب فروع و رسائل صید میں معروف ہے اسلئے حاجت ذکر کی اگرچہ نہیں ہے وہ یا رگ گوشت
 حوکی جانور یا کول اللحم زندہ سے کاٹ لیا ہے حلال نہیں ہے اوسکا حکم مردار کا حکم ہے سنگ
 و حرا و کبد و طحال کا کھانا درست ہے بدلیل انا ویش صحیحہ جو اس بارہ میں آئی ہیں جمہور
 کے نزدیک پیشہ بھر حلال ہے خواہ خود مر گیا ہے یا شکار سے مرا ہے ابن عباس نے کہا تو
 کھا شکار و ریا کا خواہ یہودی نے کیا ہو یا نصرانی نے یا مجوسی نے ظاہر کتاب و سنت
 اباحت قیات بھر ہے مگر نزدیک امام ابوحنیفہ کے سارے حیوانات بھر حرام ہیں مگر کچلی
 اول اولی ہے تفصیل اسکی شرح در بہتہ میں لکھی گئی ہے مفطر کو کھانا مردار کا حلال ہے
 لقولہ تعالیٰ الا ما اضطررتم الیہ اسی طرح طعام اہل کتاب حلال ہے مگر وہ چیز جو شرعاً
 حرام ہے جیسے خمر و خمر وغیرہ

باب بیان میں انواع اموال و حروف و غیرہ

اموال سلطنت کے جنگی اصل کتاب و سنت میں موجود ہے تین طرح ہیں ایک غنائم دوسری
 فیئ تیسری زکوٰۃ غنیمت وہ مال ہے جو کفار سے لڑ بڑ کر لیا ہے اسکا ذکر سورہ انفال
 میں آیا ہے یہ سورت غزوہ بدر میں اوتری ہے اسکو انفال اسلئے کہتے ہیں کہ یہ مال
 اموال مسلمین سے زیادہ ہے اس مال میں چھ قسمت ہیں بموجب نص و احکام و انما
 غنمتم من شیء فان للہ خمسہ و للرسول و لذی القربی و الیتامی و المساکین و ابن
 السبیل الی قولہ فکواہما غنمۃ حلالہ طیبہ اس مال کو اللہ پاک نے حلال طیب
 فرمایا ہے اگرچہ اصل کتاب میں وجہ محرمہ سے نزدیک کفار کے جمع ہوا تھا سو اسوقت
 میں بلکہ ایک مدت و راز سے حصول اس مال کا مستعذر ہو گیا ہے اسلئے کہ فی ضرورت بیان
 مال مذکور کی اس حکیمہ نہیں ہے صاحب حسن المسامح نے تفصیل اوسکی لکھی ہے وہی
 واسطے دریافت مسائل کے کافی ہے دوسری قسم مال کی جسکو فیئ کہتے ہیں اوسکا ذکر
 سورہ حشر میں آیا ہے یہ سورہ غزوہ بنی نضیر میں اوتری ہے بعد غزوہ بدر کے اللہ نے
 فرمایا و یا افعاء اللہ علی رسولہ منکم فمما اوجفتم علیہ من خیل و کما کتاب و لکن اللہ
 یسلطہ علی من یشاء یعنی فیئ وہ مال ہوتا ہے جو بے لڑے بڑے کسی سوار و پیادہ
 کے کفار سے حاصل ہوا اسکا مصرف بعد اسکے یوں ارشاد کیا ہے و ما افعاء اللہ علی رسولہ
 من اهل القری فذلہ و الرسول و لذی القربی و الیتامی و المساکین و ابن السبیل
 کی لایکون دولۃ بنی کہ ہنیاء منکم الا کیا ت یعنی اس مال میں حقوق مذکورہ ہیں یہ مال
 کچھ دولت نہیں ہے جسکو اغنیاء کے بیٹھیں پہر لیا اس آیت کے ذکر مجاہدین و انصار کا
 کیا ہے اور جو لوگ کہ بعد اونسکے آویٹے سو جو کوئی شخص ان صفات کا قیاست تک ہو نیوالا ہے وہ قسم
 میں داخل ہے یہ مال بھی مثل مال غنائم کے حلال طیب ہے بیت المال میں جتنے اموال جمع کیے ہیں

اور سب کا حکم مال فقیہ کا ہے جسے مال اور اراثت یا مال غصب یا مال غارت یا مال و دلیہ
 مالک معلوم نہیں ہیں یا زمین یا ماء و شعول کہ یہ سب اموال حقوق مسلمین ہیں زنا
 مساجد میں مال تین طرح سے ایک وہ مال جس کا لینا امام کو مینوتا ہے نہیں کتاب و سنت
 احصاء و وسارہ مال جس کا لینا بالاحصاء حرام ہے جیسے مال جنایات و عقوبات جسکو حرمان دیتے
 ہیں مسئلہ تادیب بمل کو شرح فقہی میں تفصیل سے لکھا ہے تحقیق یہ ہے کہ جس جگہ لینا
 جرمانہ کا شرع مقرر ہے منصوص ہے اسی جگہ سے لے اور جس جگہ لینا نہیں آیا ہے وہ
 قیاس کر کے دیکھو مال کہ جس میں تنازع و اجتہاد ہے جیسے مال اوس شخص کا جس کا کوئی
 ذمی فرض و عصبہ موجود نہیں ہے فقط ذی رحم موجود ہے دوسری قسم اموال سلطنت
 کی زکوات ہے یعنی صدقات یہ حق ہے آئمہ طرک کے لوگوں کا جس کا نام اللہ پاک نے خود
 قرآن شریف میں ذکر کر دیا ہے ایک فقرہ دوسرے مساکین یہ دونوں قدر کفایت حاجت
 میں کیا ان میں اس سے معلوم ہو کہ غنی اور قوی کتب کو صدقہ دینا حلال نہیں ہے
 تیسرے عامل صدقات یہ وہ لوگ ہیں جو تحصیل اموال صدقات کی رعایا سے کرتے ہیں اور
 محافظ مال مذکور کے ہوتے ہیں انکی تنخواہ اوسی مال صدقہ سے دینا چاہئے چوتھے مولفہ
 یعنی نو مسلم لوگ یا چوبیس گرن چوڑا لے میں اس قسم میں امانت مسکاتین و ندیہ ایسا کہ
 وحق رقاب داخل ہے قول الحق و اقویٰ پر چھٹے غارین یعنی قرضدار لگ جنہر کسی کا قرض آتا
 اور امانت دہر نہیں کہتے ہیں کہ قرض ادا کریں ابکو واسطے اداسی قرض کے کہیہ دینا گونداہو
 جائز ہے مگر یہ کہ نہ حق مذکور سے نصیحت الہی میں کیا ہو کہ اس صورت میں انکو دینا نہ چاہئے یہاں
 کہ تو یہ کریں ساتویں راہ خدا میں یہ لفظ شامل جمع بدل خلا ہے جیسے تجمیز غازی و حاجی
 و طالب علم و تاجر و مساجد و مدارس و دیار و غیرہ جو صدقات سبیل اللہ ہوں شرعاً
 آٹھویں مسافر جو اپنے وطن سے علیحدہ ہے گو وطن میں غنی ہو مگر بیان مطلق ہو گیا ہے
 اور اگر سے طلب نہیں کر سکتا ہے مراد صدقات سے اس جگہ زکوٰۃ مقرر و منہ ہے

یا شامل نافہ بھی کچھ ہو سکتی اس مال کے یہی اقسام ہشتگانہ ہیں انکو دنیا اور غیر کو دنیا
 خلاف سنت ہے بلکہ اگر زکوٰۃ ادا نہ ہو تو کچھ دور نہیں ہے یہ مال ان انواع ہشتگانہ کے
 لئے مال حلال ہے نہ مال حرام مگر اسی صورت میں کہ سچا ان اقسام کے نہو اور آپکو اس نعمت
 ظاہر کر کے دست برد کرے کہ اس وقت یہ مال اس کے حق میں حرام نہیں جائیگا اس لئے کہ اسکو
 بلا وجہ شرعی حاصل کیا ہے **ف** زکوٰۃ مفروضہ کئی قسم کے مال پر لیجاتی ہے وجوب اس زکوٰۃ
 ذریعہ مالک تکلف ہے نہ غیر تکلف پر ایک زکوٰۃ وہ ہے جو بکری گاؤں اور بکری واجب ہر اسکا
 بیان روضہ ندیہ میں مطابق سنت صحیحہ کے لکھا گیا ہے دوسری زکوٰۃ وہ ہے جو مال نقد
 پر لیجاتی ہے جیسے چاندی سونا مینہ دینار اور دوسو درہم پر جب ایک سال کامل گزر جائے
 تو ربع عشر اس مال سے نکالنا واجب ہوگا اس تعداد سے اگر زکوٰۃ وسیع کم ہے تو اسکو
 زکوٰۃ نہیں ہے اسی طرح جو اہر اگرچہ گران قیمت ہوں اور جو واجب زکوٰۃ کا نہیں ہے
 اور نہ مال تجارت پر جبکہ درآمد برآمدگی رہتی ہے لکن یہ قول انیض محققین اہل حدیث
 کا ہے نہ جمہور کا مہذا اگر کوئی شخص بطور ربح و ترع کے اموال تجارت سے زکوٰۃ نکالی
 تو نزدیک قائل عدم وجوب کے ہی ناجائز نہیں ہے اسی طرح جو متعلقات ہیں یعنی گھر
 کرایہ کی یا ساری کرایہ کی اور نہ یہی وجوب زکوٰۃ کا نہیں ہوتا ہے تیسری قسم زکوٰۃ کی وہ ہے
 جو پیداوار زمین پر ہوتی ہے جیسے گیہوں جو درخت پر تریب انہر وجوب زکوٰۃ کا منصوص
 سنت مطہرہ ہے و سوان حصہ پیداوار کا مالک مال سے لینا چاہئے پھر جس کشت کو پانی
 نہریا باران سے ملتا ہے اوسمین مقدار واجب عشر ہے اور جس کشت کو پانی چاہ سے ریتے
 ہیں اوسمین واجب نصف عشر ہے اس لئے کہ محنت آب کشی کی زمین چاہی زمین زیادہ ہوتی
 ہے لہذا تخفیف زکوٰۃ کی گئی اور جو کشت آب باران یا نہریا یا نالہ ندی سے ہوتی ہے
 اوسمین میزان میں کو تخفیف تعدیل رہتی ہے اس واسطے وہان عشر پیداوار پر مقرر ہے
 یہ نہایت درجہ کا عدل ہے طرف سے شارع کے ولتداحد اور عزمین مرزوعہ نہیں ہے فقہ ممکن

ولد منسخر کا والد و مسر پر اور بالکس اسکے واجب ہے اور نفقہ ملوک کا سید پر ہے اگر تار سوا و لکھ
 واجب بنان ہے گویا جب صلہ رحمی ہے اور ایسے صلہ ارحام میں دوسرا جڑ ملتا ہے اور جس کسی کا
 نفقہ جس کسی پر واجب ہے اور کا سکنی و کسوت میں واجب ہوتا ہے کسب کرنا مال کا پذیر
 اجارہ یعنی مزدوری و نوکری و چاکری کے ایسے عمل پر جس سے کوئی مانع شرعی نہ ہو جس کتاب و سنت جائز
 ہے اور وہ مال کسب لال طیب ہوتا ہے لکن اجرت کا معلوم و معین ہونا چاہئے اور اگر معلوم
 نہیں ہے تو بمقدار عمل کے استحقاق اجرت کا ہوگا اور اگر باوجود علم کے کام کم کیا ہے اور مزدوری
 پوری لے لی ہے تو وہ مال مشتبہ شیر لگا اور اجیر عامی ہوگا خصوصاً جبکہ مستاجر عمارت و اجرت زراعت
 سے خوشدل نہیں ہے کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ کسی مسلمان کا مال لینا حلال نہیں ہے مگر ساتھ
 طبیعت نفس کے اجیر کے ہاتھ سے جب کام بگڑ جائیگا یا اس چیز کو تلف کر دیگا تو بدلیل حدیث
 علی الدین ما اخذت حتی تؤدیہ اخرجہ احمد و اہل السنن وہ اسکا مناسن ہوگا سیطرح
 وہ مال جو بذریعہ کسب حجامت و مہر یعنی و حلوان کا ہن و اجرت اذان و تغیر طحان و استیجار بر ملا
 قرآن حاصل کیا جاتا ہے حرام ہے اسدی طرح وہ مال جو کہ بواسطہ اخبار نویسی و اشاعت جو اب
 کسب کیا جاتا ہے حلت سے دوز ہوتا ہے اسی طرح وہ مال جو سوال ناجائز سے حاصل کیا جائے
 حرام ہے کراہیہ پر دینا عین معلومہ کا اجرت معلومہ پر خواہ زمین ہو یا اور اعیان جائز
 ہے شرح سنن میں کہا ہے عائکہ اہل علم کا مذہب یہی ہے کہ زمین کا دراپم و دناشر وغیرہ انواع
 اموال پر کراہیہ دینا جائز ہے خواہ پیداوار زمین سے ہو یا نہو جبکہ اعیان یا اوصاف معلومہ ہوں
 جیسے اجارہ غیر زمین کا عبید و دواب وغیرہ اسے حاصل یہ ہے کہ جس چیز کی بیع درست ہے
 اسکا اجارہ پر دینا بھی درست ہے امام محمد نے کہا ہے کراہیہ دینا زمین کا سونے چاندی پر
 اور گندم پر جبکہ کیل و قسم اسکی معلوم ہو لا باس یہ ہے بشرطیکہ پیداوار زمین کو شرط نہ کرے اور اگر یہ
 شرط کر لی ہے کہ جو کچھ زمین سے پیدا ہوا وہ زمین سے کیل معلوم پر کراہیہ دے تو اس میں کچھ غیر
 نہیں ہے یہی قول ہے امام ابو حنیفہ اور عائکہ فقہاء و حنفیہ کا لکن احادیث سے

ثابت ہے کہ حضرت اہل غیبر سے نعمت پیداوار زمین پر معاملہ کیا تھا خواہ ترمہ جو یا نزع
 اس مسئلہ میں مذاہب متفرعہ داد لکھ مختلفہ آئی میں حدیث رافع بن خدیج مجہم بن زبیر بن ابی جہ
 اوس کو ناسخ اس حکم کا بتاتے ہیں وہ حدیث یہ ہے کہ رافع نے کہا ہم سب انصار میں زیادہ تر تھے
 حقل یعنی نزع میں زمین کو اس شرط پر دیتے تھے کہ اتنی پیداوار اوسکی بارے لئے ہوا وراثتی اوس
 کے لئے ہے پھر کسی ایک زمین پیداوار دیتی اور دوسری مذہبی حضرت نے کہا اوس کام سے منع فرمایا
 رہا یا مذہبی پھر ایہ دینا سوا اس سے منع نہیں کیا مسلم کہ لفظ یہ ہے کہ لکن شے معلوم مضمون سو
 اوسکا کچھ زمینیں ہے مائل یہ ٹھیک کہ فقہ پر زمین واسطے کہیتی کے دینا درست ہے اور غلط ہے
 لایا نزع کچھ بالفہ میں غبارہ کو جائز کہا ہے اور امارت شہی کو محمول قطعہ عینہ پر کیا ہے اور
 سہی کو تفریحی یا ارشادی ٹھہرایا ہے یہی قول ہے ابن عباس کا اور زید نے محمول مصلحت
 اوس حد پر کیا ہے کہ اس طرح کے معاملہ میں اکثر مناقشات واقع ہوتے تھے مزاحمت یہ ہے
 کہ زمین اور شہر ایک شخص کا ہوا و عمل و بقدر دوسرے آدمی کا مختار ہے یہ ہے کہ زمین ایک شخص
 کی ہوا و شہر دوسرے کا ہو دوسرے شخص کے تیسری قسم ہے کہ عمل ایک کا ہو باقی دوسرے کا
 فقہ حدیث جابر بن مرقوم آیا ہے جسے آیا دیکھا زمین اردو کو وہ زمین اوسکی ہے آخر جہ
 والنسائی صحیحہ الترمذی دلیل ہے اس بات پر کہ ایسے زمین کا مالک وہی شخص آبادن کار ہوتا
 اوسیر دست ادا زمی کسی کی نہیں پہنچتی اور جو پیداوار اوس زمین کی ہے وہ حلال ہے واسطے اس
 شخص کے اسی طرح وہ زمین ہا امام نے کسی کو جاگیر میں کسی مصلحت سے دی ہے خواہ زمین مردہ ہو
 یا سعد بن ابیانی اوسکا دینا لینا جائز ہے اور نفع اوسکا حلال ہے حدیث ابی خراش میں آیا ہے
 لوگ شریک ہیں تین بیرون میں یا بی گماں آگ رو کا احمد و ابوداؤد حدیث عمر بن زکریا
 نمک کا بھی آیا ہے رو کا الطبرانی بسند حسن مان وہ پانی جو کسی دیوار سے روک رکھا گیا
 وہ اس عموم سے دلیل اجماع مخصوص ہے آب زائد کارو کنا منع ہے اسی طرح کلاؤ کا امام کو یہ
 بات پہنچتی ہے کہ بعض موانع کو واسطے دواب مسلمین کے روک لئے شہر اشتراک نقد و

تجارت تقسیم بیع میں برضا مندی کیلئے جائز ہے اور مضاربت کرنا حبی تک کہ غیر حلال پر مشتمل
 نہ ہو درست ہے مضاربت یہ ہے کہ کسی کو اپنا مال واسطے تجارت کے نصف منافع پر دے
 بعض اہل علم نے کہا ہے کہ دوبارہ مضاربت حضرت سے کوئی شے ثابت نہیں ہوئی ہے
 مگر ایک جماعت صحابہ نے جنگی گنتی کو شخص تک پہنچتی ہے مضاربت کی ہے یہ حدیث مصیبت
 کہ برکت تین چیزوں میں ہے ایک بیع میں تادمت دوسری مقارننت یعنی مضاربت میں
 تیسری اخلاط گندم و جو میں واسطے گھر کے سرواڑا ابن ماجہ مرافوعا سخت ضعیف ہے اسلئے
 کہ اسکی سند میں دو راوی مجهول ہیں پشت کا مرکوب اور لین کا مشروب ہونا عود من نفث
 مرہون کے جائز ہے اخلاق رہن کا جائز نہیں ہے یعنی اگر رہن نے اپنا مال فک رہن لکھا
 تو اس سے وہ مال مرہونہ مرتن کا نہیں ہو جاتا ہے و بیع و مستعیر پر ادرا کرنا مال و ولایت
 و غارت کا واجب ہے اگر نڈیگا تو وہ مال اسکے حق میں حرام ہو گا یا عین سے منع کرنا جائز
 ہے جیسے ڈول دیگ وغیرہ اشیاء غاصب عامی ہوتا ہے اور کمانا مال منصوص کا حلال نہیں
 ہے بلکہ رزق حرام ہے مال کتابت کا کھانا درست ہے مراد کتابت سے یہ ہے کہ غلام کو لکھ دے
 کہ جب تو اتنا مال کہا کر دیگا تب تو آزاد ہو جائیگا سید کے لئے یہ مال مکسوب ملک رزق حلال ہوتا
 نہ حرام راہ خدا میں کسی شے کا وقف کرنا درست ہے اور عین لوگوں کے لئے وہ زمین یا باغ
 وقف کیا گیا ہے اوںکو اس مال موقوف سے ساتھ معروف کے کھانا حلال ہے بلکہ واقف بھی
 اوں مال سے مثل سائر مسدین کے انتفاع داخل کر سکتا ہے بیع وقف کی درست نہیں ہے
ف قبول کرنا ہدیہ کا اور نکاحات کرنا اوسپر درست ہے خواہ مسلمان کا ہر یہ ہو یا کافر کا
 ہبہ وہ ہے جو بغیر عوض کے دیا جاوے اسکا کھانا موہوب کہ حلال ہے اور رجوع و انہب
 کا نا درست مگر والد کا ہبہ ولد میں نذر و نیاز نا واسطے اللہ کے درست ہے اور اسکا کھانا
 مساکین و فقرا کو حلال ہے اور جو نذر واسطے غیر اللہ کے ہو یا ذبح غیر اللہ ہو وہ رزق حرام
 ہے اور اسکا کھانا حلال نہیں ہے جیسے نذر و قبور و اموات و اعراض وغیرہ اذیت نذر و مسلمان

کی سوانح یاد و سرگاو یاد و نزار بکری یا نزار دینار یا بارہ نزار درہم یاد و سولہ ہوتی ہے
 حد کہتے ہیں چار روئے بند کو یہ اموال دیت واسطے ورنہ مقتول کے حلال ہیں ثلث مال سے
 وصیت کرنا درست ہے جسکے لئے یہ وصیت کی ہو او سکوکا نام اس مال و وصی بہ کا حلال ہے
 اسی طرح جو مال میراث سے مطابق سهام ذوالفقہ اللہ کے ہاتھ آتا ہے اور سکا کھانا بھی درست
 ہے اسی طرح سهام اموال غنائم بہ موجب تقسیم شرعی کے حلال الاکل ہو تو میں حرم و اسطیج
 منجملہ ماکل حلال کے وہ رزق ہے جو مینوان مکان کو کھلاتا ہے مگر مکان اتنا نزدیک مینوان کے
 نہ ہو کہ اسکو گناہ بن جائے مہانی تین دن ہے پر صدقہ ہے چاہے کرے یا نہ کرے مینوان
 اگر مہانی نہ کرے تو مہان بقدر اپنی مہانی کے اس کے مال میں سے لیکر کھا سکتا ہے۔ لینا حلال
 ہے نہ حرام طعام غیر کا کھانا بغیر الان مالک کے حرام ہے اسی طرح کسیکے جانور کا دودھ پی جانا
 یا باغ کا میوہ کھا جانا یا کھیتی سے غلہ اٹھالینا منع ہے اگر سبھو کا محتاج ہو تو مالک کو ادھر
 دے اگر وہ منظور کرے ہتر نہ بقدر ضرورت کے کھاپی لے گو بہ کر نہ لیجائے و باغ
 میں جب بنجاست بڑ جائے تو اسکا کھانا مینا حلال نہیں ہے اور اگر وہ شے جا د ہے تو اس کے
 ار و کر کو دور کر کے کھائے کھا تا طعام ولیمہ و عقیقہ و دعوت مسلمان کا حلال ہے جبکہ بطور
 فخر و مبارکات و ریاء و مبارات کے نہ انتقال لینا شے حقیر لقطہ سے جائز ہے اور حالت مخمضہ میں
 بقدر سدقہ کھانا حرام بخت کا بھی جائز ہو جاتا ہے نہض کتاب وصفت باب اول میں
 احسن کتاب کے بحوالہ احادیث یہ بات گزرتی ہے کہ بہتر رزق وہ ہے جو آدمی اپنے ہاتھ کے
 کام سے لے کر کھائے سو سب سے بہتر کسب زراعت ہے پھر تجارت پھر دیگر صنائع قرآن پاک
 میں باشارة النص اصولی صنائع و آلات کا ذکر بھی فرمایا ہے صفحہ ہشتم ترجمان القرآن میں
 تفصیل اور صنائع و آلات کی بحوالہ الفاظ مطہرہ کتاب حرمہ مرقوم ہے جیسے خیاطت یعنی سلا
 عداوت یعنی آبنگری معادی و دیگر غزل یعنی سوت کا تانسیج یعنی کپڑا بنانا و ملاحت یعنی کیتنی
 باڑی کرنا یا سیاہی یعنی شکار کرنا وغیرہ اسی یعنی فوطہ زنی کرنا یا مین صیافت یعنی سناہ کا کام کرنا

زجاحت یعنی شیشہ آلات کا پیشہ کرنا تجارت یعنی خشت پری کرنا ملاحت یعنی ملاجی کرنا کتابت
 یعنی لکھنا قلم سے خبر و عجم و طبع یعنی باورچی گری کرنا قصارت یعنی گاڑی کرنا جزارت یعنی قصبہ
 پیشہ ہونا تجارت یعنی بیع و شر کرنا صیغ یعنی رنگریزی کرنا حجارت یعنی سنگ تراشی کرنا کیا کت
 یعنی وزن کشی کرنا رمی یعنی تیر اندازی کرنا اسمین ڈالنا توب و بندوق کا اور جملہ فنون سپاہ گری
 کا بھی داخل ہے یہ سب حرفت قرآن پاک سے ثابت ہیں اور انکے ذریعہ سے مال کمانا اور اسکا کھانا
 حلال طیب ہے انکے سوا اور حرفت بھی ہیں جیسے الطبائع کتب یا ت لکھ و سائنات و دواب ہونا مثل
 شربانی و داربہ رانی و فیلبانی و سیاست اسب و عطر فروشی و روغن فروشی و غلین فروشی
 و بیضہ فروشی و غیرہ ہر حرفہ ایک امر مستحب ہے انبیاء علیہم السلام نے بھی کیا ہے آدم
 علیہ السلام حرث تھے اور لیس علیہ السلام خیاط تھے ابراہیم علیہ السلام بنواز تھے نوح علیہ
 السلام نجار تھے عیسیٰ علیہ السلام دو دو کرتے موسیٰ علیہ السلام شبان تھے ہامی حضرت نے
 بھی بکریاں اہل مکہ کی چند قیراط پر چرائی ہیں اور طر فہ خدیجہ علیہ السلام کے شام کو واسطے
 تجارت کے گئے تھے عیب لگانا و الاہل حرفہ ہامی مشروع پر سخت جاہل و آثم ہے اسلئے کہ
 یہ طعن انبیاء علیہم السلام پر جاتی ہے جس سے بربادی ایمان کی یقیناً حاصل ہوتی ہے
 علاوہ اسکے و تباہی اس میں کوئی الشبہ ایسا نہیں ہے جو کہ کسی حرفہ سے خالی ہو حدیث
 شریف میں امیر و والی و سلطان کو راعی رعایا فرمایا ہے یہ امارت و ولایت بھی ایک حرفہ ہے
 تو کہہ بی جا کر ہی کرنا خواہ متعلق ملک ہو یا مال یہ بھی ایک حرفہ ہے عورات آسودہ جال سے
 نکاح کر کے استغنا حاصل کرنا یہ بھی ایک حرفہ ہے غرض کہ جتنے طرائق مرکاسب و مطاعم کے
 اللہ نے مقرر فرمائے ہیں وہ سب حرفت ہیں صرف اس قدر بات ہے کہ جو حرفہ اہل مذلت
 کرتے ہیں جیسے خاکروب و باغی اوس سے اہل شرف و فضل اتر کر کہتے ہیں ورنہ صحابہ
 و روایات احادیث و اولیاء امت میں اکثر لوگ پیشہ وراہل حرفہ گذرے ہیں جیسے زیات
 خدا و نساج حلاج و غیرہم حال ان بزرگواران دین کا متبع کتب آثار و سیر پر مخفی نہیں ہے

سب سے اشرف و اعلیٰ حرفہ تعلیم و تعلیم کا ہے خصوصاً جبکہ عالمی مصلحتاً واسطے اللہ کے ہوا کر کا
 رزق بیت المال میں بادۂ شریعہ واجب ہے اس زمانہ کے شرفا رجو غالباً فاقہ کش مسید
 محتاج فقیر مسکین ذلیل و غوار میں وجہا و سکی سی ہے کہ وہ حرفہ سے عار دہ کہتے ہیں اور ہر
 ہنر سے عاری ہین سو یہ انکی سفاهت و حماقت ہے علوم شرعیہ اور حالات اسلام سے
 ورنہ بصورت کتاب اس درجہ کو نہ پہنچتے اور مذات سوال سے محفوظ رہتے حالانکہ ہلال
 کر نیسے ہمیشہ کشم کشی کرنا اور آبرو بچانا بہتر ہے یہ مضمون حدیث صحیح میں آیا ہے اور
 قرآن پاک میں فرمایا ہے و کان حقن شتکثر والداعلم بالصواب +

باب بیان میں تفسیر اکل حلال کے ہر مانے میں

بعض مختار نے کہا تھا کہ اکل حلال معتد ہے وجود اور اسکا اس زمانہ میں ممکن نہیں ہے کیونکہ
 وقتہ مقام منصورہ میں غنائم تقسیم نہ ہوئی اور احوال مذکور معاملات میں مختلط ہو گئی اور سپر
 شخص نے یہ کہا تھا کہ آدمی کسی عمل سیاح پر مزدوری کرتا ہے اور اپنی اجرت حلال طہر سے
 لیتا ہے تو کہا کہ وہ ہم تقویٰ نفسہ حرام ہے اس کے جواب میں کہا گیا کہ وہ ہم نے کسی طرح
 اور تفسیر کو قبول کیا جس کی وجہ سے وہ بسبب ممنوع حرام ہوا اور کسی طرح سپر نیا قبول
 کیا جسکی وجہ سے وہ بسبب مشروع حلال ٹھہرا اور سپر کسی شخص نے یہ سوال شیخ الاسلام
 ابن تیمیہ سے کیا تھا، جواب اس کے انہوں نے اپنے فتویٰ میں لکھا کہ یہ قول ذکا اکل حلال
 اس زمانہ میں مشکل ہے اور وجود اسکا ناممکن خطا ہے باتفاق ائمہ اسلام یہ وہ مقالہ
 ہے جسکو بعض اہل بدعت و بعض اہل فتنہ فاسد و بعض اہل شک کا سد نے کہا تھا اور سپر
 علم نے اسکا کیا بیان تھا کہ امام احمد باوجود اس تقویٰ و ورع کے ایسی بات سے منکر
 ہوئے ایک عابد نے اسے قسم کا ذکر اور لے کیا تا انہوں نے کہا اس خبیث کو دیکھو کہ
 اموال مسلمین کو حرام بتاتا ہے اور کہا مجھ کو یہ بات پہنچی ہے کہ بعض لوگ انہیں سے

یہ کہتے ہیں کہ ہمارے ہاتھ نہ لگاؤ کیونکہ مال معدوم نہیں ہے اسی طرح کی بات بعض علماء نے بھی کہی ہے اور اسکی بنیاد بھی اسی شیعہ فاسد پر ہے یعنی اموال پر حرمت غالب آگئی ہے اور سبب کثرت غصوب و عقود فاسدہ کے تمیز حرام کا حلال سے باقی نہیں رہا یہ شیعہ ایک گروہ معنفین فقہاء کو بھی ہوا تھا اور پیرو انہوں نے یہ فتویٰ دیا کہ انسان کو چاہئے کہ مقدار ضرورت سے زیادہ متناول نہ کرے دوسری گروہ علماء نے جب دیکھا کہ یہ حرج شدید سے باب و ریح کرتا ہے تو وہ دو طرح ہو گئے ایک ابا حبیہ جو حلال حرام میں امتیاز نہیں کرتے ہیں بلکہ حلال وہ ہے جو اس کے ہاتھ لگا اور حرام وہ ہے جس سے وہ محروم رہے اس لئے کہ ان کو اسی گمان فاسد نے گھیرا ہے وہ خیال کرتے ہیں کہ ساری زمین حرام سے بھر گئی ہے اور انسان کو نہ وہی کپڑے سے چارہ نہیں ہے اس لئے جہاں سے جو ممکن ہوا اسکو وہ لے لیتے ہیں یہ جگہ نظر کی ہے کیونکہ یہ و ریح فاسد ہے اس سے انحلال دین اسلام سے حاصل ہوتا ہے ان لوگوں کے نزدیک اس و ریح فاسد کی حکایات ہیں بعض بالکل و ریح اور بعض غلط کہتے ہیں صالح بن امام احمد حبیہ قاضی ہونے تو امام محمد او علی آگ میں اپنی روٹی نہ پکاتے ایک دن گمراہوں نے او علی تورعین روٹی سبکی تھی امام صاحب نے نہ کھائی اور وجہ میں ڈال دی پر اس دن سے حسد و جلہ کو بھی نکمایا حالانکہ یہ حکایت اعظم کذب و فریب ہے امام رح پر ایسی بات کو وہی شخص قبول کر لیا جو بڑا مکار و محتال اموال مردم پر ہو گا اللہ نے امام کو اس خرافات سے پاک صاف رکھا تھا صالح کا قاضی ہونا او علی حیات میں مظلوم نہیں ہوتا بلکہ وہ بعد موت امام کے متولی قضا ہونے سے ہاں خلیفہ متوکل نے اس کے گمراہوں کا وظیفہ بیت المال سے مقرر کر دیا تھا اور سپر امام صاحب نے کہا تھا کہ تم یہ جو انر سلطان نہ کو جب انہوں نے عذر حاجت کا پیش کیا تو اسکو سلطان سے قبول کیا امام نے خود اکل اور ان اموال کا ترک کر دیا اور او علی آگ سے انتفاع نہ لیا اس لئے کہ انہوں نے جو انر سلطان کو قبول کر لیا تھا معذرا جب

اور نہوں نے پوچھا کہ کیا یہ مال حرام ہے کہا نہیں کہا ہم اس سے صحیح کہیں کہا ہاں اور
 یہ بات میاں کی کہ میں اسلئے اس مال سے بچتا ہوں کہ کہیں مجھ کو مداخلت ارادہ خلیفہ میں
 کرنا نہ پڑے جس طرح حضرت نے فرمایا ہے تو لے عطا چاہے کہ عطا ہوا اور جبکہ بعض کیسے
 قرض کے ہو تو نہ لے اور دیکھیں اگر خون و لحم خوک اور ہر حرام ڈالا مانتا تب بھی صید و حرام ہوا
 بعض لوگوں کو افراط و تفریع کے معنی نامرحتہ فہم ہوتی ہے اور کو تو اب بقداؤ کے حسن قصد کے
 متناہی اگرچہ مستر و خلاف اوسکے فعل کے ہو مثلاً کوئی شخص وچہ پستہ نہ کھائے جو بازار و ن میں
 ملتی ہے اور وہ میر کھائے جو جنگلوں میں ہوتی ہے اور اموال مسلمین نہ کھائے اموال اہل حرب
 کھائے اور مثل اس کے جس میں فاعل کا قصد حسن ہو اور اوسکے فعل کی تادیل ہو لیکن صواب شروع
 بر خلاف اسکے ہے کیونکہ حدیث ابو ہریرہ میں آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا اللہ نے حکم دیا
 ہے مومنوں کو اوسی چیز کا جس کا حکم مسلمان کو دیا ہے یعنی اکل طہیات احدیث سے و اچھا مسلم
 اور اللہ نے خلق کو واسطے عبادت کے پیدا کیا ہے اور محل صالح بدون اکل و مشرب
 و لباس و مسکن و مرکب و سلاح و کراع و کتب علم و امثال ذلک کے ممکن نہیں ہے سو
 ایسی چیز کہ جس بغیر واجب تمام ہو واجب ہوتی ہے پس جبکہ قیام ہوا جبات جمیع عبادات
 پر مفرغ نہیں اور وہ بدون ان اموال کے ناتمام رہتا ہے تو ہم کس طرح یہ بات کہہ سکتے
 ہیں کہ حلال کا ملنا مستغدر ہے بلکہ یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ حلال قلیل ہے بلکہ کثیر غالب ہے
 اموال مردم یہ اگرچہ حرام اغلب ہو اور جب دین کا قیام بدون حلال کے نہیں ہو سکتا ہے تو
 دو امر میں سے ایک امر لازم ہے یا ترک احبات اکثر خلق سے یا اباحت حرام واسطے اکثر خلق کے
 اور یہ دونوں امر باطل ہیں اور شروع ہجاء قواعد دین کے ہے حدیث لعان بن ابیہریرہ میں حلال و
 حرام کا تین ہونا اور درمیان اوسکے شبہات اموال کا یا جاننا حکم اکثر لوگ نہیں جانتے ہیں آیا
 ہے اور یہ شبہات سے احتراز کرنے کو فرمایا ہے اسی طرح حرام مایہریرہ الی ما کلا و یویش
 ارشاد کیا ہے ایک ترک و ساقطہ کو دیکھ کر فرمایا تھا اگر یہ ڈرتے تو تاکہ صدقہ کا ہو کا تو نہیں اسکا کھانا

بیان اسکا یہ ہے کہ جسکو فقہیہ معین حرام اعتقاد کرتا ہے کیا ضرور ہے کہ وہ حرام ہی ہوا اسلئے کہ
 حرام وہ ہے جسکی حرمت کتاب و سنت و اجماع است و قیاس معنی سے ثابت ہوئی ہے اور
 جس شے میں علما کا تفریع ہوا و ایک طرف انہیں اصول کے پیرنا چاہئے اور دوسری ایک مذہب
 امام معین پر نشوونما پاتا ہے اور کسی فقہیہ معین سے استفادہ کرتا ہے اور بعض متباح کی کوئی
 حکایت سنتا ہے پھر چاہتا ہے کہ سارے مسلمان اوسی طرح کریں اور سمجھیں حالانکہ یہ غلط ہے
 اسکے بہت نفاذ میں ہیں جیسے ایک مسئلہ غنیمت کا کہ سنت غنائم میں یہ ہے کہ جمع کر کے تقسیم
 و تقسیم در میان غنائم کے برابر طور پر کیجاوے اور اس بارہ میں کہ امام کہ تفہیل اربع اخماس
 سے جائز ہے دو قول ہیں مذہب فقہاء وغیرہ ابو حنیفہ و اہل حدیث کا یہ ہے کہ جائز ہے بذیل
 حدیث اہل سنن کہ حضرت نے نہایت میں تفہیل ربع کی بعد خمس کے فرمائی اور بعد رجعت کے
 ثلث بعد خمس کے دیا سعید بن اسید و مالک و شافعی کہتے ہیں کہ یہ جائز نہیں ہے بلکہ مالک کے
 نزدیک تفہیل خمس سے چاہئے اور نزدیک شافعی کے خمس اخماس سے امام احمد کو ابن مسیب و مالک
 دونوں سے تعجب آتا تھا کہ باوجود وفور علم کے یہ سنت او کو کیونکر نہ پہنچی صحیحین میں ابن عمر سے
 آیا ہے بھیجا کہ حضرت نے ایک لشکر میں طرف نجد کے پس پہنچا سہام چار بارہ اونٹ کو اور
 محفل بنوا خمس اخماس اس بات کا کہ اوسمیں سے ہر ایک کا حصہ لٹکے یعنی یہ امر ممکن نہ تھا کہ
 بیس اونٹ کا ہو کیونکہ دوسم بعد خمس کے اربع اخماس مال میں سے ہوتی ہیں سو جب اون
 دوسم پر بقدر ربع اون دونوں کے زیادہ کیا جائیگا تو مال پورا ہو جائیگا پھر جبکہ دوسم
 بارہ جزیرہ ہو گئے تو تقسیم پذیرہ جزیرہ ہوگی اس صورت میں ثلث خمس ہوگا اگر غنیمت
 چھین جزیرہ ہوئے تھے یا خمس کیے جزیرہ ہوتا تو ثلث مذکور کا اس دم خمس خمس ہونا ممکن تھا اسلئے
 اگر امام بعض غنائم کو بعض پر کسی مصالحت راجحہ سے زیادہ کرے جس طرح کہ رسول خدا
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ ذبی قرین میں سلمہ بن رکوع کو سہم سوار و پیادہ دونوں
 کا دیا تھا تو یہ تفہیل امام کی اصح اقوال علماء میں جائز ہے اور بعض اسکو جائز نہیں کہتے

لہذا مقدم اسی طرح اگر امام نے یہ کہہ دیا کہ جسے جو چیز لے لی ہے وہ اوس کی ہے اور ہنوز تقسیم نہ کیا گیا ہے
 منہیں ہوئی ہے تو یہ لینا ایک قول علماء میں جائز ہے ظاہر مذہب احمد بھی یہی ہے اور دوسرے
 قول میں جائز نہیں ہے مذہب مشہور شافعی بھی ہے اور کلام مذہبین میں خلاف ہے
 اسی اصل پر بنیادوں غنائم کی ہے جو از سبب متاخرہ میں ہوئی جیسے وہ غنائم جو سلا جقتہ
 اتراک نے لئے اور اہل اسلام نے غزوہ شام و مصر سے حاصل کئے اور سمین بعض فقہاء
 جیسے ابو محمد حوینی نے یہ فتویٰ دیا کہ کسی مسلمان کو کسی چیز کا ادھین سے خریدنا اور کسی
 شریک گاہ کا وطنی کرنا اور کسی مال کا مالک ہونا مکمل نہیں ہے حالانکہ جو خدا کا مال ہے
 ہے وہ اللہ ہی کو معلوم ہے آخر ابو محمد بن سراج شافعی نے اور کا سامرا غزوہ کر کے فتویٰ
 دیا کہ امام پر کسی حال میں قسمت و تخمیس غنائم واجب نہیں ہے بلکہ اوسکو یہ بات پہنچتی ہے
 کہ پیادہ کو زیادہ دے اور بعض غنائم کو خروم رکھے یا خاص کرے اور یہ زعم کیا کہ سیرت نبوی
 اسی کو مقتضی ہے حالانکہ یہ بات خلاف اجماع ہے اور بعد قول بھی باطل و منکر ہے دونوں میں
 انحراف ہے عوآب اس جگہ سر یہ ہے کہ جب امام نے یہ کہہ دیا کہ جسے جو چیز لے لی وہ اوسکی ہے
 تو وہ اوسکی ہو گئی اور اوسکو غنائم سے منع نہیں کیا بلکہ غنائم میں سے اوس چیز کا ارادہ کیا
 بالاتفاق ناجائز ہے یا یہ کہ امام اس پر تفسیر کرنا غنائم کا محل سے واجب اور اذن انتہات
 غارتگی کا دنیا جائز نہیں ہے تو یہ غنائم مال مشترک ہے درمیان غنائم کے خیر کا ادھین
 کچھ بھی حق نہیں ہے تو پھر جو کوئی ادھین سے بمقدار حق خود لے لیگا وہ اوسکو جائز ہوگا
 اور جب ادھین شاک ہوگا تو یا تو اختیار کر لیگا یا وسیع سبب اختیار کر لیگا یا وہ چیز لیگا جسیر
 طن غالب ہوگا ولا یكلف الله نفسا الا وسعہ **ف** اسی طرح اوس ذریعہ میں جسکو
 معین لوگ مجاہد کہتے ہیں فقہاء کا تازع ہے مگر سنت مطہرہ سے جو اناور کا ثابت ہو چکا ہے
 حضرت نے اہل غیر سے نصف پیداوار پر بھل ہو یا کبیتی معاملہ کیا تھا اس شرط پر کہ اپنے
 مال سے اوسکو آباد کریں اور جس معاہدہ سے منہی آئی ہے اوسکی تفسیر صحیح میں یوں ہے

کہ مالک نے یہ ایک قبضہ معینہ کو شرط کر لے اسی طرح کر اینہ دینا زمین کا پیداوار زمین پر نزدیک ابو
 و شافعی و احمد کے جائز ہے اور مالک اور احمد ایک روایت میں اس سے منہی کرتے ہیں اس کے
 نظائر یہی بہت ہیں یہ ایک اصل ہوئی ہے دوسری اصل یہ ہے کہ مسلمان نے جب
 ایسا معاملہ کیا جس کے جواز کا وہ معتقد ہے اور مال قبضہ میں کیا تو اب دوسرے مسلمان کو
 ویسا ہی معاملہ کرنا اس قسم کے مال میں جائز ہے اگرچہ یہ دوسرا مسلمان معتقد جواز اس معاملہ
 کا نہ ہو مگر خطاب کے سامنے یہ مرفوض آیا تاکہ بعض اعمال اہل جزیہ سے بعض جزیہ خیریت
 ہیں کہ قاتل کرے اللہ اس عامل کو اس کو یہ نہیں معلوم ہے کہ حضرت نے فرمایا ہے قاتل اللہ
 الیہ وجہ صحت علیہم الشھود فمحلوه و باعوه و اکلوا اثمہا پھر کہا کہ وہ خیر و نہیں کو
 دے دو کہ وہ فروخت کرے اس کی قیمت داخل کریں یہ اس لئے کہا کہ وہ اپنے دین میں معتقد
 اس کے جواز کے لئے اسی جگہ سے علماء نے کہا ہے کہ وہ معاملات کفار کے جن کو وہ باہم کرتے
 اور جائز سمجھتے ہیں اور لین دین اموال کا باہم ان کے ہوتا ہے جب وہ مسلمان ہو جائیں گے
 تو یہ اموال ان کے لئے حلال رہیں گے اور جب ہماری طرف سے حاکم لائینگے تو ہم بھی وہ مال
 انہیں کے ہاتھ میں بدستور رہنے دینگے خواہ یہ حاکم قبل اسلام کے کریں یا بعد اسلام
 اللہ نے فرمایا ہے یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ فہر واما بقی من الرب ان کنتم مومنین
 اس آیت میں یہ حکم دیا ہے کہ جو ان کے دسمہ پر باقی رہ گیا ہے وہ چور و نہ لو یہ حکم نہیں دیا
 کہ جو لے چکے ہو وہ بھی سپرد واسلئے کہ وہ اس پر باکو حلال جانتے تھے اسی طرح جب
 کوئی مسلمان ایسے معاملات کر لیا جن کے جواز کا معتقد ہے جیسے خیل ربوہ جیسا فتویٰ حنفیہ
 شافعیہ دیتے ہیں اور ایسے معاملات میں لیا گیا کہیتی کر لیا اس شرط پر کہ سچ کا شکار کا ہو
 یا زمین کو پیداوار زمین پر کہ ایہ دیگیا جنس خارج پر پیش اس کے یا مال لیا تو دوسرے مسلمان
 کو بھی اس طرح کا معاملہ کرنا اس سے اس مال میں بطریق اولی جائز ہوگا اگرچہ وہ معتقد
 اس کے جواز کا نہ ہو اور اگر بعد میں اس پر یہ بات کمال جاوے گی کہ تحریم راجح تھی تو بھی اس پر اخراج

ادس بل کسب کا بتا دیل سائے لازم نہا دیگا کیونکہ یہ اولیٰ تر ہے ساتھ عفو یا عذ کے کفر
 مشاؤل سے اگرچہ بعض فقہاء بعض بل و رع پائس بات میں اتفاق کہیں کہ وہ ناجائز کفار سے
 موا لہ کرے اور موا لہ مسلمین کو ترک کر دے اسلئے کہ یہ بات معلوم ہے کہ اللہ و رسول کسی
 مسلمان کو یہ حکم نہینگے کہ وہ مال کفار کھائے اور مال مسلمین چھوڑے بلکہ اہل اسلام اولیٰ تر
 ہیں ساتھ ہر غیر کے اور کفار اولیٰ تر ہیں ساتھ ہر شر کے و فی تبصرہ اصل یہ ہے کہ حرام
 و مطلق ہر ایک حرام یا مومن جیسے مردار و گوشت خوک سوا اس مطلق حرام جب کسی
 مال میں مختلط ہو جائیگا اور اسکی لون و طعم و ریح کو مغیر کر دیا تو وہ شے حرام ہو جائیگی اور
 اگر مغیر کر لیا تو وہ حلال بن جائے گا اور اسکی ذائقہ کی منہیں سے دوسرا حرام یا کسب جیسے
 مال یا مطلق یا مفسد یہ اگر کسی مال حلال میں ہو جائیگا تو اسکو حرام نہ کر لیا اس صورت
 میں اگر ایک شخص نے زویہ اشرفی آرگنڈم شہر غصب کا لیکر اپنے مال میں ملا لیا تو وہ سارا
 مال حرام ہو گا نہ اوپر اور نہ اسپر بلکہ اگر دو مال متماثل ہیں اور تقسیم ممکن ہے تو وہ بقدر
 اپنے حق کے اور یہ بقدر اپنے حق کے لے لے اور اگر کسی ایک کے پاس ان دونوں میں سے
 عین مال دیگر زیادہ ہو گا تو دوسرا مثل اس کے لے لیا جائے یہ بات کہ غلط مثل اتلاف کے
 ہے یا نہیں اس میں دو وجہ ہیں غصب شافعی واحد وغیرہ مابین ایک یہ کہ مثل اتلاف کے ہے
 مثل اس کے حق کے ہر حال سے چاہے اسکو اسے دوسرے پہ کہ اسکا حق اس میں باقی ہے
 ایک کو یہ بات پہنچتی ہے کہ اپنا حق اس مختلط طلب کرنے یہ اصل بہت نافع ہے
 کہ بہت سے لوگ یہ توہم کرتے ہیں کہ دراپہر مجرم جب مختلط بکمال ہو جاتے ہیں تو سارا
 مال حرام ہو جاتا ہے حالانکہ یہ خطا ہے ہاں بعض علماء نے قلیل تین توہم کیا ہے مگر جبکہ
 کثیر ہے تو اس میں بہن کسی کا نزاع معلوم نہیں ہے جو تہی اصل یہ ہے کہ جب
 شناخت مال کی متعذر ہو تو اس مال کو مصالح مسلمین میں فرویک جما ہر علماء کے و شر
 کرے جیسے مالک و ابو یوسف وغیرہ اگر ایک انسان کے ہاتھ میں مال غصب یا عاریت یا قرض

یا چہن ہے اور وہ معرفت اسحاب اموال سے یا یس ہے تو وہ اول اموال کو مالکین کی طرف
 صدقہ کر دے یا مصالح مسلمین میں صرف کرے یا امام عادل و قائم عدل کو سونپ دے کہ وہ اس کو
 مصالح شریعہ میں اور مبادیہ بعض فقہاء کے کہ اسے بلکہ توقف کرے یہاں تک کہ پتہ اسحاب اول
 کا لگے لیکن صواب قول اول ہے کیونکہ ہمیشہ مال کا حبس رکھنا کچھ فائدہ نہیں دیتا بلکہ وہ
 معترض ہلاک و استیلا و ظلمہ میں رہتا ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک کنیز خریدی کی بہرہ
 میں لگے کہ قیمت لاکھین باہر اگر بائع کو نہ پایا مسکینوں کے گرد بہرے اور اس قیمت کو صدقہ
 کر دے اور کہنے لگے اللہم عن رب البیارقۃ یعنی یہ صدقہ طرفے مالک کنیز کے ہے فان
 قبل فذاک وان لم یقبل فصولی و علی مثله الی یوم القیامۃ یعنی اگر اس مالک کنیز نے
 اس صدقہ کو قبول نہ کیا تو یہ اس کی طرف سے ہوا اور اگر قبول نہ کیا تو یہ صدقہ میری طرف سے ہے اور مثل
 اس کے مجبہ تاقیامت باقی ہے اسی طرح ایک شخص نے مال غنیمت میں سے کچھ خیانت کر لی تھی اور
 بعد ان کے تفرق کے وہ مگر البعض بالبعض نے فتویٰ دیا کہ او کی طرف سے تصدق کر دیا جائے
 اس فتویٰ پر سارے وہ صحابہ و تابعین جن کو یہ فتویٰ پہنچا رہی ہوئے جیسے معاویہ وغیرہ
 اسے شام اس کی بنیاد و اصل پر ہے ایک وقف و عقود عن الغیر پر بغیر اس کے اذن کے
 اس میں تین قول ہیں ایک یہ کہ بیع کرے اور اس بیع کو اجازت متصرف عنہ پر موقوف کرے
 اگر اسے اجازت دیدی تو جائز ہوئی یہی مذہب ہے مالک و ابو حنیفہ و احمد کا ایک روایت
 میں اور ایک قول شافعی کا یہی دوسرے یہ کہ وہ بیع باطل ہے مذہب مشہور شافعی کا یہی
 ہے تیسرے یہ کہ جب استیذان مالک کا مستغذ رہا اور حاجت طرف تصرف کے ہے تو
 وہ بیع موقوف واقع ہوگی اسی طرح جبکہ اس کو ذمہ داری سے خرید کیا ہے اور عقد میں
 نہیں کیا دوسری اصل یہ ہے کہ جب مالک مجبور ہو تو حکم معدوم میں نہیں لگتا اس کا بیان اصل
 پنجم میں آتا ہے اس سے کشف ستر مسئلہ ہوگا و پانچویں اصل یہ ہے کہ حکم مجبور کا مشروعیت میں نہیں
 معدوم کے ہے اور مثل اس کے معجزہ عنہ بھی قال تعالیٰ لا یكلف اللہ نفسا الا و سہا و

قال تعالیٰ فانقوا لله ما استطعتم اور حضرت نے فرمایا ہے اذا امرتکم باعرف انقوا
 ما استطعتم سوائے انکار کچھ نہیں دے سکتے اور لیکن عمل جو ہے ہم جب اسکی معرفت و عمل
 سے عاجز ہو گئے تو وہ جسے ساقط ہو جائیگا اسی لئے حضرت نے لفظ میں فرمایا ہے کہ جب
 اور سکا صاحب یعنی مالک آئے تو اسکو دیدہ و نہ وہ اللہ کا مال ہے جسے چاہے دے سوتے
 لفظ مالک معصوم ہوا لکن جبکہ شناخت اسکی مستند ہوئی تو یہ مرد یا بھی مال اللہ یوتیہ
 میں لیتا کہ یہ دلیل ہے اس بات پر کہ اللہ نے یہ چاہا کہ مالک اول کی اوس سے سائل ہو جائے
 اور وہ مال اس ملحق کو نبھائے سو وہ میان امت کے اس بارہ میں بعد تعریف
 یکسال کے کچھ نہ بچ رہے تھے کہ ملحق اسکو صدقہ کر دے اور اگر خود فقیر محتاج ہو تو آپ اوس کا
 مالک نہ بن جائے رہی یہ بات کہ باوجود غنا کے بھی مالک ہو سکتا ہے یا نہیں یا میں دو قول مشہور
 ہیں مذہب شافعی و احمدیہ کہ ہے کہ تنک ما نرسہ ہے اور مذہب ابوحنیفہ رحمہ کا یہ ہے کہ جائز نہیں ہے
 پر اگر کوئی آدمی مر گیا ہے اور اسکا وارث پیدا نہیں ہے تو وہ مال مصالح مسامین میں صرف
 کیا جائیگا اگرچہ نفس الامر میں کوئی وارث غیر معروف کیونکہ وہ بان اگر وارث ظاہر ہو گا تو میر
 اسکو وہ مال دیدہ یا جائیگا اگرچہ قبل ثبوت کے صرف کرنا اوس مال کا جائز اور لینا اسکا غیر حرام
 لوگ کثرت سے مرتے ہیں اور اوس کے عصباء جوتے ہیں جو بعد ایک مدت کے پہچاننے جاتے ہیں
 ف یہ بات ظاہر ہو گئی تو اب کہلایا ہے کہ جو اموال مغبوب و مقبوضہ بعقد و غیر مباح القبض
 موجود ہیں اگر معلوم ہو جائے کہ فلاں مسلمان کے ہیں تو اون اموال سے اعتنا نہ کرنے کہ
 کسی نے اسکو چرایا یا خیانت کیا یا غصب کیا ہو معصوم سے کیونکہ یہ مال ناحق ہے اسکا
 لینا درست نہیں ہے نہ بطریق مہبہ نہ بطریق معاوضہ نہ بطریق وعدہ نہ بطریق قبیحیت مسیح نہ
 بطریق وفاق و قرض کیونکہ یہ شخص کچھ اوس مظلوم کا مالک نہیں ہے اور اگر اس مال کو کسی
 تاویل جائز سے مطابق مذہب بعض ائمہ کے لیا ہے تو استیفاء کرنا اسکا منع و اجرت
 و قرض وغیرہ دیون سے جائز ہے اور اگر بکوال الحال ہے تو مجبور مثل معدوم کے

ہوتا ہے اور اصل اس چیز میں جو ہاتھ میں کسی مسلمان کے ہے یہ ہے کہ وہ اوسکی ملک ہے
 اگر وہ دعویٰ اپنی ملکیت کا کرتا ہے یا اوسکا ولی ہے جیسے متولی و ناظر وقف و ولی یتیم و ولی
 بیت المال یا وکیل بیت المال اور جس مال میں کوئی مسلمان یا ذمی بطریق ملک و ولایت و وکالت
 تصرف کرتا ہے وہ تصرف جائز ہے اور جبکہ حال اس مال کا جو اوسکے ہاتھ میں ہے معلوم نہ ہوگا تو
 محکم اصل پر کیا جائیگا **فصل** اگر ایک درہم نفس الامری مضمون ہوا اور میں نہیں معلوم ہے اور
 مجهول کو حکم معدوم کا ہے تو لینا ہمارا اوس درہم کو قیمت بیع و اجرت عمل و بدل متضمن
 اخذ لفظ سے کہہ کر کم نہیں ہے اسلئے کہ لفظ کو بغیر عوض لیا تھا اور اوسکا مالک معلوم نہ تھا
 اور اس مال کا مالک بھی معلوم نہیں ہے اور اسکو عوض اپنے حق کے لیا ہے تو ہر چیز حرام
 نہ ہوگا ہاں جب یہ بات معلوم ہو جائے کہ اوس شخص کا مال حرام ہے تو براہ ورع اوس سے
 ترک معاملہ کر دے اور اگر اکثر مال اوسکا حرام ہے تو اوس میں درمیان عسکاء کے نزاع ہے
 رہے مسلمان ستر الحال سوا اوس سے معاملہ کرنے میں کوئی مشتبہ نہیں ہے بلکہ جو کوئی
 اوس سے معاملہ ترک کر دے لگا وہ مبتدع فی الدین ہوگا جسکے لئے اللہ نے کوئی حجت نازل نہیں
 فرمائی ہے اس بیان سے حکم سائر اموال کا واضح ہو جاتا ہے اس غلطی سے جو یہ کہتا ہے کہ یہ
 انجیان والہان یا کو لہ شاید اصل میں منسوب و منصوب ہوں یہ کہنا چاہئے کہ مجهول کو حکم معدوم
 کا ہے سو جبکہ یقیناً اسکا علم نہیں ہے تو گویا سرے سے نہ فائدہ نگری ہے نہ غصب ہے اسلئے
 کہ اللہ ایک نے جن معاملات فاسدہ کو حرام کیا ہے اسلئے کیا ہے کہ ان میں ظلم ہے **قال**
لقد ارسلنا رسلنا بالبینات و انزلنا معہم الکتاب و المیزان لیقوم الناس بالقسط سو غصب
 اور اوس کے انواع جیسے سرقہ و خیانت و داخل ظلم میں سے ہر ایک اسی لئے حرام ہے
 کہ ان میں ظلم ہے سو جب بات یوں ٹھیری تو یہ مظلوم جسکا حق ناحق لیکر غیر کے ہاتھ میں رفت
 کر دیا گیا ہے اور خریدار اوس پر قابض ہے اور وہ نہیں جانتا کہ یہ کیسا مال ہے ہر وہ مال
 اوس خریدار کے پاس سے نزدیک غیر کے گیا اور اوس غیر کے پاس سے کسی اور کے پاس

یہ سنی تو معلوم ہو کہ ان لوگوں نے اس کو بچہ ظلم نہیں کیا ہے ظالم وہی شخص تھا جسے اس پر قرض
 کی تھی لیکن اس بات پر بھی کہ اگر ظلم کو یہ حال معلوم ہو جائے تو مطالبہ اس مال کا ادا
 کر دینا ہے اس کو بچہ ظلم نہ سمجھا جائے بلکہ سبب التزام نہ ان کے یا نہیں اس میں علما کے دو قول ہیں اصح یہ ہے
 کہ مطالبہ نہیں سمجھا اور جن لوگوں کا یہ قول ہے کہ ضمان مقرر ہے غار پر نہ مغرور پر کیا ہوا صحیح
 وہ باہم متعارض ہیں اس امر میں کہ مالک کو مطالبہ کرنا مغرور سے یا ضمان کا غار سے سمجھا جائے
 یا نہیں اس میں بھی دو قول ہیں مذہب احمد وغیرہ میں اسکی مثال یوں ہے کہ ایک ظالم
 ودیعت رکھے پاس ایسے شخص کے جو نہیں جانتا کہ وہ ظالم غاصب ہے یہ وہ ودیعت تلف
 ہو گئی تو اب مالک موضوع سے مطالبہ کرے یا نہ کرے اس جگہ دو قول ہیں اصح یہ ہے کہ اگر
 ادا کر دے مال کسی حمان کو کھلا دیا ہے اور حال ظلم کا معلوم نہ تھا پھر مالک کو معلوم ہوا تو اب یہ
 مطالبہ اس کا حمان سے کرے یا نہ کرے اس میں بھی دو قول ہیں ایک یہ کہ نہ کرے اور جو قائل
 ہے مطالبہ کا وہ یہ نہیں کہتا ہے کہ وہ حرام ہے بلکہ یہ کہتا ہے کہ اس پر بابت اس مال کی
 کے کچھ گناہ نہیں ہے اور نہ اس پر تاوان آتا ہے بلکہ ادا و شن لازم ہے اسلئے کہ وہ بزرگ
 مشتری کے ہے اور یہ قائل یوں کہتا ہے کہ کسی حال میں بھی اس پر اصل میں نہ کچھ شرم
 اور کچھ غرم ہے غرم ہے تو غاصب پر ہے جسے بڑا ظلم و ستم مال اس کا ناحق لیلیا ہے سو جب ہم
 کو فی مال میں ہاں شدہ میں کسی انسان کے دیکھیں گے اور ہمیں یہ بات معلوم نہ ہو گی کہ وہ
 مال منصوب ہے یا مقبوض ساتھ ایسے قبض کے ہے جو مفید و مالک مالک نہیں ہے اور
 ہم اس مال کا استیفاء یا یہ کہ لینے یا کسی اجرت یا بدل قرض میں لے لینے تو ہم کچھ
 گناہ اس بابت بالاتفاق نہ ہو گا اگرچہ نفس الامر میں وہ مال مسروق یا منصوب ہے یہ جہاں ادا
 ہونے جانا کہ وہ مسروق تھا تو اصح قولین پر ہم کچھ واجب نہیں ہے مگر وہی امر جس کا
 التزام ہونے عقد میں کر لیا تھا اس قدر ضمان کا ہم پر نہ ہو گا خواہ یہ میں گیا یا ہم میں اور
 ضمان زیادہ قیمت سے نہیں ہوتا ہے اسی طرح اجرت و بدل قرض کا حال ہے جبکہ

ہم اور نہیں تفرق کر سکیں گے تو پھر ضمان مستقر نہ ہو گا لکن فقہاء نے اس مسئلہ میں تنازع کیا ہے
 وہ یہ ہے کہ مالک کو تضمین اس مغرور کی جسکے پاس وہ مال تلف ہو گیا ہے پھر مجموعہ غارے پر
 بعد عن غرم غرور کے پہنچتی ہے یا مطالبہ کرنا مغرور سے نہیں پہنچتا مگر اسی میں جب ضمان ہے
 اسمین ذوقول میں افزہ دونوں دور وایت ہیں احمد سے اسی کے مانند یہ شکل ہے کہ ایک
 شخص نے ایک کثیر غصب کیا لی اور ایک انسان نے اس کثیر کو اس خاصیت خرید کیا اس کے
 اولاد وہو کی یا اسکو سہید کر دیا تو اس صورت میں صحابہ وائمہ کا اتفاق ہے اس بات پر کہ وہ
 ولد اس مغرور کا حریو کا اسلئے کہ واطی کو یہ بات معلوم نہ تھی کہ وہ کثیر کسی غیر کی ملک ہے
 بلکہ وہ تو اسکو اپنی ملک سمجھا ہوا تھا حالانکہ اہل علم کا اس امر پر اتفاق ہے کہ ولد حریت
 ورتق میں تابع مادر اور شفیق و الامین تابع پدر ہوتا ہے محمدنا اس ولد کو آزاد نہیں کیا کیونکہ
 اس کے والد کو یہ حال معلوم نہ تھا اور مجہول مثل ہمدوم کے ہوتا ہے ہاں سید جاریہ کے لئے
 بدلہ ولد واجب بتائے ہیں اسلئے کہ وہ اسکا مستحق تھا اگر یہ غرور یعنی دھوکا ہوتا
 ہو جب اس ولد کو ملک سید سے ناحق خارج کیا تو اب سید کو بدلہ اسکا ملنا چاہئے اور
 مہر بھی ملے لکن اصح قولین میں یوں کہا ہے کہ لازم اس بدلہ کا ذمہ پر غارتا لم کے ہے
 پتے اس بار یہ کہ غصب کیا تھا مہر اسکو فروخت کر ڈالا اور ذمہ پر مغرور مشتری کے
 اسی قدر لازم ہے جبکہ التزام اس سے عقد میں کیا تھا یعنی فقط ثمن اب یہی بات کہ
 صاحب جاریہ مطالبہ ذوالولد و مہر کا مغرور سے کرے اور مغرور مطالبہ اس کا غارے سے کرے یا
 نقطہ مطالبہ صاحب جاریہ کا عاقلہ حکم سے چاہئے اسمین ذوقول ہیں وہ دونوں دور وایت
 ہیں امام احمد سے درمیان امت کے اسمین رباع نہیں ہے کہ وہ واطی حرام نہ تھی اور وہ بچہ
 ذوالرشد ہے نہ ولد نہ یہ تو حلال کا بچہ ہوا نہ حرام کا اسی طرح سائر ان صورتیں متنازع نہیں
 کہ یہ ہے کہ اہل و اللہ و واطی عالم پر اہم نہیں ہے بلکہ تنازع ضمان میں ہے کیونکہ ضمان
 بان عدل سے ہے جو حق میں آدمیوں کے واجب ہے اور عمدہ خطا میں واجب آتا ہے

وما كان لموس ان يقتل موسى الا خطأ وقتل موسى خطأ فخر بقية موسى
 وحقية مسلمة الى اهله الا ان يصدر قوا معلوم هو ان قاتل نفس براه خطا ان ثم ہے نہ
 فاستحقاق لکن او میریت لازم آتی ہے اسی طرح مستکوئی مال مقصوب براه خطا مانف کرد یا جو
 سل بار کے لازم ہے کوئی گناہ او سپر نہیں آتا ایمان سے یہ بات واضح ہو گئی کہ اگر شتم یعنی جہت
 ہے ہر اہ عدم علم کے اس صورت میں سادے اصول جو ہر شتم میں اہل اسلام و اہل کتاب کے ہیں اور
 کسی ذلت و امارت کے اور کا مقصوب یا مقبوض ہونا قبض ناجائز معلوم نہیں ہے جسکے سبب سے
 قابض کے ساتھ معاملہ کرنا و انتہو معاملہ کرنا ساتھ اوکے اس مال میں بلاریے نزع است
 کے دوش ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ غالب احوال لوگوں کے اسی طرح پر ہیں اور وہ شتم قبض
 جو مفید ملک نہیں ہوتا ہے ظلم محض ہے و باوہ مال جو بقصد فاسد مقبوض ہے جیسے ربو و میر لے
 حوا و غیرہ او مفید ملک ہے یا نہیں سو اس میں تین قول ہیں ایک یہ کہ مفید ملک ہے ابو مفیدہ حر
 اسی طرف گئے ہیں و اگر قول یہ ہے کہ مفید ملک نہیں ہے شافعی و احمد کا مذہب معروف
 یہی ہے تیسرا قول یہ ہے کہ اگر مرگیا تو مفید ملک ہے اور اگر نہ مرگیا تو اس کا مالک کو ممکن ہے اور غن
 و نزع میں متغیر نہیں ہوا ہے تو نادہ ملک نہیں کر گیا مذہب مالک اسطرحی ہے شیخ الاسلام
 ابن تیمیہ رح کہتے ہیں مجھے ان امور و قواعد کا بسط اور جگہ کیا ہے بیان تو فقط اون قواعد
 شریفہ پر آگاہ کیا گیا ہے جو نسخ یا بابت اختیار ہیں اس اصل میں جو کہ سنبھلا ایک اصول اسلام
 کے ہے جس طرح کہ امام احمد وغیرہ نے کہا ہے کہ دار مدار اصول اسلام کا تین حدیثوں پر ہے
 ایک الاحلال یلین و الحرام یلین و التزم و سری انما الاعمال بالنیات الخ تیسری من جعل عملا
 لیس علیہ امرنا فهو ریح کیونکہ اعمال و طرح ہوتے ہیں ایک مامور دوسرے مخلوق و سوا حدیث
 اول میں فکر و خطرات کا ہے مامور وہ ہے جس کا قصد قلب و نیت نے کیا ہے نہ عمل ظاہر
 سوا وہ کام مشروع ہے جو موافق سنت کے ہو فضیل بن عیاض نے قولہ لیلو کہ
 ایکہ احسن عملا میں کہا ہے یعنی اخلصہ و اصولہ پوچھا اسے ابو علی اخلص و

اصوب عمل کیا ہے کہما عمل حجب خالص ہوگا اور صواب نہ ہوگا یا صواب ہوگا اور خالص نہ ہوگا
 تو قبول نہ ہوگا حجب تک کہ خالص و صواب دونوں نہ ہو خالص یہ کہ خاص اللہ کے لئے ہو صواب یہ کہ
 موافق سنت کے ہو اب اس تقریر سے جو یہاں تک پہنچنے ذکر کی یہ بات روشن ہو گئی کہ قول
 قائل کا کہ اکل حلال مستغبر و دشوار ہے اور وجود اور کما اس زمانہ میں ناممکن و محال ہے مخالفت
 اجماع ہے بلکہ اسوال خلق پر حلال ہی غالب ہے اور بہ نسبت حرام کے سہل تر ہے مستغول
 اس قول کے بعض طوائف متفقہ و مقصود ہیں اور کبار مشائخ عراق سے جس نے یہ بات کہی ہے
 ہم اسکو جانتے پہچانتے ہیں اور شاید یہ قول او نہیں کے پاس سے نزدیک شیوخ مصر کے
 منتقل ہو کر آیا ہے لیکن قائل اس قول پر لازم ہے کہ دروازہ اکل کو مسدود کر دے بلکہ یوں
 کہہ دے کہ اس عہد میں کوئی راہ طرف درج کے نہیں ہے پہر قائل مذکور نے یہ بھی ذکر کیا
 ہے کہ جب یہ دشواری شیر می تو اب کیا کرے کیا نکرے لیکن اس دم اور کما استحضار نہیں ہے
 عاقل کو تدبیر کرنا چاہئے کہ جو کوئی شخص قانون نبوی محمدی شرعی سے کسی کتاب و سنت اجماع
 سلف است وائتہ دلیل ہے باہر نکلے گا وہ ضرور اس امر کا محتاج ہوگا کہ کوئی اور قانون بدعی
 متقاضی نکالے جسکو عقل و دین دونوں نہ ذکر نیگے لیکن اگر مجتہد مقرر طاعت خدا و رسول
 ہوگا تو اللہ اسکے اجتہاد پر اسکو ثواب دیگا اور اگر خطا کرے گا تو اللہ بخشنے والا ہے ربنا اغفر لنا
 واکھواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا ربنا انک
 سرور رحیم **ف** رہی یہ بات کہ وقعہ منصورہ میں جب تقسیم غنائم کی نبوی تو اس میں
 مشہد داخل ہو گیا سو کلام اس مسئلہ پر دو طرح سے ہے ایک یہ بات کہ جو حرام محض اسوال مردم
 میں مختلط ہو گیا ہے جیسے مال غصب جیسے کہ ذلالت و قطع و اہل فتن قدرت رکھتے ہیں اور
 دخل خیانت معاملات میں جو اس اختلاط سے بھی بیشتر جوتی ہے خصوصاً ان بلاد مصرہ میں
 کہ وہ بہ نسبت اقدیم شام و مغرب کے اکثر ہے ظلم میں سبب اسکے کہ بعض لوگ بعض دیگر پر
 براہ خیانت و جحوظ ظلم کرتے ہیں اور طرف سے متولین نا حق کے کثرت سے ظلم ہوا کرتا ہے

بعد احوال تحریر کیا اس امر پر اولیٰ مرتبہ احوال تحریر سے سفارم پر دوسرے یہ کہ دینے بابت ان
کے مذہب فقہاء کو ذکر کر دیا ہے اور بیان کر دیا کہ جب امام نے اذن اخذ کا بغیر قسم و پیمانہ
رہ جائز ہوا اور اگر جائز نہیں ہے تو یہی جس کیسے بقدر اپنے حق کے لے لیا ہے تو وہ جائز
ہے اور اگر مقدار حق سے زیادہ ستا کی ہے تو وہاں اس کا مال پر بوجہ عدم
علم بخلاف ہو گیا ہے تو پھر اس کو طرے اور اسباب کے تصدیق کر دے اور اگر تصدیق
نہیں کیا ہے بلکہ اس میں تصدیق کر لیا ہے تو پھر اس مال میں سے جسکے پاس کچھ رہ گیا
اور اس کو مال اس مال کا معلوم نہیں ہے تو یہ مال خدا پر حرام ہے اور نہ کچھ اس بابت
اوپر گناہ ہے یہی بات کہ یہ حکم سائر مفسرین مذکورہ میں جاری ہو سکتا ہے یا نہیں
اس میں اختلاف ہے لکن بیان مذکور ہے یہ بات تو یقیناً ہو چکی ہے کہ جسے اپنی جان کو اجازت
میں دیا یا اپنا جائز کر لیا ہے پر چلا یا اپنی زمین و دیگر قیمت یا اجرت لی تو یہ کچھ اوپر حرام نہیں
ہے خواہ اس کو یہ بات معلوم ہے کہ قیمت و مزدوری حلال ہے واسطے مالک کے باوجود اس کا
مال معلوم نہیں ہے بلکہ مستور ہے لکن اگر یہ بات معلوم ہو گئی ہے کہ مالک نے اس مال
کو غصب کیا ہے یا چور یا ہے یا بوجہ ناجائز و مباح قبض کیا ہے جس کا لینا شرع و اجرت
میں درست نہیں ہے تو یہ جیکہ تسلیم کی ہے فقہاء و علماء میں فقہاء قول قائل کا کہ دیگر
نے کس طرح یقین کو قبول کیا جسکی وجہ سے سبب ممنوع حرام ہو گیا اور کس طرح یقین کو قبول کیا
جسکی وجہ سے سبب مشروع حلال ٹھہر گیا سو اسکی صورت یہ ہے کہ درہم قائل یقین سے حرام مال کو
اور محرم بالکسب میں اقل کی مثال خرچ کرے کہ جب تک عیسٰی تھو مال طاهر تھا اتفاق علماء جب ضرر ہوا
تو حرام ہو گیا پھر غیر سے بقول خدا انہی قصد کر کے بنگیا تو حلال ٹھہرا اتفاق علماء اختلاف اور میں
جسکی تفسیر و تخیل کا قصد کیا گیا ہے اسی طرح سائر نجاسات میں تنازع ہے عیسٰی تھو جیکہ ملک
ہو یا وسائر نجاسیت جیکہ راکھ بچا لے تو یقین لے لیا یا کہ یقین نہیں ہے یہی قول ہے سفارم
کا اور ایک قول مالک و احمد کا وہو اصح دوسرے کی مثال آپ مفسرین ہے کہ وہ حرام ہے اسلئے

کہ ظالم نے اوس پر براہ ظلم قبضہ کر لیا ہے پہر اگر حق ہے تابعدار ہو گا تو مباح ہو جائیگا مثلاً مالک
 مال غاصب مذکور کو اذن اوس کا دیدے یا ہبہ کر دے یا اوس کے ہاتھ فروخت کر دے یا خود
 مالک اوس کا یا ولی یا وکیل مالک کا اوس کو اپنے قبضہ میں لے لے پہر اگر غاصب نے وہ پانی ایسے
 شخص کو دیدیا ہے جس کو یہ بات معلوم نہیں ہے کہ وہ پانی مقصوب ہے تو اس کا لینا قبضہ کرنا
 حق سے ہے نہ ناحق سے اس لئے کہ اللہ پاک نے اس شخص کو تکلیف امرنا معلوم کی نہیں ہے
 ہے اسی طرح حال اوس شخص کا ہے جسے اس قالم سے اوس پانی کو براہ حق لیا ہے
 اشیائی کلام شیخ الاسلام رحمہ اللہ تعالیٰ وایا نا بحرمۃ السابقة علی غضبه وجنبنا عن
 حرام المال وغضبه بمنہ وکرمۃ آمین **ف** حدیث نعمان بن بشیر میں نزدیک شیعین
 وغیرہما کے حلال و حرام کا بتین ہونا فرما کر یہ ارشاد کیا ہے کہ ان دونوں کے درمیان میں امور
 مشتبہ نہیں ہیں اور ان امور مشتبہ کے ترک کر کے کو فرمایا ہے سو تفصیل مشتبہات میں اہل علم کا
 اختلاف ہے کسی نے کہا مشتبہات وہ ہیں جنہیں قارن دلیلوں کا ہے کیسے کہا وہ ہیں
 جنہیں اختلاف علماء کا ہے کیسے کہا امر اوقسیم مکروہ ہے کیونکہ فعل و ترک دونوں اوس کو اپنی
 اپنی طرف کھینچتے ہیں کیسے کہا امر اومباح ہے یہ چار قول ہوئے مؤید قول اعلیٰ و ثانی
 لفظ بخاری ہے لا یجلیہما کثیر من الناس ترمذی کا لفظ یہ ہے کا یہاں تک
 من الناس امن الحلال ہی ام من الحرام مفہوم لفظ کثیر کا یہ ہے کہ معرفت مشتبہات
 کی ممکن ہے لکن شوطے لوگ اوس کو جانتے ہیں جیسے مجتہدین اس تقدیر پر وقوع
 مشتبہات کا حق میں غیر مجتہدین کے اس طرح ہوتا ہے کہ ان کو ترجیح ایک دلیل کی دلیلوں
 میں سے ظاہر نہیں ہوتی مؤید قول سوم و چہارم کی روایت ابن حبان ہے بلفظ الجعل
 بینکم و بین الحرام سترۃ من الجلال من فعل استبرأ لدینہ وغرضہ اس فقہ
 پر حدیث متضمن ہے تقسیم احکام کو طرثتین چیزوں کے اور تقسیم صلیح ہے بعض
 علم نے کہا ہے کہ استکثار مباح سے آدمی مکروہ میں اور استکثار مکروہ سے حرام میں پڑ جائیگا

منع الباری میں وجہ اول کو ترجیح دی ہے میری کہ اس کے سبب وجوہ کا ہر دو ہوا یہی کہہ
 بعید نہیں ہے یہ وجوہ یا اختلاف مردم مختلف ہوتی ہیں انتہائی کفر تفسیر اول و دوم صحیح ہے وجہ
 صحت کی دلیل انطالیب میں ذکر کی گئی ہے مشتبہ میں توقف کرنا چاہئے مثلاً ایک عالم نے کہا
 کہ لحم خیل و فسخ کا ملال ہے دوسرے نے کہا کہ وائم ہے یا ایک نے شراب بنید و مثلاً کو حلال
 بتایا اور دوسرے نے حرام سمجھایا یا ایک نے کہا بیع نسیم حلال ہے اور دوسرے نے کہا کہ حرام
 ہے تو اس جگہ متان ایسا غناسکی یہ ہے کلن اشیا کو ترک کر دے کیونکہ اس جگہ یہ وقف ایسا
 مسلک ہے کہ ہر ایک ان علماء میں سے ساتھ اس کے راضی رہ سکتا ہے رضا فاعل تحریم کی خود
 ظاہر ہے اور رضا فاعل تکمیل کی اس طرح ہو سکتی ہے کہ وہ یہ بات نہیں کہتا ہے کہ ان چیز
 کا اکل یا قاتل واجب ہے بلکہ غایت دل او سکا یہ ہے کہ یہ اشیا حلال ہیں اور فعل و ترک
 اون کا جائز ہے اس صورت میں تارک نزدیک دونوں عالم کے مصیب رہیگا پس وریع محمود
 اس حالت میں یہی وقف شیرایہ وریع جملہ ترک میں ہوتا ہے اسی طرح فعل میں بھی
 ہوتا ہے مثلاً ایک عالم نے کہا کہ غسل جمعہ واجب ہے اور دوسرے نے کہا کہ واجب نہیں
 ہے تو وریع اس جگہ یہی ہے کہ غسل کرے کیونکہ عدم وجوب کچھ مانع غسل سے نہیں ہے
 بلکہ غسل میں ترغیب آئی ہے گو واجب نہ ہو اور جو اس کو واجب نہیں کہتا ہے وہ کچھ قائل
 عدم جواز کا نہیں ہے بلکہ مسنون یا مندوب بتاتا ہے سو جس جگہ قمار من اولہ کا درمیان تحریم
 وکراہت اور درمیان ملت و جواز کے ہو وہاں وریع ترک میں ہوتا ہے اور جہاں قمار من
 درمیان وجوب و مذہب اور درمیان اباحت و استحباب کے ہو وہاں وریع فعل میں ہوتا ہے
 ہاں اگر قمار من اولہ کا درمیان تحریم وکراہت اور درمیان وجوب یا مذہب کے ہو تو وہ
 جگہ البتہ مقام ضنک و مطن صعب و عقوبہ گنووت ہے جیسے کہ اوقات کراہت من نہی کی
 ہے نماز سے اور امر آئی ہے نماز تحیت السجود کا اس جگہ بعض نے کہا وریع ترک میں ہے
 کلن اصح یہ ہے کہ ایسی جگہ میں موقع بچا کر مسجد میں رکے تفصیل اس قول کی دلیل ظاہر

میں ہے **ف** لعل بین وہ ہے جسکی تخلیل پر نفس وارد ہے حرام بین وہ ہے جسکی تحرک
 منقوض ہے پس جس چیز کے مباح ہونے پر شارع نے نفس کی ہے وہ جنس حلال بین
 سے ہے یا جس چیز سے سکوت کیا ہے اور وہ چیز مخالف شرع ماقبل یا دلیل عقل کی نہیں ہے
 تو وہ بھی داخل حلال بین ہے کیونکہ حدیث میں آیا ہے وما سکت عنه فهو واما کان
 ہر ایک نسبتاً سوا ایسا مباح جبکہ ذریعہ وقوع کا حرام میں نہ تو وہ ہے شبہ شہتیا میں
 سندرج نہ ہو گا ہاں جو مباح ذریعہ حرام ہو سکے اوس سے توقف کرنا داخل ورع ہے جیسے شہت
 زوجہ سے حالت حیض میں باعدامی پس و پیش کیونکہ اکثر لوگ مالک نفس کے نہیں ہوتے
 ہیں اسی لئے یہ کہا ہے کہ ورع ترک کرنا مالک باس یہ کا ہے ڈرنے مابہ باس کے
 اس باب میں سلف بڑے محتاط تھے بعض لوگوں نے سالہا سال تک تبسم کیا ابن سیرین
 نے تیل خرید کیا مٹا تجارت کو ایک مشکیزہ میں ایک چوبایا گھنٹا کیا کہ شاید عصر میں پڑ گیا ہو
 سارا تیل ہیک دیا اوس سے نفع نہ لیا ایک با ایک مال خرید کیا تھا اونہیں بارہ سو رہم کا نفع ہوا
 دل میں شک پڑا کہ فلا سے مال پر اتنا نفع لینے چہ اوسکو چوڑ دیا ہشام نے کہا واللہ یہ کچھ سود
 نہیں ہے نووی و مشق کی کچھ نہ کہاتے تھے پوچھا تو کہا ایام قدیم میں یہ باغات ہاتھ میں ظالموں
 کے ہتی معلوم نہیں کہ دخل و خرج اونکا کس طرح پر تا غرض کہ سلف کی مسالک ورع میں
 تھے کہ خلف اوسپر مالک نہیں ہو سکتے ہیں شارع نے اسی طرف اشارہ کیا ہے حرع مایوریا
 الی مساکیر ہر ایک اسکوتر مذہبی نے حسن سبط سے روایت کیا ہے اور حاکم و ابن حبان نے
 صحیح بتایا ہے و دوسری حدیث میں آیا ہے استفت قلبک ولو اقلک المفتون مرد الا احمد
 و ابو یعلی و الطبرانی من حدیث و ایضاً مرفوعاً اسی باب سے یہ حدیث بھی ہر اکاشف
 ما حاک فی صدرک و کرمک ان یطلع علیہ الناس بلکہ اس بارہ میں خود ہی حدیث
 شہتیا کفایت کرتی ہے اسی لئے اہل علم نے اس حدیث کو رابع اربعہ اون احوال
 کا نہیں لیا ہے چیر واردار و کام اسلام و ثواب عددین و ثواب اللہ شرع کا ہے بلکہ ابن العربی نے

کہا ہے کہ سارے احکام اسی ایک حدیث سے نکل سکتے ہیں غرضکہ وسیع اسکا نام نہیں
 ہے کہ سارے مباحات کو حرکت کر دی بلکہ ادھر ساج کی ترک کہ کو نیک نام ہے ممکنہ
 حرام میں دخل ہو فربہا مکر وہ سو وہ بالکل شبہ ہے کیونکہ اوسکا حلال رہیں یا حرام ہیں
 ہونا شارع سے نہیں آیا ہے بلکہ یہ مکر وہ ایک واسطہ ہے درمیان ابن و دونوں کے
 ملک افق شے جسیر نام مستند کا بارہی کہ سبکیں میں کرا وہ ہے مجتہد کو شناخت کرا
 کی آدر سے دریافت ہو سکتی ہے سو جو چیز کہ اوسکا مباح ہونا ظاہر نہیں ہوا ہے دخل مستند
 ہے اسی طرح وہ جبر جس سے منی کسی حدیث ملعیف میں آئی ہے گو درجہ اعتبار کو نہیں
 اور وضعی ہونا اوسکا ظاہر ہوا جو اصل مستتبہ ہے ایسے ہی مشبہات کے بارہی
 حضرت نے فرمایا ہے المؤمنون وقانون عند الشبہات شوشبہات امور مجتہد
 شہیرے ایک وہ چین قارض اولہ کا ہے دوسرے وہ جنہیں اختلاف ملما کا ہے تیسرے
 وہ بعض مباح و بعض احوال میں ذریعہ حرام یا وسیلہ ترک واجب ہوتے ہیں والبار
 اوسکا اوردی طرف ابن و دونوں امر کہ ہوتا ہے اگرچہ نادرا ہو جوتے سارے مکروہات
 حق مجتہد و حق مقلد و دونوں کے مستتبہ ہیں یا تنجین وہ چیز جسکی اباحت وہ مباحث
 میں شک ہو چٹھی وہ تے جسکی امنی میں کوئی حدیث ملعیف آئی ہے یہ دونوں قسم اخیر میں
 مجتہد و مقلد و دونوں کی شبہات ہوتی ہیں و شہدائے کے جو ہنس لک حدیث ملعیف
 ہیں ایک قیاس ہے مکن حکا وہ قیاس ایسے مسلک سے ہو کہ بعض اہل علم اسکے قائل
 ہوں اور نزاع اوسمیں باعتبار صحت و بطلان و استدلال و رد کے کثرت واقع ہوا ہو
 پس وہ تحریم جو ایسے قیاس سے ثابت ہوگی ہنجا شہدات کے شہدائی میں یا اوس قائل
 ہے حاس طرح کے قیاس سے ثابت ہوگی لیس احتیاط حکرا اوسکے فعل و ترک میں دخل
 درج ہوگا اسمیں شک نہیں ہے کہ شبہ سارے اودن افعال سے تعلق رکھتا ہے بلکہ ان
 مباحات ہوتا ہے جیسے کالات مشروبات منکوحات قتال و کول و مسترو سکی اور گردہ رکی جیسے امور

و شرب مثلاً نہ انکاح اور سکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی عورت کہے کہ میں ان میان بی بی کو دیکھ
 پایا ہے اور سوای اوس ایک عورت کے اور کوئی وجہ ثبوت رفاعت کی موجود نہ ہو اور اقلہ
 اس جگہ متعارض ہوں تو ایسی صورت میں یہ امر مشتبہ ہو گا اور ورع اوسکے ترک میں بھی شک
 حدیث شریف میں آیا ہے کہ یہ وقد قیل فیہ حکم ساری انشاءات عقد و فاسدہ اور معاملہ
 ورع کا ہے کہ وقت اشتباہ کے وقوع کرنا اور نہیں داخل ورع ہوتا ہے اور اقدام کرنا اور نہیں
 اقدام کرنا ہے شہدات امور پر حکم کا یہ بعض علما سے مروی ہے کہ ایک جہت اسلام
 میں جو اوسکے شہر سے نزدیک تھی غارت گری ہو گئی اور انہوں نے سارے ماکولات لحم و حب و غیرہ
 کو جو اوسکے شہر میں آتا تھا ایک سال تک کھانا چور کر گئے اس کے لئے پر قناعت کی اگرچہ اگر علما
 نے اس بارہ میں اوپر بلاست کی اگر انہوں نے کسی کی بات نہ سنی ذکرہ الحافظ ابن القیوم
 فی الکلم الطیب سوا سمیع کچھ شک نہیں ہے کہ ایسے امور منہورہ مظنہ اختلاط کے ہوتے
 ہیں اجتنب اولیٰ سے باب اجتنب مشبہات سے ہے اہل ورع ایسا کیا کرتے ہیں لیکن جو کہ یہ
 اجتنب ہمراہ تجویز اختلاط کے ہے اس لئے قائل اور مکالاتی سقوت کے نہیں ہو سکتا ہے ہاں اتنی
 بات ہے کہ اکل عشب پر حرم ہانا ایک طرح کا غلو ہے دین میں یہ کیا ضرور ہے کہ اوس گاؤں
 یا شہر میں کسیکے پاس بھی کوئی رزق حلال موجود نہ ہو تلاش و تفحص سے میسر آنا اکل حلال کا
 ممکن نہ ہو کہ کسی اور جگہ نقل مکان ہو سکتا تھا جان رزق حلال میسر آ سکتا ہے اگرچہ بقت
 سند میں ہی کیوں نہ ہو جس طرح کہ امام نووی کے باب اوسکے وطن سے واسطے اوسکے قوت پہنچتے
 تھے ہاں اگر کسی طرح پر قدرت استخراج خالص کے شاکیہ حرام سے اور طاقت استحصال حلال کی
 غیر ملکہ سے بوجہ شدت اختلاط منکر کی ساریہ معروف کے حاصل ہو سکے اور کوئی رستہ طرف
 رزق حلال کے باقی نہ ہے اور یہ اشتباہ و اختلاط نفس الامر میں مقتضای شرع پر واقع
 ہو اور کسی و سوئے سے پیدا ہوا ہو تو البتہ اس صورت میں عدول طرف اکل عشب کے ہو سکتا
 لیکن اس شرط سے کہ غصہ رنگتے اور رند رفق پر بھی قدرت نہ ہو بلکہ ایسی صورت میں

تو شارع نے تناول کرنا مال حرامِ سحت کا تقدیر مستحق مباح فرمادیا ہے پھر اس میں چہرہ کا
 ہر کیا ذکر ہے جو درامِ سحت نہ ہو بلکہ دلالِ مختلطِ حرام ہو۔ **نکتہ** اتفاقاً شبہات کچھ فاضل
 مالکولات و مشروبات ہی کی نہیں ہے بلکہ عام ہے سارے افعال و اعتقادات و عبادت
 میں اسکی تفصیل دلیل الطالبین لکھی گئی ہے اور حکم پر شبہ کا کسی شے میں ہو تو
 وقوف ہے نزدیک اشتباہ کے اور محتمب رہنا اس سے تاکہ کہیں محرمات میں نہ پڑ جا
 عیاذُ باللہ واللہ اعلم بالصواب

خاتمہ اس بیان میں کہ سببِ ق کرنا واسطی اپنے او
 اور عیال کے اور طلب کرنا سوگی کا مال سے منع نہیں ہے

بعض قاصرین کا یہ اعتقاد ہے کہ طلب کرنا غنا کا واسطی عیال کے اور داخل ہونا اسباب
 تحصیل مالِ حلال میں خارج ہر طریقہ صلی اسے بلکہ مخالف ہر سی و مسلمین و مبائین مسلک ثابت
 ہے سو یہ اعتقاد و فکاہمِ عظیم و جمل کبیر ہے کیونکہ یہ طلب خود وسیلہ المسلمین نام الا اہل
 رئیس الصالحین صلوات سے ثابت ہوئی ہے حضرت نے سوال فرمایا اپنے رب سے کیا ہے
 صحیحین وغیرہ امین آیہ اللہ انی استلک العدی والقتی والعفان والغنا
 اس بلکہ میں بہت سی احادیث آئی ہیں ع۔ طلب تو اپنے طرف سے ہے اور اوپر سے دینے
 کیا ہے اور خود اللہ پاک نے حضرت پر سنت غنا کی رکھی ہے قال سبحانہ وتعالی
 ووجدك عائلاً فاغنى اور شیخین وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت نے اپنے غلام
 النسر رضی اللہ عنہ کو دعای غنا دی تھی یہ بھی صحیح میں وارد ہے کہ فرمایا اللہم انی اعوذ بک
 من الجوع فاذ بلس الضجیع اور عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اما حاءک من هذا المال
 انت غیر مستشرف ولا سائل فخذہ وما لا لا تتبعہ نفسک یعنی جو مال مجھ کو دے

ملے وہ تو ملے گئے اور جو نہ ملے تو اسکی فکر نہ کر اور احادیث صحیحہ میں نبی آئی ہے مسئلہ لینے
 سوال سے مگر بادشاہ سے مانگنا جائز ہے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے حکایت کی ہے
 رب انی لما انزلت الی من خیر فقہم وادخیر سے مال ہے اور یوسف علیہ السلام سے نقل
 فرمایا ہے کہ او نہنوں نے عزیز مصر سے کہا تمہارا جھلی علی خزانہ الا عرض الیوب علیہ السلام
 نے جب دیکھا کہ اوسکے پاس سونے کی ٹڈیاں گرتی ہیں لگے او نکو سیٹھنہ اللہ نے فرمایا اے
 اغنک عن هذا کیا میں تجھ کو اسکے لینے سے غنی نہیں کیا ہے او نہنوں نے عرض کیا و لکن
 لا غنی لی عن ہر کتک یہ قصہ حدیث صحیحہ میں آیا ہے عیسیٰ علیہ السلام سے اللہ نے حکایت
 کیا ہے کہ او نہنوں نے یون کہاد و اسر زقا و انت خیر الرازقین اسی مجلس سے یہ سوال حسنہ
 دنیا کا ہے اس آیت پاک میں ومنہم من یقول ربنا آتنا فی الدنیا حسنة و فی الآخرة حسنة و قنا
 عذاب النار اولئک لهم نصیب مما کسبوا و قوله تعالیٰ و اخری تحبونہا
 نصیر من اللہ فتمہ قریب الی قوله و اسر زقا و انت خیر الرازقین حاصل یہ سہیل
 کہ طلب رزق ایسی چیز ہے جو غالب عباد انبیاء و علماء و زاہدین و صلحا سے ثابت و واقع
 ہوئی ہے بلکہ اگر کوئی شخص یہ بات کہے کہ سارے عباد و طالب رزق خدا ہیں تو بھی کچھ بید
 نہیں ہے اسلئے کہ وہ سب کے سب اللہ سے سوال اسطر و صلاح شمار و برکت فی الارزاق
 کا کرتے ہیں یہ عین طلب رزق ہے جو سارے بنی آدم سے ظاہر ہوتی ہے انہیں جو لوگ مستور
 مستفی نہ ہیز گار ہیں او نکا سوال مقید بوجہ حلال ہوتا ہے و عا مانگنا خود ایک سعی ہے تحصیل
 رزق میں اسی طرح سارے اسباب تحصیل رزق کے باوجود اختلاف انواع و تباہن طرق کے
 داخل سعی ہیں چندین شکل از برای اہل اسکا منکر گویا منکر ایسی چیز کا ہے جو ہر فرد بشر کو افرابی
 آدم میں سے معلوم ہے ذرا اوس حال کو تو دیکھو چسپ صحابہ ایام نبوت میں تھے ہر صحابی او نہیں سے
 تعلق رکھتا تھا ساتھ ایک طرح کے سبب کے اسباب رزق سے کوئی سبب کیون نہوتا اور
 جو او نہیں ان اسباب سے عاجز نہوتا جو رزق و مال اوسکے پاس آتا وہ اوسکو قبول کر لیتا جیسے

انکا و قرون صفہ پر یہ سہی ماہ طلب مذق سے تھا اسی طرح بعد ایام نبوت کے حال رہا کہ غنائ
 راستہ میں اپنا نصیب و حصہ بقدر اپنی احتیاج و امتیاج اہل و عیال کے سروجہ عدل و طریقتہ
 لے لیتے تھے حالانکہ وہ ازہر عباد تھے دنیا میں اسی طرح جو عیال بہ بعد انقضاء خلافت سہی سالہ نبوت
 کے تھے لقولہ صلح الخلافۃ بعدی ثلاثون مائا و لکاسی یہی حال تھا صاحب زما
 خواجہ کا گذر گیا اور ملک گزرنہ آیات یہی صحابہ امرا و مسلمین کا قصد کر کے جاتے اور اپنے آپنا
 حق حیات المال میں سے مانگتے اور جو کچھ وہ دیتے یہ قول کر لیتے بدون کشف حقیقت حال کے
 سو یہ اگر طلب کر یا نہی کا نہ تھا تو پھر کیا تھا یہی حال بعد مہار کے تابعین کا رہا یہ دونوں قرن
 خیر قرون میں سے تھے بعض اہل حدیث صحیحہ ہر آئین ایسے لوگ بھی تھے جو ائمہین بالا امر کی طرف سے
 مستولی اہمال ہوتے تھے جیسے قضا و امارت بعض بلاد و امارت لشکر کوئی شخص اسکا انکار
 نہیں کر سکتا تھا اور نہ کسی کا اسمین کچھ اختلاف ہے یہ سہی ایک نوع ہے انواع طلب مذق
 سے اگرچہ وہ عمل قربت ہوتا تھا جیسے قضا و امارت حبش غزو و کیونکہ قربت میں ہونا اور شخص
 کا کچھ منافی اخذ حاجت کو بیت المال مسلمین سے نہ تھا جب سے ملت اسلامیہ قائم ہو چکا ہے
 تب سے اب تک یہی عمل در آمد سارے مسلمانوں کا ساتھ حلقہ ملک اسلام کے رہا ایک جماعت
 والی تھا جو ہوائی ایک جماعت نے منصب افتا کا حاصل کیا ایک جماعت والی بلاد شہیری ایک
 جماعت امیر لشکر ہی ایک جماعت نے تدیس رائے اختیار کی غالب جو ایات و وظائف
 بیت المال سے تھے یہ سہی یہ بات کہ ملک میں بعض ظالم جاہل ہوتے ہیں سو یہ بات
 شہیک ہے لیکن یہ شخص جو متصل کسی بادشاہ سے ہوا ہے اسنے یہ انتقال اسلئے نہیں اختیار
 کیا ہے کہ اسنے ظلم و عدل کا رتبہ نہ اسلئے اختیار کیا ہے کہ در میان لوگوں کے موافق حکم
 خدا کے قضا یا افتا کرے جس مال کا لینا رعایا سے اللہ نے واجب کیا ہے اسکو ادا کرنے وصول
 کرے یا اگر امیر لشکر ہے تو جسکے ساتھ حکم جنگ کا ہے اسکے ساتھ جہاد کرے یا جسے عداوت
 رکھنے کا حکم ہے اسکا دشمن بنارے سو جب بات یوں ہوئی تو گو وہ بادشاہ اعلیٰ سے اعلیٰ

درج کا ظالم کیوں نہ ہو کوئی گناہ اس کے ظلم و ستم کا ان لوگوں کے ذمہ پر نہ لگے گا جبکہ کسی ایک
 شخص کو انہیں سے کچھ بھی دخل تخفیف ظلم میں ہوگا اگرچہ اقل قلیل و احقہ حقیقہ ہی بھی
 بلکہ وہ اپنے اس منصب میں باجور یا جلا بلع ٹھیر لگا کیونکہ وہ باوجود اس منصب کے حکم میں
 اس شخص کے ہے جو کہ طالب حق و کارہ باطل اور سامی دفع ظلم میں بقدر بلوغ طاقت و حصول
 قدرت ہے کچھ معین اور سکا ظلم پر یا سامی تقریر ظلم یا تحسین جو زمین یا مؤثر و شبہ کا تجویز
 ظلم میں نہیں ہے ہاں اگر وہ اپنی جان کو کسی شے میں ان امور سے داخل کر لگا تو طاقت
 ظلمہ و فریق جو رہ میں شمار کیا جائیگا اور سبھاؤ نہ کے ہوگا سو ہوا اklam ایسے لوگوں کے حق
 میں نہیں ہے بلکہ ان لوگوں کے بارہ میں ہے جو اپنے امور و موقوفہ دینیہ کے ساتھ قاک
 و اکم رہتے ہیں اور افعال ظلمہ میں شغل نہیں ہوتے ہیں بلکہ اشتغال اور کما ساتھ امر معروف
 یا نہی عن المنکر یا تخفیف ظلم یا تحریف سوء عاقبت ظلم یا وعظ فاعل کے رہتا ہے جس سے بعض
 شر اور ظلمہ کا سدفع ہوتا ہے اور یہ گمان تو کسی جاہل علم یا عالم کے ساتھ ہو نہیں سکتا ہے کہ
 وہ ظلم ظلمہ میں مداخلت کر لگا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر ظلم کرنے پر اسی ظاہر کی ہے و ما
 ظلمناہم و لکن کاوا انفسہم یظلمون وقال وما ربک بظلام للعبد وقال ولا
 یظلم ربک احدا وقال ان الله لا یظلم الناس شیئا وقال ان الله لا یظلم
 مثقال ذرۃ وقال وما الله یرید ظلما للعباد وقال وما ظلمناہم و لکن
 کاواہم الظالمین اس طرح کی اور بہت آیات قرآنیہ آئی ہیں حدیث قدسی میں وارد ہے
 یا عبادی انی حرمت الظلم علی نفسی و جعلتہ بینکم و محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابوموسیٰ مرفوعاً
 کہتے ہیں اللہ مملکت دیتا ہے ظالم کو مہر جب پکڑتا ہے تو زمین چھوڑتا مہر یہ آیت پڑھی و کذا
 اخذ ربک اذاخذ القری وہی ظالمۃ ان اخذہ الیم شہید و رواہ الشیخان احادیث
 و رباب تحریم ظلم و ذم ظالم و استحقاق عقوبت ظلم کے بہت آئے ہیں اور سارے مسلمانوں کا
 تحریم ظلم پر اجماع ہے کیونکہ اس میں خلاف نہیں کیا ہے بلکہ عقلاً و جمیع میں اس پر کہ سب سے

بڑے بڑے ترزدیک عقول کے میں ظلم ہو رہا ہے حضرت نے دوبارہ مداخلت ظلمہ کی فصل و مکمل
 اصل فرمادیا ہے ترمذی میں دو جگہ آیا ہے کہ جو شخص ابواب ظلمہ پہنچاتا ہے اور فقہ رلیق اور
 کذب کی ادا عانت اور کئی ظلم پر کرتا ہے تو نہ وہ ہمارا ہے اور نہ ہم اس کے میں اور نہ وہ دن قیامت
 کے جو میں آئیگا اور جو کوئی اور نہیں نہیں گستاخ ہے اور نہ مصدق اس کے کذب کا اور نہ مسلمان اس کے
 ظلم پہنچتا ہے وہ ہمارا ہے اور ہم اس کے میں وہ قیامت کو میرے پاس جو میں پہنچائیگا اس سے
 معلوم ہوگا کہ جو شخص پاس ظلمہ کے جاتا ہے لکن تصدیق اور اس کے کذب کی یا عانت اور کئی ظلم
 نہیں کرتا ہے اور نہ اس کے ظلم سے راضی ہوتا ہے اور نہ اس ظلم میں اور نہ کا تابع ہے تو وہ حضرت کا ہے
 اور حضرت اس کے میں ہے ایک مرتبہ عالیہ اور فضیلت علیہ ہے خصوصاً حکماء کے ساتھ یہ بھی
 ہو کہ خود ظلم کرے بلکہ سامعی تحریف ظلم یا موعظت حسنہ میں ہے **ف** ہر ذی عقل پر یہ بات
 روشن ہے کہ اگر اہل علم و فضل و دین و اعلیٰ سے ملوک و سلاطین و امرا و دربار کے باندہ ہیں
 تو شریعت مطہرہ بالکل مثل و بریکار ہو جائے اس لئے کہ عالم شریعت معدوم الوجود ہے اور باری
 مملکت اسلامیہ احکام شرعیہ میں جیسی دیانت و معاملہ ہے منیل مملکت جاہلیت ہو جاوے
 اور جہل عالمگیر ہو جائے اور کہ کلمہ اعلیٰ مخالفت احکام کائنات و سنت کی ہونے لگے خصوصاً
 بادشاہ اور اس کے خواص و اتباع تو ہر سب کچھ کہنے لگیں اور دین اسلام میں ضبط ہو کر سب امور
 موافق ماورائے اغراض نفسانی کے ظاہر ہوں استباحہ اصول و فروع و توسیل مساجد و
 مدارس و انتہاک مردم و وقوع میں آئے شعار اسلام و شرائع خیر الانام باقیہ میں خصوصاً
 وہ ملوک حویہ کام بخوف ملب مملکت و ذباب دولت و منصب سوال پر راست و ہتک است
 خود کرتے ہیں اور اپنے ذوال عزت سے ڈرتے ہیں بلکہ ان کو تو ایک راہ طرف تخلص
 کے اکثر احکام اسلامیہ سے بچا لے اور اس بات کہ کہنے کی گنجائش اس لئے ہے کہ ہم نے کوئی
 معلم و ناصر و ناصح و واعظ و مفتی نہ پایا ہم سے تو اہل علم یہ کہتے اور اہل دین دور
 دور رہتے تھے شیطان کو اور بھی زیادہ اس امر سے خوشی خاطر حاصل ہے بہر حال جو کہ

اوگ دو طرح ہیں تہ ہیں ایک راہد بے علم و عابد بے فہم و صاحب ورغ و غصہ و ادر اک مصالح
 شرعیہ و شہ عالم و بینہ اسلئے ایک جماعت نے صدارت مواعظ و ارشاد عباد کی اختیار کی اور
 اس امر میں نہایت مبالغہ کیا انکا مقصد بے شبہ حسن اور انکافضل بیشک جمیل ہے لکن سبب
 علم و فہم و ادر اک کے منجملہ اعوان ظلمہ کے ہو گئے عوام حصار مجالس نے اون مواعظ کو نظر
 میں قبول کر لیا اس سے وہ جمل پیدا ہوا جس سے ساری دنیا بہر گئی حالانکہ اونکو یہ چاہئے تھا
 کہ ان امور کو حوالہ علماء و کتاب و سنت کرتے ہو خلق کو طرف حق معلوم کے بلاتے ہیں اور شرع صحیح
 بتاتے سکھاتے ہیں دوسرے وہ لوگ ہیں جنکو علم و فضل حاصل ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ مینا صلب
 سلطنت جو دوسروں کو حاصل ہیں انکو ملتے اور نفع دنیا ہاتھ آتا لکن جبکہ یہ حصول سے اون
 مناصب کے عاجز ہوئے تو بے رغبتی اپنی ظاہر کر کے ترک اختیار سی جتا لئے لگے اور اہل منہ
 دینیہ کو جبراً بھلا سخت محنت سنا لئے لگے اور انکی تنقیص کرنے لگے بلکہ یوں کہتے ہیں کہ ہم
 ان مناصب کو اسلئے ترک کر دیا ہے کہ انہیں مداخلت ممانہ ملو کہے اور اخذ مال بیت المال سے
 ہوتا ہے اور یہ لوگ اعوان ظلمہ کے ہیں اور حرام غواہی کرتے ہیں حالانکہ حامل اونکو ان امور
 پر مجبور و مجبوری و غصہ ہے کہ ہم اونکی طرح نہیں ہیں اسلئے اپنا تعفف و ورغ ظاہر کرتے ہیں انفس الامر
 میں منیات انکے فاسد اور مقاصد انکے کاسد ہیں اور خصال نفاق و ریا و غیبت محرمہ میں
 بغیر سبب ناسق نارہ اگر قرار ہیں ہمیں بہت سے لوگ اس طرح کے دیکھے سنے ہیں انہیں اگر
 کوئی شخص کسی وقت میں کوئی منصب پالیتا ہے تو پھر وہ سب سے زیادہ بدتر نکلتا ہے اوسکا
 فعل خلاف اوسکے قول کے ہوتا ہے سوالیہا شخص جو معین ظلم ہو ہاتھ یا زبان سے اور ظالم
 کے لئے اوسکا ظلم و ارکے اور جو مدح و ثناء چاہئے وہ اوس ظالم کی تہنیت کرے تو وہ جنس
 ظلمہ میں مدد دے کیونکہ ظالم جس طرح ہاتھ سے ہوتا ہے اسی طرح زبان و قلم سے بھی ہوتا ہے
 لہذا اوس سے بھی زیادہ شدید ہوتا ہے ہمارا کلام تو حق میں اون لوگوں کے ہے جو مستقل
 ملوک کے ہیں اور اعانت ظلم پر نہیں کرتے اور نہ انکے شریک حال رہتے ہیں ہاتھ و زبان

و قلم سے بلکہ مقصود اور ان کا اس اتصال سے یہی ہے کہ حتی الامکان استغناء فی الفاذا احکام
 شرع پر پابین اور جہان تک ممکن ہو امر معروف و نہی منکر بحوالہ الین مثلاً ایک عالم سنی کے ارغایا
 کو دیکھتا ہے اور قدرت تعزیر کی نہیں رکھتا ہے مگر جبکہ اس کی رسائی سلطان وقت
 تک ہو اور اس سے دفع منکر پر وہی تو ایسے شخص کے لئے مستقل ہونا لوگ سے غیر شر
 اجز غلبہ ہے اسی طرح جبکہ اس کو قدرت فصل خصومات و ارشاد الی الطاعات پر تئیر اور
 پادشاہ ہو تو اس کو مستقل ہونا پادشاہ سے اس غرض صحیح کے لئے جائز ہے یا پادشاہ
 کے دربار و امر اور اخوان و خواص ظلم کرتے ہیں اور اس کو اس کے دفع پر قدرت نہیں ہے
 مگر جبکہ پادشاہ سے اتصال حاصل ہو تو یہی ایک صورت جائزہ ہے یا پادشاہ بعض
 احوال میں اس کی نصیحت و موعظت کو سنتا ہے اور فعل مسکرات سے باز رہتا ہے یا نہیں
 تحقیق کرتا ہے تو یہ بھی مسوغ صحیح ہے و بعض سلف نے خوبیات کہی ہے کہ احوط انکس
 کثیرہ و معاصر کثیرہ سو بخلاف طاعت لوگ کے اس راہ امن ضعیف انصاف معلوم اور
 ظالم رفع مظلمہ دفع اہل کفر یعنی بہاد حفظ حرمت اقامت حدود شرعیہ اجر و قصاص و غیرہ
 قیام بحقوق واجبہ رعایا اور ایہ نصب قضاہ واسطے فصل خصومات کے بطریق شرعی نصب اہل امت
 بغرض امر معروف و نہی منکر احیاء و اہل افتادہ مسائل اہل حیات و فساد و غیر ذلک ہیں
 کیونکہ اکثر خلق کا یہی حال ہے کہ اگر لوگ نہ تو یہ وہ اناہل و فاعل کریں چنانکہ کہہ صاحب نہیں ہے
 سارے واجبات ترک ہد باین سارے منکرات عمل میں آئیں اور ایسے لوگ جو اللہ اکبری سے
 فاعل طاعت ترک منکرات ہوں اقل قلیل بلکہ نادر الوجود ہوتے ہیں رہے معاصی لوگ کے
 سو وہ بھی بہت سخت ہیں جیسے غریبی کرنا اموال محرمہ کا حلال کر لینا فروج محرمہ کا سماج
 سمجھ لینا ایک آدمی کے قصور پر سارے اہل قریہ کا ہلاک کر دینا یا اموال رعایا میں طمع
 کرنا برخلاف قانون شریعت مطہرہ کے اور تحصیل مال کے لئے طرح طرح کے جال کر دینا
 کے بچانا اور واسطے ایفاد ظلم کے ذرائع بہم پہنچانا انوار فسق و فجور میں مبتلا رہنا اموال

خدا کا لہو و لعب میں صرف کرنا الی غیر ذلک یہ کام اسلئے ہوتے ہیں کہ بادشاہ یہ جانتا ہو کہ مجھ کو
 ہر طرح کی قدرت حاصل ہے مجھ پر کسی کی حکومت نہیں ہے اور ایسے ملوک جو ان افعال فسوق
 و منکالم سے محفوظ رہیں بہت کم ہوتے ہیں بلاشبہ اللہ وعصہ و سرحصہ حکامیت
 بعض سلاطین اسلام کی مجلس میں اہل لہو و فسوق جمع ہوتے تھے اوس شہر میں ایک
 مرد صالح تہاجس منکر کی اوسکو خبر لگتی یا ظفر خمر دیکھ پاتا اور سپر انکار کرتا اوسکو سٹا تا ایک
 دن گزرا اوس شخص کا نیچے سے مکان سلطان کے ہوا بعض جلساء سلطان نے کہا یہ فلاں
 شخص ہے کہ جب کسی آدمی کے ہاتھ میں برتن شراب کا دیکھتا ہے تو اوسکو توڑ ڈالتا ہے
 اور جب کسی منکر کو دیکھ لیتا ہے تو اوسکو سٹا دیتا ہے بادشاہ نے کہا اسکو یہاں بلا لاؤ
 جب وہ آیا تو اوس سے کہا تو ہی وہ شخص ہے جو منکرات کو دیکھ کر غریب لوگوں پر انکار
 کرتا ہے اور اونکے برتن خمر وغیرہ توڑ ڈالتا ہے دیکھو ہمارے سامنے یہ برتن شراب کے رکھے
 ہیں بھلا ہم جب جانیں کہ تو اونکو توڑ ڈالتا ہے اوسنے کہا میں ایک غریب ضعیف آدمی ہوں جو کوئی میری
 طرح غریب ضعیف ہوتا ہے میں اوپر انکار منکر کا کرتا ہوں اسلئے کہ اوپر مجھ کو قدرت پہنچتی
 ہے اور تم بادشاہ ہو سو تمہارا حال وہ ہے جو کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے و لیسوا لوانک عن
 الجبال فقل بینہما سربى شفا فی ذرہا قاعا صفا صفا کاتری فیھا عوجا واکامتا
 بادشاہ رونے لگا اور کہا مجھ پر بھی انکار کر اور اوتھکر ان برتنوں کو ان طاقت سے اوسٹا کر سیک
 اوسے یوں ہی کیا اور بادشاہ نے توبہ کی پیر آئندہ وہ کام نکلیا مطلب آیت کے پڑھنے کا
 یہ ہوا کہ تمہاری مثال ایسی ہے جیسے کوئی پہاڑ ہو سو پہاڑوں کا خاک میں ملانا اور زمین
 کی طرح چھوڑ کر دینا کام اللہ کا ہے تمہارا انکار کرنا اور تمہارا سٹانا اوس عزیز نفیہم کا کام
 نہ مجھ سے ضعیف بیچارہ بلکہ حقیقت غریب آدمی کا اس سے معلوم ہوا کہ اتصال سلاطین میں
 نہی آفت ہی نہیں ہوتی ہے بلکہ کبھی اگر حاجت عباد و دفع فساد بھی ہوتا ہے

شاہراہ میں یہ شعلہ کچھ بھلا بھی ہے

اگرچہ عیش میں مدافعت اور بلا بھی ہے

فساد ہی یہ بات کہ جو موت اسوال ہاتھ میں ملوک کے ہیں اور نہیں ظالم دنیا پر واقع ہوا
 اور اسوال کا ملوک درو سار سے اہل مناسبت کو قتل کرنا جائز ہے یا نہیں سو جواب اسکا
 یہ ہے کہ ہاں جائز ہے بدلیل حدیث مستقیم عمر رضی اللہ عنہ ما جامع لك من هذا المال ولا
 غير مستشرق ولا سائل لحد ولا لحدیث علامہ اسکے اور احادیث صحیحہ سے یہ بات ثابت
 ہو چکی ہے کہ حضرت نے اہل کتاب پر ہزیمہ مقرر کیا تھا اور وہ جزیرہ الطیب اہل اسوال طیب
 تھا حالانکہ اسوال میں اہل کتاب کے اثمان غر و خضر و زور با سبب تھے اور وہ ان امور کا
 تقابل رکھتے تھے یہ سببی آیا ہے کہ حضرت نے ایک یہودی سے طعام قرص لیا تھا اور
 اس کے عود میں اپنی زرہ پہن کر بی تھی اس وجہ سے جس کسی شخص کے لئے کچھ وظیفہ یا اور
 یا اجرت بیت المال سے مقرر ہے اور وہ اسکو ملتا ہے تو اس شخص کو لینا اسکا بدو
 کشف حقیقت حال کے درست ہے ہاں اگر یہ بات جان لی ہے کہ وہ مال لعینہ ہاں
 حرام ہے اور پادشاہ نے رحمت سے بغیر وجہ شرعی جائزہ کے لیا ہے اور اس کے واپس کرنا
 طرف مالک کے یا کسی کلی حاصل ہو گئی ہے اور اس مال کو پادشاہ نے اہل علم و فضل میں
 صرف کیا ہے تو یہ صرف بھی ایسے موقع پر ہے اور سلطان گل کے واقع ہوا ہے اسکے کہ
 یہی لوگ مصروف اموال من ظالم ہیں بلکہ احسن مصارف میں مصروف ہے طعن طاعن کی
 حق میں اور اہل علم و فضل کے جو نزدیک سلاطین کے آموشد کہتے ہیں یا اہل فتا
 و دینیہ ہیں راجع طرف طعن و لمن ایک است کثیر کی اہل اسلام سے ہوتی ہے اسلئے کہ
 زمانہ خلافت سے اب تک کوئی سلطنت و سلطان عالی صحبت سے اہل علم کے نہیں
 رہا ہے اگرچہ ایک ہی شہر یا قطر کا حاکم یا والی کیون نہ ہو یہ محض اس طاعن لاعن کا طعن
 و اعتقاد باطل و خاطر زائف و تخیل ناسد و تصور کا سد ہے کہ وہ القوال کو علماء و فضلاء
 اہل دیانت و لائق ملوک و امراء سے ناجائز جانتا ہے اور نہیں سمجھتا کہ بعض احوال میں بعض
 منکرات انکے سبب سے دب جاتے ہیں اور بعض منکرات سے چشم پوشی کرنا انکا اس وجہ

ہوتا ہے کہ اگر بابت اوس منکر کے زیادہ انکار کرینگے تو اوس سے کوئی اعظم تر منکر واقع ہوگا
حکایت ایک پادشاہ نے ایک شخص کی گردن مارنا چاہا تھا ایک عالم صاحب منصب جو عدم
 استحقاق اور کثرت عداوت قتل کے جانتے تھے ہمیشہ اوس سے مافعت کرتے اور پادشاہ کو گردن
 مارنے سے روکتے یہاں تک کہ آخر کو یہ بات ٹھہری کہ قتل تو کیا جاوے لیکن باریٹ کرنا چاہیے
 اور وہی عالم اپنے ہاتھ سے اوسکو مارینا چاہا ایک مجمع میں اوس شخص کو لہجہ کر چند حضرات
 اوسکے ہاتھ سے لگائے گئے اہل مجمع نے متفرق ہو کر اوس عالم کو گالیاں دینا
 شروع کیا کیونکہ ظاہر میں یہ ایک امر منکر تھا جو اوسکے ہاتھ سے ہوا حالانکہ اوس عالم کا کام
 انکار منکر تھا نہ انکار تکاب منکر یہ اسلئے کہ اون لوگوں پر حقیقت امر سنکشف نہ ہوئی ورنہ اوس عالم
 کو عادی تے اور نہایت درجہ اوسکی کلروائی سے رضامند ہوتے جاہل تے سمجھا کہ اسے فساد کیا ہے
 حالانکہ وہ عین صلاح تھا **حکایت** صاحب شقائق نے نقل کیا ہے کہ پادشاہ روم نے
 حکم قتل ایک جماعت اہل اسواق کا دیا تھا اسلئے کہ اوسوں نے بجا آوری حکم سلطان کی
 بمقدور نہ بخ بعض بضائع منہین کی تھی پادشاہ باہر آئے اور واسطے قتل کے صف بندی
 کی گئی بعض علمائے پاس پادشاہ کے جا کر کہا کہ انکا قتل کرنا شر عار و امنین ہے پادشاہ
 سوار تمنا یہ پیدا وہ تھے پادشاہ نے کہا انہوں نے خلاف ہمارے حکم کیا ہے انکے قتل
 میں کوئی جاتی حذر نہیں ہے عالم نے کہا یہ لوگ یہ چر جا کر تے ہیں کہ انکو عزم سلطان کی
 خبر نہیں پہنچی تھی پادشاہ نے غضب شدید میں اگر سواری اپنی روک لی اور یہ بات کہی کہ
 یہ تمنا راعمدہ نہیں ہے عالم نے کہا بلکہ میرا یہی عمدہ ہے اسلئے کہ اس میں حفظ تیرے دین کا
 ہے اور بجا دین کا میرے ذمہ پر واجب ہے اور عالم کا یہی کام ہوتا ہے پادشاہ نے ان
 سب کو رہا کر دیا وہ سب قتل سے بچ گئے اس جگہ نظر و بصر عالم کو دیکھنا چاہیے کہ اگر ابتداء کلام
 میں وہ مثلاً یہ کہتا کہ مخالفت تمہارے حکم کی واسطے انکے موجب قتل کی نہیں ہے تو وہ بجا
 اس کہنے سے ہلاک ہو جاتے رہائی نہ پاتے اور اگر اس قول سلطان پر خاموش رہتا کہ یہ تیرا

چہرہ مدین سے تو وہ بیوقوف ہو جاتے کن عالم نے ایک وسیلہ مقبول پیش کیا جسکا بڑا اثر
 سلطان میں پیدا ہوا اب اگر کوئی شخص جسکو حقیقت اس حال کی معلوم نہیں ہے اس بابر کو
 سے گاتو یہی کہیکہ سعادت کرنا اس عالم کی مخالفت اور سلطان میں اور عدول کرنا اور
 طرف عدم با توغ حکم سلطانی کے اور سرک رہے اور اس عالم کو مدہن فی الدین سمجھیا اگر عقل
 تو معلوم ہے کہ اس عالم نے کتنا بڑا عمدہ کام کیا کہ ایک جماعت مسلمین کو قتل سے بچالیا اس
 سے معلوم ہو کہ بعض افعال مخالف شریعت بعض حالات میں اور اسی طرح بعض اقوال مخالف
 کسی خلاف مقتضای ظاہر ہوتے ہیں حالانکہ نفس الامر میں احسن حسنات احسن طاعات ہیں
 ہر کام محض ہے اور کیا ذکر ہو اسلئے کسی مسلمان کو نہ یا ہے کہ اگر کار میں مسامت کرے
 عیبت و بہتان میں مدون تحقیق مال کے یہ سن جائے یہ شباب کار می بل سرچ و جھوٹ و فریغ
 ہوتی ہے بلکہ ایسا عالم فاضل و دیندار جسکی وجہ سے پادشاہ کسی قدر راہ مست یار دے لائق
 دعوات کے ہوتا ہے نہ مستحق انکار لکن بحال کثر غلطی کا یہ ہے کہ اگر اسی بات سننے ہیں تو
 اور سکو چپا رکھتے ہیں اور اگر بری بات معلوم کرتے ہیں تو اسکو سپیل لے ہیں کما قیل

ان مہمو الخیر مخفوقہ وان سمعوا
 ان اذاموا وان لم یسمعوا کلاوا

یہ ترجمہ ہے بعض عبارت کتاب دلیل الدلائل کا یہ تم تقریر اس مقام کی ہے کتاب مذکور میں
 لکھی ہے حکایت سونو کافی روح نے ذکر کیا ہے کہ ایام طلب علم میں اجتماع ہمارا ساتھ ایک
 جماعت اہل علم کے ہوا تھا بعض طلبہ لایک وزیر کی عیذ دست کی اور خوب ہی سزا بھلا
 اور سزا کما تینے شکر مذکور سے کما میں ہم کو اللہ کی قسم دیا ہوں کہ تو میرے سوال کا سچا جواب دے
 کہا بہتر ہے کہ اپنے ابراہمی و بدگوئی اور اس وزیر کی جو تو نے کسی وارث و بی کے مدب سے
 کی ہے جسکو تو اپنے جی میں پاتا ہے اسلئے کہ اس وزیر نے جسکو تو نے اس قدر سزا کما اور
 کسی منکر کا کیا ہے یا کسی مظلوم پر جرات کی ہے یا کوئی مظالم اور اس سے وقوع نہیں آئے ہیں
 یا یہ جراتی اور کسی اسلئے ہے کہ وہ دنیا میں خوش حال آسودہ خاطر صاحب عیش و نعمت ہے اور

شخص نے تھوڑی دیر فکر کی کہ الیس ذلک الا لکون الفاعل ابن الفاعل الیس الما عمن
 الثیاب ویرکب الفلح من الدواب یعنی یہ بڑا کتا میرا اور سکو اسلئے ہے کہ وہ جہانم نادہ اچھے
 اچھے کپڑے پہنتا ہے اور عمدہ عمدہ جانور دن پر سوار ہوتا ہے اس طرح کے اور چند حالات اسکے
 گن کر بتائے سارے ماضی میں مجلس ہنس ٹہرے تب میں نے اس شخص سے کہا کہ یا رب تو ہی ظالم ہے
 اس مظلمہ کا مواخذہ کل تجھے سامنے اللہ قادر کے ہو گا اور عشرتیرا ہمراہ اور ظالموں کے ہو گا
 جو ناحق کسی کی آبروریزی کرتے ہیں کیونکہ ظالم آبروریزی کا اشد مظالم ہے مال کا مظلمہ آبروریزی
 مظلمہ سے کم ہوتا ہے ۵

یعون علیہ ان تصابح صومنا | ولتسلم اعراضنا وعقولنا

مصدق اس حکایت کی اس زمانہ آخرین نزدیک اہل بلد و اہل عصر کے جو بالغ مبلغ محسوس نہیں ہیں
 بعض مجسمے غریب الدیار میں جنکو کوئی واسطہ صوری و معنوی ساتھ ان حساب و اخوات کے نہیں ہے
 ولعلہم الحمد انما خود ذلک من جحد البلاء و درک الشقاء و سوء القضاء و شاة الاعداء

تو انہم آئندہ نیاز از م اندرون کسے ۵ | حضور را چکنم کو ز خود برنج و دست

میری گزارش خدمت میں ان عتاد و اعداؤ کے یہ ہے ۵

تصنی رجال ان اصوت وان امت | فتلك سبیل لست فیہا واحد

بہر حال اہل علم نے فرمایا ہے کہ ظلمہ اعراض بہ نسبت ظلمہ احوال کے جبری تر ہوتے ہیں
 اسلئے کہ ظالم مال کے لئے ظلم پر کوئی وازع ہوتا ہے کہ وہ یہی مال ہے جس سے قیام عیش و بقا
 حیات کا ہوا وہ بسبب اس مظلمہ کے اپنی دنیا میں منتفع بھی ہوتا ہے گو سحت و حرام صرف یہی کیوں
 نہو بخلاف ظالم اعراض کے کہ اسکو سوای غیبت و خسران کے کچھ بھی ہاتھ نہیں آتا ہے اور
 نفوس شریفہ اس سے نفرت کرتے ہیں اور طبائع سلیمہ اسکو ذلیل و خوار سمجھتے ہیں و بالتبع
 آج ۲۸ ربیع الاول ۱۲۸۵ ہجری روز شنبہ کو یہ سال چہین میں آغاز ہوتا ہے انجام نیچا و الحمد للہ ادا و اخلا

فہرست کتابت سنۃ ۱۰۰۰

مقلد صلیہ یانین تاکیہ اکل حلال کے
باب اول اس بیان میں کہ ستر زق وہ ہے
جس کو اپنے ہاتھ سے لکھا ہے اور طلب رزق
اجال چاہئے نہ حرص علی المال۔

باب دوم بیان میں سوع حریم وغیرہ کے

سوع خمر	سوع سلاح
سوع مردار	سوع مسکرات
سوع حوک	سوع شراب
سوع اصنام	سوع آب زائد
سوع سگ	سوع یرندہ درہوا
سوع گرہ	سوع ہای دودیا
سوع خون	سوع ضالہ
عصب فحل	سوع غلام گریختہ
سوع شحم پتہ	سوع حمل الحبلہ
سوع عنب	سوع منابذہ
سوع زریب	سوع ملاسہ
سوع امرد	سوع شرور پستان
سوع کنیر	سوع مال غنیمت قبل قسمت
سوع چوب ہکا آلات لو	سوع شکر قبل صلاح

سوع صوفیہ پشت
سوع روفن و رشیر
سوع محالہ
سوع مزابندہ
سوع سادہ
سوع محاضرہ
سوع عرہن

محصول آبکاری
سوع کالی البکالی
سوع قبل قرض
سوع قبل فتن
استنثار بھول در بیع
تفریق بیع ولادہ و ولد
سوع حاضر البیادی
تاجش
شرط علی الشراء
کفای کتابان
احتکار طعام
تسیر حاکم

وضع ہمارے
سلف و بیع
بیترین فی البیع
دو بیع در یک بیع
رجع المانیین
سوع شے غیر موجود
سوع صکرک

باب سوم بیان
میں مکاسب مجربہ کے
ربا یعنی سود و عاری
ربا فضل ربا مذکور
ربا انبار
ربا قرض
سوع میوہ تہ یکجک
سوع جنس یکجک با
تسادہ
تخیل در ربا
فروخت لکھنویان
سوع عینہ

غش فی البیع

بیع محر

قمار

غصب

سرقه

خیانت

شهادت زور

اخذ مال بخلاف کذب

اخذ مال بلهو و لعب

شراء مال سرقه

کس

مال یتیم

محمد عاریت

اکل رشوت

نقص کس

نقص وزن

سحر

خونم

زنا

اودحه

دلالی

بطاطمی

اکل ربا

سوکل ربا

بیع شیئی مغیب

نقص بر ساری

گردانی

نقص ذراع

اخذ قرض بیعت عدم

شراء بیعت عدم

مال بوقف ناجائز

نقطه ناجائز

مال وصیت

مال ودیعت

اجرت رقص

اجرت سرود

اجرت مسخرگی

اجرت دروغ

اجرت وکالت ناجائز

اجاره ظالمانه

باب چهارم میانین

مطاع و اشربه محرکه

مردار

خون

لحم خوک

ما اهل به تعبیر الله

مختفقه

موقوفه

مترویه

طبیحه

بقیه اکل سبع

ندلوح علی الغصب

ذبحه علی اسم غیر الله

ذبح للهو و اللعب

اکل سوارب بجا نر غیر حرام

ذبح للشیطان

ذبح الشیطان

اجرت سگ ششام

اکل نجاست

اکل شیشه حرام

اکل شیشه مستقدر

اکل شیشه مضطر

اکل نبات و الثمن شمشیه

حشیه

افیون

بنج

عنبر

زعفران

جائفل

قات

تاکو

گوشت خر

دوا و حرام

دوا و انسکر

مستحب

قنفذ

ششم

اکل کسرم جلاله

شراب لبن جلاله

بادی بنج میانین النوع

الموال و حر و فدا و غیره

غنائم

فیخی

زکوات

کرایہ مکانات	مال موسمی بہ	سنگ تراشی	مشتبہ
کرایہ دوواب	مال میراث	دزن کشی	خاتجہ بیان
صدقہ فطر	طعام میریان	تیر اندازی	مین جوار کسب رزق
لحم اضحیہ	زراعت	طبع کتب	کے واسطے اپنے اور
مال مهر	تجارت	شتر بانی وغیرہ	اہل و عیال کے اور
مزدوری	خیاطت	عطر فروشی	طلب توگری
توگری چاکری	آہنگری	بیضہ فروشی	اقبال بلوک
کسب چماست	معماری	روغن فروشی	اخذ مال از ملک
مہر بنی	درودگری	نعلین فروشی	کشت
حلوان کاہن	غزل	چماہ فروشی	
اجرت اذان نماز	نسج	باب مشتجبان	
تقبر طحان	نلاحت	مین تیسیر اصل حلال	
اجرت تلاوت قرآن	مٹید	کے ہر زمانے میں	
کرایہ زمین و حلال ہے	غواصی	اصل اول	
آمدنی جاگیر	ستاری	اصل دوم	
احیاء موات	شیشہ گری	اصل سوم	
مال کتابت غلام	خشت پری	اصل چہارم	
۴	کتابت کتب	اصل پنجم	
آمدنی مذقبر و اموات	باور چگری	شرح حدیث مشہدات	
واعراس	گافدی	حلال بین	
آمدنی دیت قتل	رنگریزی	عوام بین	

صحت نامہ سیدہ النجالیہ

صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب
۴	۶	ہوا تھا	تھا	۱۸	۳۷	قرانی	قرانی
۶	۱۵	ہیئت	ہیئت	۷	۳۸	حشیشہ	حشیشہ
۱۵	۱۴	بیل	پہل	۱۰	۵۲	ہاتھ	ہاتھ
۱۴	۱۵	مزانہ	مزانہ	۱۰	۵۵	شرب	شرب
۱۵	۲۱	کاعون	کوعون	۲۰	۵۹	ہوتے	ہوتے
۱۱	۲۳	وقبل	قبل	۲	۶۳	بات	بات
۱۶	۲۵	فیہما	فیہما	۹	۶۷	ادریں	ادریں
۳	۲۶	حروا	حروا	۱۸	۷۱	اسدہ	اسدہ
۱۰	۲۸	بناتے	بناتے	۲۱	۷۲	رکوع	رکوع
۱۱	۳۲	تلاوہ	تلاوہ	۲۱	۷۲	جوینی	جوینی
۱۳	۳۰	ابن	ابن	۱۳	۷۷	لحمان	لحمان
۱۹	۳۶	رکما	رکما	۱۳	۷۹	باریہ	باریہ
۱۷	۳۷	پڑھتے	پڑھتے	۱۸	۸۰	بچہ	بچہ
۲	۳۸	اتفاق	اتفاق	۲۰	۸۲	کیا ہے	کیا ہے
۱	۳۹	اسی	اسی	۸	۸۳	بہ حکم	بہ حکم
۱۶	۴۰	پہ ذکاۃ	پہ ذکاۃ	۱۵	۸۴	سبب	سبب
۱۷	۴۱	لپٹا	لپٹا	۲۱	۸۵	استکمار	استکمار
۱۳	۴۲	آیت	آیت کے	۳۰	۸۶	الطالب	الطالب
۱	۴۳	مکر	مکر				

قطعه فارسی بطور تقریب کتاب سعه الجال از تصنیف
احمد خان و فی مستحکم منصفی عام اگر سلمه الله المتعال

میسر صدیق حسن خان مبادر نواب
از تصانیف تو سده نعمت الوان پیدا
رشته کنگ تو به فحی فشانند گوهر
لب شیرین تو در خلق و جهان شود افکن
گوش گل از سخن پاک تو چون کان گهر
از فی کنگ تو بهستد تواند که زند
شاخ سر سبز قدم صد گل مضمون بخشد
قلش حاصل صد کان بدو وقت دم
دل و جان بدو از همه تصنیف جدید
بر کتاب تو اگر حزن بگیرد ناکس
رنگ گیر و در چین کاغذ امیض بگفت
کردن خیر دل من به لسان الوطی رفان
گردی خفته لعلش بتکلم آید
آتش لعل کند از لب لعلین خاموش
خضر وقت است که از یند گران مایه خوش
دور نواب باوید که بخور غزن و مخور
صوفی از در دو غم کثرت مصیان شلما

بجای نواب
و صفات و صفات

خاسته شست که صد گهر سلطان بریزد
بر کتاب تو شکر دو دهن جان بریزد
همچو آن قطر که از ابر بهار ان بریزد
صد سگدان مال زخمی سبحان بریزد
پیش رنگ رخ تو رنگ کستان بریزد
نغمه بر نغمه اگر مرغ خوش اسحان بریزد
همچو آن غزل که اثمار رشداوان بریزد
لب لعلش در ویا قوت در خستان بریزد
که سلسه رنگ نصیحت به سزایان بریزد
سطر سطرش لکلو کحل صفایان بریزد
از فی حشک قلم سنبیل در میان بریزد
آ که نور سه بدل مرد سحمان بریزد
گوهر سه چهند بهر حیث بدایان بریزد
آبرو سه گهر از گداسه دغان بریزد
در لب تشنه دو صد حشمت حیوان بریزد
باده در جام اگر لاله کستان بریزد
لغت دل هیره اشک از سرش کلان بریزد